معاون درسی کتاب

علم شہریت

نویں جماعت کے لیے

ڈاکٹر عبدالقیوم

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

معاون درسی کتاب

علم شہریت

نویں جماعت کے لئے

مصنف

ڈاکٹر عبدالقیوم

ریڈر و صدر شعبہ سیاسیات

اُردو آرٹس ایوننگ کالج، حمایت نگر، حیدرآباد

مدیر

محمد نعیم الدین

ریٹائرڈ پرنسپل، نامپلی بوائز جونیر کالج، حیدرآباد

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر آنندراج ورما

پی۔ایچ۔ڈی

قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند

ویسٹ بلاک-I، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066

بہ اہتمام

شاخ جنوبی ہند، حیدرآباد

Associate Text Book
Civics (Ilm-e-Shehrait)
For IX Std.
By Dr. Abdul Qayyum

© قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری۔مارچ 2003 شک 1924
پہلا اڈیشن : 1100
سلسلۂ مطبوعات : 1024
قیمت : -/33

کمپوزنگ : الاکرم گرافکس فون : 4073394 - 040
16-1-14/4 سعید آباد، حیدرآباد - 59

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان
ویسٹ بلاک-I، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066

طابع : فہمی کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، دین دنیا ہاؤس، جامع مسجد، دہلی-۶ فون نمبر 23280644

پیش لفظ

نصابی کتابیں وقت پر فراہم کرنے کا معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے ہاں معاون نصابی مواد کی کمی ہے۔ فروغ اردو کے لیے اردو زبان و ادب اور اردو ذریعہ تعلیم کو باہم مربوط کرنے کے لیے نصابی اور معاون نصابی کتابوں کا ابتدائی سے اعلیٰ جماعتوں تک مناسب قیمت اور وقت پر دستیاب ہونا اشد ضروری ہے۔ قومی اردو کونسل نے منصوبہ بند طریقے سے اس مقصد کو حاصل کرنے کی پیہم کوشش کی ہے۔

معاون درسی کتب کی تیاری کا مقصد طلبہ کو ایسا مواد فراہم کرنا ہے جو نہ صرف ان کے شوقِ مطالعہ اور تجسس کی تسکین کا باعث ہو بلکہ نصابی مواد کی تفہیم اور مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری میں بھی معاون ثابت ہو۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے دو حصوں پر مبنی ایک مبسوط منصوبہ تیار کیا گیا۔ ایک حصے کے تحت آٹھویں سے دسویں جماعت تک طبعیات، کیمیا، نباتیات، حیوانیات اور جدید ریاضی کی کتابیں تیار کی گئیں۔ منصوبے میں شامل مضامین کے لیے ایک ایسا جامع نصاب تیار کیا گیا جس میں بشمول سی.بی.ایس.ای. (CBSE) اور آئی.سی.ایس.ای. (ICSE) ملک کے ہر صوبے کے متعلقہ نصاب کو ملحوظ رکھا گیا تاکہ یہ کتابیں تمام ملک میں یکساں طور پر مفید ہوں اور طلبہ کو ان میں کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو۔ نیز یہ احساس ہو کہ ان کتابوں میں نہ صرف ان کے نصاب کا پورا پورا احاطہ کیا گیا ہے بلکہ دیگر کار آمد معلومات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ان کے مطالعے سے طلبہ کو آئندہ جماعتوں کے مشکل اور پیچیدہ اسباق سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔ دوسرے حصے میں سماجی علوم جیسے تاریخ، جغرافیہ، علم شہریت، معاشیات اور کامرس کی کتابیں شامل ہیں۔ مذکورہ کتابوں کی تیاری کے لیے متعلقہ مضامین کے ماہرین پر مشتمل دو پینل تشکیل دیے گئے۔ یہ کام ڈاکٹر آنند راج ورما کی ادارت میں کونسل کی جنوبی ہند کی شاخ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ہمیں توقع ہے کہ یہ کتابیں اساتذہ اور طلبہ کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوں گی۔ علاوہ ازیں اردو ذریعہ تعلیم کی کڑیوں کو نہ صرف تسلسل عطا کریں گی بلکہ اسے زیادہ مفید اور موثر بنانے میں بھی مد ثابت ہوں گی۔ زیرِ نظر کتاب اسی منصوبے کے تحت شائع کی گئی ہے جسے بہتر سے بہتر بنانے میں ہر مثبت تجویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائرکٹر
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارتِ ترقی انسانی وسائل، حکومتِ ہند، نئی دہلی

فہرستِ اسباق

	عنوان		صفحہ نمبر
سبق 1	مملکت	(The State)	1-7
سبق 2	مقننہ کے فرائض	(Duties of Legislature)	8-14
سبق 3	عاملہ	(The Executive)	15-20
سبق 4	عدلیہ	(The Judiciary)	21-26
سبق 5	ہندوستان کا دستور اور اس کی اہم خصوصیات	(Constitution of India and its main Features)	27-35
سبق 6	بنیادی حقوق اور بنیادی فرائض	(Fundamental Rights and Fundamental Duties)	36-45
سبق 7	مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول	(Directive Principles of State Policy)	46-53
سبق 8	صدر جمہوریہ ہند	(President of India)	54-63
سبق 9	وزیر اعظم اور مجلس وزراء	(Prime Minister and Council of Ministers)	64-71
سبق 10	ہندوستان کی پارلیمنٹ	(Parliament of India)	72-85
سبق 11	مرکزی عدلیہ - سپریم کورٹ	(Union Judiciary - Supreme Court)	86-91
سبق 12	ریاستی حکومتیں اور ان کی ساخت	(State Governments and their Structure)	92-98
سبق 13	ریاستی مقننہ-ساخت فرائض و اختیارات	(State Legislature - Structure, Functions and Powers)	99-106
سبق 14	ریاستی عدلیہ - ہائی کورٹ	(State Judiciary - High Court)	107-111
سبق 15	انتخابات	(Elections)	112-117
سبق 16	سیاسی جماعتیں	(Political Parties)	118-130

سبق 1 مملکت The State

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 مملکت کے معنیٰ و تعریف

3.2 مملکت کے لازمی اجزاء

3.3 مملکت اور سماج

3.4 مملکت اور انجمنیں

3.5 مملکت اور حکومت

3.6 قومیت اور قوم

3.7 جذبہ قوم پرستی

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ مملکت کے ایک اہم تصور کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ اُس تصور کے لازمی اجزاء، مملکت اور سماج اور مملکت اور انجمنوں کے متعلق معلومات حاصل ہوں گی۔ اس سبق کے مطالعہ سے آپ مملکت اور حکومت کے فرق کی وضاحت بھی کرسکیں گے۔ اسی طرح آج کا ایک اہم تصور قوم اور قومیت ہے۔ ان کا مفہوم اور ان دونوں کے درمیان فرق بھی آپ کو معلوم ہوگا۔

2 تمہید

ایک مشہور یونانی مفکر ارسطو نے کہا ہے کہ ''انسان ایک سماجی حیوان ہے''۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کبھی تنہا یا اکیلا نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اُسے بہتر زندگی گزارنے اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسروں کی مدد وسہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان سماج میں پیدا ہوتا ہے اور سماج کی مدد و تعاون سے اپنی زندگی گزارتا ہے۔ انسان کی سماجی زندگی کو منظم بنانے اور زندگی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے سماج میں ایک برتر اختیار اور ادارے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے بہتر سماجی زندگی کے شرائط و قواعد کو مرتب کرسکے اور اُنھیں نافذ کرسکے۔ خاطیوں کو سزا دے سکے۔ یوں تو سماج میں کئی ادارے ہوتے ہیں۔ لیکن سماج کا سب سے برتر و اعلیٰ ادارہ مملکت کہلاتا ہے۔

3 سبق کا متن

آیئے اب ہم انسانی سماج کے اعلیٰ ترین ادارہ مملکت کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

3.1 مملکت کے معنیٰ و تعریف

مملکت سیاسی مطالعہ کا مرکزی موضوع رہی ہے۔ مختلف مفکرین نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے۔ وڈ رو ولسن (Wood Row Wilson) کے الفاظ میں

> ''مملکت عوام کی ایسی تنظیم ہے جو کسی مستقل رقبہ میں قانون سے استفادہ کے لیے وجود میں آتی ہے''۔

پروفیسر ہالینڈ(Holland) کے الفاظ میں

''مملکت انسانوں کی وہ وسیع جماعت ہے جو ایک معین علاقے پر آباد ہوتی ہے، جس میں اکثریت کی رائے حزب مخالف کی رائے پر فوقیت رکھتی ہے''۔

پروفیسر گارنر(Prof. Garner) کے مطابق

''مملکت عوام کی ایسی جماعت ہے جو ایک علاقے پر قابض ہوتی ہے اور جو خارجی اقتدار سے آزاد اپنی ایک حکومت رکھتی ہے اور جس کی اطاعت اس علاقے کے باشندوں کا کثیر طبقہ عادتاً کرتا ہے''۔

ان تمام تعریفات کے مطالعہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مملکت کسی متعینہ علاقے میں بسنے والے عوام کو کہتے ہیں جو اپنی ایک متحدہ شناخت رکھتے ہیں اور جہاں عوام آزادانہ طور پر اپنی ایک حکومت رکھتے ہیں۔ اس طرح ہندوستان، چین، بنگلہ دیش، پاکستان، سری لنکا، جاپان، عراق اور سعودی عرب وغیرہ ایک مملکت کہلاتے ہیں۔

آیئے اب ہم مملکت کے لازمی اجزاء کا مطالعہ کریں۔

3.2 مملکت کے لازمی اجزاء

مملکت کے چار لازمی اجزاء ہوتے ہیں، جن کے بغیر ہم صرف کسی علاقے کی آبادی کو مملکت نہیں کہہ سکتے۔ لازمی اجزاء یہ ہیں

3.2.1 علاقہ Territory

3.2.2 آبادی Population

3.2.3 حکومت Government

3.2.4 اقتدار اعلیٰ Sovereignty

اب ہم مملکت کے ان چار بنیادی اجزاء کے متعلق تفصیل سے معلومات حاصل کریں گے۔

3.2.1 علاقہ

جس طرح گھر ایک چہار دیواری میں ہوتا ہے، اسی طرح مملکت کے بھی حدود ہوتے ہیں۔ چنانچہ زمین پر متعین رقبہ ایک مملکت اور دوسری مملکت کے درمیان امتیاز پیدا کرتا ہے۔ انسانوں کا ایک متعین علاقے میں بسنا ضروری ہے۔ اس لیے مستقل خانہ بدوش لوگ کبھی کوئی مملکت نہیں بنا سکتے۔ ایک مملکت اپنے رقبے میں چھوٹی یا بڑی ہو سکتی ہے۔ ہندوستان ایک بڑی مملکت ہے، جب کہ بھوٹان اس کے شمال میں پائی جانے والی چھوٹی سی مملکت ہے جس کا رقبہ بہت ہی چھوٹا ہے۔ اس طرح دنیا میں بڑی بڑی اور چھوٹی چھوٹی مملکتیں بھی ہیں۔ یوروپ میں چھوٹے سے شہر ویٹیکن کو بھی مملکت کا درجہ حاصل ہے۔ اس طرح مملکت کے لیے لازمی ضرورت علاقہ یا رقبہ ہے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ مملکت کا رقبہ اگر بڑا ہو تو اُسے زیادہ قدرتی وجغرافیائی وسائل حاصل ہوں گے اور مملکت بھی طاقتور ہوگی۔ چھوٹے رقبے والی مملکتیں اپنی حفاظت کے لیے فکرمند ہوتی ہیں۔ چوں کہ اُن کی سلامتی کو ہر دم خطرہ لگا رہتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ مملکت کا رقبہ اتنا ہو کہ اس کی آبادی کی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔

3.2.2 آبادی

مملکت کے لیے دوسری لازمی ضرورت آبادی ہے۔ انسانی آبادی سے خالی صرف ایک رقبہ یا علاقہ مملکت کے لیے کافی نہیں ہے۔ چوں کہ مملکت ایک اعلیٰ انسانی ادارہ ہے، اس لیے اس کی لازمی ضرورت آبادی ہے۔ درخت، پہاڑ، ندی اور ہری بھری وادیاں مملکت نہیں بلکہ اُن میں بسنے اور اُن سے استفادہ کرنے والے عوام مملکت بناتے ہیں۔ جس طرح طلبا کے بغیر کوئی عمارت اور اس کا فرنیچر مدرسہ نہیں کہلاتا، اسی طرح مملکت کے لیے انسانی آبادی لازمی ہے۔ دنیا میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ آبادی والی مملکتیں بھی ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے چین دنیا کی پہلی بڑی اور ہندوستان دنیا کی دوسری بڑی مملکت ہے۔ عظیم یونانی مفکر افلاطون نے اپنے دور میں شہری مملکتوں کے لیے صرف 5040 کی آبادی مقرر کی تھی جب کہ اٹھارویں صدی کے فلسفی روسیو نے مملکت کی آبادی کی حد دس ہزار مقرر کی تھی۔ اس کے برعکس عظیم یونانی فلسفی ارسطو کے مطابق مملکت کی آبادی نہ زیادہ ہو اور نہ کم ہو بلکہ یہ اس کے رقبے کے لحاظ سے متوازن ہو۔

زیادہ آبادی مملکت کے لیے عددی طاقت وقوت فراہم کرتی ہے۔ جتنی زیادہ آبادی ہوگی اُتنا ہی زیادہ مملکت میں موجود قدرتی وسائل سے استفادہ کیا جاسکے گا اور پھر ملک کی حفاظت کے لیے بھی بڑی فوج کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑی آبادی والی مملکتیں فوجی طور پر اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہیں۔ دوسری طرف زیادہ آبادی کی وجہ سے معاشی وسماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ بڑھتی آبادی اور بیروزگاری آج کے اہم مسائل ہیں۔

3.2.3 حکومت

مملکت کے اُمور کو چلانے کے لیے ایک تنظیم یا جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ حکومت مملکت کی وہ تنظیم ہے جس کے ذریعہ مملکت کے اُمور انجام پاتے ہیں۔ اس طرح حکومت مملکت کا تیسرا لازمی جز ہے۔ چنانچہ حکومت وہ مشنری ہے جس کے ذریعہ مملکت اپنے مقاصد کو حاصل کرتی ہے۔ حکومت مملکت میں نظم وضبط کو برقرار رکھتی ہے اور عوامی خدمات فراہم کرتی ہے۔ قانون سازی کرنا اور دوسری مملکتوں سے تعلقات قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ پہلے شاہی حکومتیں ہوا کرتی تھیں، لیکن آج کے جدید دور میں عوام کی منتخبہ جمہوری حکومتیں ہیں۔ آج حکومت کی کئی قسمیں ہیں جیسے پارلیمانی یا صدارتی حکومت اس کے علاوہ چند ایک ممالک میں آج بھی شاہی حکومتیں برقرار ہیں جیسے سعودی عرب، اردن، بھوٹان وغیرہ۔

3.2.4 اقتدار اعلیٰ

اقتدار اعلیٰ مملکت کا آخری لیکن اہم ترین جز ہے۔ صرف علاقہ، آبادی اور حکومت مملکت نہیں بناتے۔ اقتدار اعلیٰ کو مملکت کی روح قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ برتر اختیار ہوتا ہے، جس کے ذریعہ سے حکومت چلتی ہے۔ چنانچہ اس کی نوعیت قانونی ہوتی ہے۔ آزادی سے قبل ہندوستان، علاقہ آبادی اور حکومت رکھنے کے باوجود ایک مملکت نہیں تھا، چوں کہ اُس کا اپنا اقتدار اعلیٰ نہیں تھا۔ یعنی اُس کی اپنی کوئی مرضی واختیار نہیں تھا۔ بلکہ ایک بیرونی اختیار ہندوستان پر حاکم تھا۔ بیرونی کنٹرول سے آزادی اور داخلی خود اختیاری اقتدار اعلیٰ کی اہم خصوصیتیں ہیں۔ اقتدار اعلیٰ مملکت کا لامحدود اختیار حکمرانی ہے جو نا قابل تقسیم ہوتا ہے۔

3.3 مملکت اور سماج

مملکت اور سماج دونوں علحدہ ہیں۔ مملکت سماج کی کئی انجمنوں میں سے ایک لیکن اعلیٰ ترین انجمن ہے۔ لیکن پہلے سماج کی تشکیل عمل میں آئی اور بعد میں مملکت کا وجود عمل میں آیا۔ مملکت سماج کی محض ایک سیاسی شکل ہے، جب کہ دوسرے رسوم ورواج اور ادارے سماج میں پائے جاتے ہیں۔ سماج کے لیے ایک متعین علاقہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک سماج اپنی خصوصیات کی بناء پر جغرافیائی حدبندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سماج کو کوئی جبری قوت حاصل نہیں ہوتی، جب کہ مملکت کو جبری قوت حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ سماج کی سرگرمیاں مکمل زندگی کا احاطہ کرتی ہیں جب کہ مملکت سماج کی صرف سیاسی سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہے۔

3.4 مملکت اور انجمنیں

مملکت کی طرح سماج میں اور بھی کئی انجمنیں ہوتی ہیں، لیکن مملکت اور دیگر انجمنوں کے درمیان بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ مملکت کی رکنیت لازمی ہوتی ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی مملکت کا لازمی طور پر شہری ہوتا ہے۔ لیکن انجمنوں کی رکنیت رضا کارانہ ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک فرد ایک سے زائد انجمنوں کا رکن بن سکتا ہے لیکن وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی مملکت کا رکن ہوتا ہے۔ یعنی ہر فرد ایک وقت میں صرف ایک ہی مملکت کا شہری ہو سکتا ہے۔ عموماً انجمنیں عارضی ہوتی ہیں اور مقصد کی تکمیل کے بعد تحلیل ہو جاتی ہیں، لیکن مملکت ایک مستقل انجمن ہے۔ مملکت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے لیکن انجمنیں انسانی زندگی کے کسی خاص گوشے سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے مذہبی انجمنیں، پیشہ وارانہ انجمنیں، تعلیمی وتہذیبی انجمنیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ مملکت کو جبری اختیار حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دیتی ہے اور پوری طاقت وقوت کے ساتھ قانون کو نافذ کرتی ہے۔ اس کے برعکس سماجی انجمنوں کو جبری قوت حاصل نہیں ہوتی اور اپنے اراکین کو سخت سزا نہیں دے سکتیں۔ ایک مملکت میں کئی انجمنیں ہوتی ہیں اور وہ مملکت کے نافذ قواعد کے مطابق اپنے اُمور انجام دیتی ہیں۔

3.5 مملکت اور حکومت

عام طور پر مملکت اور حکومت کو ایک ہی سمجھا جاتا ہے جو درست نہیں ہے۔ مملکت ایک تصور ہے جب کہ حکومت محسوس کی جانے والی ایک ٹھوس شکل اور کیفیت کا نام ہے۔ حکومت مملکت کا ایک لازمی جز ہے اور یہ مملکت کی ایک ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے۔ مملکت حکومت سے زیادہ وسیع اور عالمگیر ہے۔ مملکت مستقل ہوتی ہے جب کہ حکومتیں آتی اور جاتی رہتی ہیں۔ حکومتوں کے بدلنے سے مملکت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مملکت کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے، جب کہ حکومت کو یہ حاصل نہیں ہوتا۔

3.6 قومیت اور قوم

قومیت اور قوم کی اصطلاحوں میں فرق کرنا دشوار ہے۔ تاریخی، تہذیبی، نسلی، لسانی رشتوں پر مشتمل انسانی گروہ قومیت ہے۔ اس طرح یہ ایک نفسیاتی احساس ہے جس میں ایک فرد دوسرے کو اپنے سے متعلق سمجھتا ہے اور اُس کے ساتھ احساس ہم آہنگی رکھتا ہے۔ جیسے ہندوستان میں سکھ، مسلمان، ہندو، بدھی، عیسائی وغیرہ علحدہ علحدہ قومیتیں ہیں۔ ان تمام میں وحدت اور یکجہتی کی کوئی نہ کوئی مشترکہ بنیاد ہے۔ مذہب، زبان، علاقہ اور تمدن کے مشترکہ احساسات ان میں پائے جاتے ہیں۔

اس کے برعکس جب کوئی قومیت سیاسی اتحاد اور آزادی حاصل کر لیتی ہے تو وہ قوم کہلاتی ہے۔ چنانچہ ایک آزاد اور مقتدر انسانی گروہ قوم کہلاتا ہے۔ ہندوستان سیاسی آزادی اور اقتدار اعلیٰ حاصل کر لینے کے بعد ایک قوم بنا۔ چنانچہ ہندوستان مختلف قومیتوں پر مشتمل ایک قوم ہے۔

3.7 جذبہ قوم پرستی

قوم پرستی کا جذبہ جدید دور کی دین ہے۔ آج دنیا کی تمام آبادی قومی مملکتوں میں منقسم ہے۔ چنانچہ آج ہر کوئی اپنی شناخت اپنی مملکت سے کرتا ہے۔ جیسے ایرانی، انگلستانی، فرانسیسی، ہندوستانی، امریکی وغیرہ وغیرہ۔ اپنے ملک اور قوم سے محبت اچھی بات ہے۔ حب الوطنی کا یہ جذبہ قومی حوصلہ اور وقار میں اضافہ کرتا ہے۔ مملکت اور قوم سے ہماری شناخت ہوتی ہے۔ اگر وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

ہمیں ہمیشہ اپنے ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے سوچنا اور کام کرنا چاہیے۔ اپنے انفرادی اور علاقائی فائدے کے مقابلے میں ملکی وقومی فائدے کو اہمیت دینا چاہیے۔ یہی قوم پرستی ہے۔ لیکن اس جذبے کو اس حد تک آگے نہ بڑھایا جائے کہ ہم دوسری قوموں سے نفرت کرنے لگیں۔ ''جیو اور جینے دو'' کے ہندوستانی اصول کے مطابق دوسری قوموں کا بھی ہمیں احترام کرنا چاہیے۔ اس سے بین الاقوامی ہم آہنگی بڑھے گی اور دنیا میں امن پیدا ہوگا۔

4 سبق کا خلاصہ

- ☆ اس سبق میں اب تک ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں وہ اس طرح سے ہیں۔
- ☆ انسان ایک سماجی حیوان ہے اور وہ سماج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔
- ☆ انسان کی سماجی زندگی کو چلانے کے لیے ایک برتر واعلیٰ ادارہ کی ضرورت ہوتی ہے جو مملکت کہلاتا ہے۔
- ☆ مملکت کے چار لازمی اجزاء ہیں۔(1) علاقہ (2) آبادی (3) حکومت (4) اقتدار اعلیٰ
- ☆ مملکت کو جبری قوت حاصل ہوتی ہے، سماج کو نہیں۔
- ☆ اگرچہ کہ سماج میں کئی انجمنیں ہوتی ہیں، لیکن مملکت کو ہی اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔
- ☆ قومیت یکسانیت کے رشتوں پر مشتمل انسانی سماج ہے اور جب یہ سیاسی آزادی واقتدار اعلیٰ حاصل کر لیتا ہے تو قوم کہلاتا ہے

5 زائد معلومات

مملکت کا تصور پہلے پہل سولہویں صدی کے اطالوی مفکر میکیاولی (Machivelli) نے پیش کیا تھا۔ مملکت کی ابتداء کے کئی نظریات ہیں جن میں سے اہم نظریات ''تخلیق ربانی'' اور ''سماجی معاہدہ'' کے ہیں۔ دنیا کی سب سے چھوٹی مملکت ''موناکو'' (Monaco) ہے جس کا رقبہ صرف آٹھ مربع میل ہے۔

اقتدار اعلیٰ کا تصور سب سے پہلے جین بودین (Jean Bodin) نے پیش کیا تھا۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Association	اسوی ایشن	انجمن	ایسا انسانی گروہ جو کسی خاص مقصد کے لیے وجود میں آتا ہے
Sovereignty	ساورنٹی	اقتدار اعلیٰ	اعلیٰ وبرتر قانونی اختیار جو مملکت کو حاصل ہوتا ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک یا دو جملوں میں دیجیے۔

1) مملکت کی کوئی ایک تعریف کیجیے۔
2) مملکت کے لازمی اجزاء بتائیے۔
3) قوم کسے کہتے ہیں۔
4) اقتدار اعلیٰ سے کیا مراد ہے۔
5) مملکت اور حکومت کے فرق کو بتائیے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب دس سطروں میں دیجیے۔

1) مملکت کے لازمی اجزاء پر مختصراً نوٹ لکھیے۔
2) مملکت اور دیگر انجمنوں کے درمیان فرق کی وضاحت کیجیے۔
3) جذبہ قوم پرستی سے کیا مراد ہے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) مملکت ایک .... ادارہ ہے۔
2) افلاطون نے مملکت کی آبادی .... مقرر کی تھی۔
3) حکومت مملکت میں .... برقرار رکھتی ہے۔
4) سماجی انجمنوں کی رکنیت .... ہوتی ہے۔
5) مملکت کو .... قوت حاصل ہوتی ہے۔
6) حکومت کے مقابلے میں مملکت .... ہوتی ہے۔
7) آج دنیا کی آبادی .... مملکتوں میں منقسم ہے۔

سبق 2 مقنّنہ کے فرائض

Duties of Legislature

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 مقنّنہ کی اہمیت

3.2 مقنّنہ کے فرائض واختیارات

3.3 مقنّنہ کی قسمیں

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ حکومت کے ایک اہم ادارہ مقننہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ مقننہ کی تعریف، اُس کے فرائض و اختیارات اور اُس کی اقسام کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

مملکت کے اُمور کو چلانے کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے۔ حکومت کے تین شعبے یا ادارے ہوتے ہیں۔ مقننہ، عاملہ اور عدلیہ۔ مقننہ حکومت کا وہ شعبہ ہے جو سماج اور حکومت کے لیے قانون سازی کرتا ہے۔ قدیم دور میں شاہی حکومتوں میں بادشاہ کے احکامات یا فرمان ہی قانون ہوا کرتے تھے۔ لیکن جدید دور عوام کی منتخبہ جمہوری حکومتوں کا ہے۔ جمہوری حکومت میں عوام کے منتخبہ نمائندے قانون بناتے ہیں۔ چنانچہ قانون بنانے والے نمائندوں کی جماعت کو مقننہ یا(Legislature) کہتے ہیں۔ مقننہ قانون بنانے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی فرائض انجام دیتی ہے اس کی تفصیل ہم اسی سبق میں آگے کے صفحات میں حاصل کریں گے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں قانون ساز جماعت (مقننہ) کے مختلف نام ہیں، جیسے :

ہندوستان	-	سنسد (پارلیمنٹ)
امریکہ (یوایس اے)	-	کانگریس
روس	-	ڈوما
ایران	-	مجلس
پاکستان	-	وفاقی اسمبلی
اسرائیل	-	کینسٹ
برطانیہ	-	پارلیمنٹ

3 سبق کا متن

آیئے اب ہم مقننہ کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

3.1 مقننہ کی اہمیت

حکومت کے تینوں شعبوں میں مقننہ کو اہم ترین مقام حاصل ہے۔ آج مقننہ کا اہم ترین کام قانون سازی ہے۔ چنانچہ قانون بناتے وقت یہ عوامی خواہشات، جذبات اور سماجی ضرورتوں کا خیال رکھتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مقننہ کے فرائض و اختیارات میں بھی اضافہ ہوتا گیا ہے۔ ابتداء میں مقننہ کا کام محصول (Tax) کی منظوری دینا تھا۔ بعد میں قانون سازی کے اختیارات بھی اس کو

حاصل ہو گئے۔ آج جمہوری حکومتوں میں عوام کے منتخبہ نمائندوں کی جماعت مقننہ کہلاتی ہے۔ اس طرح مقننہ عوامی اقتدار اعلیٰ اور اختیار کی نمائندگی کرتی ہے۔ پارلیمانی جمہوریت میں مقننہ حکومت کے عاملانہ (Executive) شعبے پر مؤثر نگرانی و کنٹرول رکھتی ہے۔ مقننہ کی جانب سے قانون سازی کے بغیر حکومت کے دوسرے دو ادارے عاملہ اور عدلیہ کام نہیں کر سکتے۔

3.2 مقننہ کے فرائض و اختیارات

اگر چہ کہ مقننہ قانون ساز ادارہ ہے، لیکن اس کے علاوہ بھی وہ کئی ایک فرائض انجام دیتی ہے جو حسب ذیل ہیں :

3.2.1 قانون سازی کے فرائض

3.2.2 بحث و مباحث کے فرائض

3.2.3 مالی فرائض

3.2.4 انتظامی فرائض

3.2.5 عدالتی فرائض

3.2.6 انتخابی فرائض

اب ہم ان پر مختصر روشنی ڈالیں گے۔

3.2.1 قانون سازی کے فرائض

چوں کہ آج قانون کو عوامی مرضی کا اظہار سمجھا جاتا ہے، اس لیے عوام کی منتخبہ اسمبلی یا پارلیمنٹ قانون سازی کا کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح دنیا کے تمام ممالک میں مقننہ کا اہم ترین فرض قانون سازی ہے۔ چنانچہ مقننہ وقتاً فوقتاً سماجی ضرورت کے پیش نظر نئی قانون سازی کرتی ہے اور پرانے قوانین میں تبدیلی و ترمیم کا کام بھی انجام دیتی ہے۔ قدیم قوانین کو منسوخ کرنے کا کام بھی مقننہ ہی کرتی ہے۔

3.2.2 بحث و مباحث کے فرائض

مقننہ قانون سازی کے دوران قانون کے مختلف پہلوؤں پر کافی غور و خوض کے بعد ہی قانون سازی کرتی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے مقننہ میں ذیلی کمیٹیاں بھی تشکیل دی جاتی ہیں جو ماہرین اور تجربہ کار افراد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کی جانب سے تیار کردہ مسودہ قانون پر مقننہ کے اجلاس میں وسیع تر غور و خوض کیا جاتا ہے اور طریقہ کار کے مطابق قانون کو مقننہ کی منظوری مل جاتی ہے اس طرح بہتر قانون سازی کے لیے مقننہ غور و خوض اور بحث و مباحث کے مواقع تمام اراکین مقننہ کو فراہم کرتی ہے۔ یہ دراصل قانون سازی کے عمل کا ہی ایک حصہ ہے۔

3.2.3 مالی اختیارات

جمہوری حکومتوں میں عوامی مرضی ومنشاء کے بغیر حکومت نہ محصول عائد کرسکتی ہے اور نہ جمع یا خرچ کرسکتی ہے۔ چنانچہ حکومت سالانہ بجٹ (Budget) مقننہ میں پیش کرتی ہے اور اُس کی منظوری سے ہی عوام پر محصول (ٹیکس) عائد اور جمع کرتی ہے۔ اس طرح حکومت اپنی سالانہ آمدنی وخرچ کا حساب کتاب مقننہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس کی منظوری حاصل کرتی ہے۔ اگر ضرورت ہو تو سال کے درمیان میں زائد محصول کی وصولی کے لیے مقننہ سے منظوری لیتی ہے۔ تمام جمہوری حکومتوں میں مالیات پر مقننہ کا کنٹرول ہوتا ہے۔

3.2.4 انتظامی فرائض

تمام جمہوری حکومتوں میں مقننہ عاملہ پر کنٹرول ونگرانی رکھتی ہے۔ پارلیمانی حکومت میں عاملہ راست طور پر مقننہ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ مقننہ کے اجلاسوں کے دوران اراکین مقننہ حکومتی وزراء سے اُن کی کارکردگی سے متعلق سوالات اور ذیلی سوالات کرسکتے ہیں اگر حکومتی وزراء اپنی کارکردگی سے مقننہ کو مطمئن نہیں کرپاتے ہیں تو انھیں مستعفی ہونا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ مقننہ بھی عاملہ کے خلاف تحریک ملامت یا عدم اعتماد پیش کرسکتی ہے اور اس کی منظوری کی صورت میں حکومت مستعفی ہوجاتی ہے۔

3.2.5 عدالتی اختیارات

تمام دنیا میں مقننہ کو چند عدالتی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ چنانچہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کو اعلیٰ عدالت کا موقف حاصل ہے۔ ہندوستان میں پارلیمنٹ صدر کو ہٹانے کے لیے کارروائی کرسکتی ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس و چیف جسٹس کو ہٹانے کے لیے بھی پارلیمنٹ کارروائی کرسکتی ہے۔ ہٹانے کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے جسے مواخذہ (Impeachment) کہتے ہیں۔ امریکہ کی مقننہ (کانگریس) صدر امریکہ و سپریم کورٹ کے ججس کو ہٹانے کا اختیار رکھتی ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ صدر و ججس کے خلاف اگر کوئی الزامات ہوں تو مقننہ اُس کی تحقیق کرتی ہے اور عدالتی طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے اُن کو ہٹانے کا فیصلہ دیتی ہے۔

3.2.6 انتخابی فرائض

مقننہ اپنے عہدہ داروں کا انتخاب خود کرتی ہے۔ چنانچہ مقننہ اپنے اجلاسوں کی صدارت کرنے اور اُس کی کارروائی چلانے کے لیے ایک اسپیکر (Speaker) کا انتخاب کرتی ہے۔ ہندوستان میں صدر جمہوریہ کا انتخاب پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیاں کرتے ہیں۔ نائب صدر کا انتخاب پارلیمنٹ ہی کرتی ہے۔

3.3 مقننہ کی قسمیں

ساخت کے اعتبار سے مقننہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

3.3.1 ایک ایوانی مقننہ **Unicameral Legislature**

3.3.2 دو ایوانی مقننہ **Bicameral Legislature**

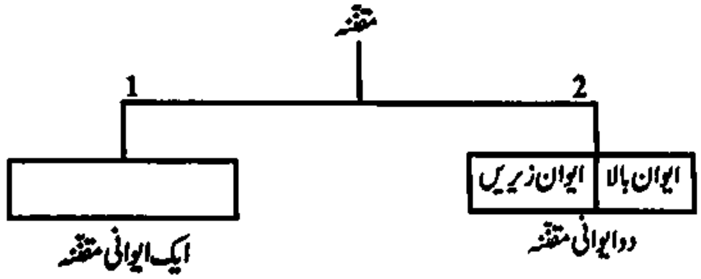

3.3.1 ایک ایوانی مقننہ

مقننہ کا اگر ایک ہی ایوان ہو تو اسے ایک ایوانی مقننہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کی کئی ریاستوں جیسے آندھرا پردیش مغربی بنگال وغیرہ میں مقننہ کا ایک ہی ایوان ہے۔ ایک ایوانی مقننہ عوام کے راست منتخبہ اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ قانون سازی کا پورا کام بھی ایک ایوان انجام دیتا ہے۔ چنانچہ ایک ایوانی مقننہ سے تیز رفتار قانون سازی ہوتی ہے۔ یعنی قانون سازی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

3.3.2 دو ایوانی مقننہ

دو ایوانی مقننہ میں مقننہ کے دو ایوان ہوتے ہیں۔ ایک کو ایوان زیریں یا نچلا ایوان (Lower House) اور دوسرے کو ایوان بالا یا (Upper House) کہتے ہیں۔ ہندوستان، برطانیہ اور امریکہ میں دو ایوانی مقننہ رائج ہے۔ ان ممالک میں دونوں ایوانوں کے نام اس طرح سے ہیں۔

	نام ملک	نام مقننہ	ایوان زیریں	ایوان بالا
1)	ہندوستان	سنسد	لوک سبھا	راجیہ سبھا
2)	برطانیہ	پارلیمنٹ	دارالعوام (House of the People)	دارالامراء (House of Lords)
3)	امریکہ	کانگریس	ایوان نمائندگان (House of Representatives)	سینٹ (Senate)

وفاقی (Federal) مملکتوں کے لیے دو ایوانی مقننہ ضروری سمجھی گئی ہے۔ چنانچہ ایوان زیریں قوم کی نمائندگی کرتا ہے اور ایوان بالا وفاق کی اکائیوں یعنی ریاستوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ قانون سازی کی ابتداء دونوں میں سے کسی ایک ایوان میں ہو سکتی ہے، لیکن دوسرے ایوان کا بھی اس قانون سازی سے اتفاق کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی لیے دو ایوانی مقننہ سے قانون سازی میں بعض مرتبہ غیر ضروری دیر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایوان بالا کو مالی معاملات میں اختیارات نہیں ہوتے۔ اس لیے دوسرے ایوان کو غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ برطانیہ میں ایوان بالا ہو دارالامراء شاہی کی نمائندگی کرتا ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

اس سبق میں ہم مقننہ کے متعلق معلومات حاصل کیے ہیں۔ قانون بنانے والی جماعت کو مقننہ کہتے ہیں۔ جدید دور میں یہ عوام کی منتخبہ جماعت ہے۔ مقننہ کا اہم کام قانون سازی ہے۔ اس کے علاوہ مقننہ مالی، انتظامی، عدالتی و انتخابی فرائض بھی انجام دیتی ہے۔ مقننہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ایوانی اور دو ایوانی مقننہ۔ ایک ایوانی مقننہ میں ایک ہی ایوان ہوتا ہے، جب کہ دو ایوانی مقننہ میں دو ایوان ہوتے ہیں۔ ایک ایوانی مقننہ سے قانون سازی میں تیزی ہوتی ہے جب کہ دو ایوانی مقننہ میں دوسرا ایوان تیز قانون سازی میں ایک رکاوٹ ہوتا ہے۔ لیکن وفاقی حکومتوں کے لیے دو ایوانی مقننہ کو لازمی سمجھا گیا ہے۔ اس میں ایک ایوان قوم کی نمائندگی کرتا ہے اور دوسرا ایوان وفاق کی اکائیوں یعنی ریاستوں یا صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ ہندوستان، برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں دو ایوانی مقننہ ہے۔ جب کہ ہندوستان کی کئی ریاستوں میں ایک ایوانی مقننہ پائی جاتی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مقننہ کے مختلف نام ہیں۔

5 زائد معلومات

برطانیہ کی پارلیمنٹ کو مادر پارلیمنٹ کہا جاتا ہے۔ چوں کہ جدید جمہوری مقننہ کی ابتداء برطانوی پارلیمنٹ سے ہی ہوئی تھی۔ دو ایوانی مقننہ میں ایوان بالا مستقل ہوتا ہے یعنی اسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ دوسرا ایوان زیریں کی ایک مقررہ معیاد ہوتی ہے۔ ہندوستان میں لوک سبھا کی معیاد پانچ سال ہے اور راجیہ سبھا ایک مستقل ایوان ہے جس کے ایک تہائی ارکین اپنی چھ سالہ معیاد کی تکمیل پر سبکدوش ہوتے ہیں اور ہر دو سال میں ایک مرتبہ سبکدوش ارکین کی جگہ نئے ارکین کا انتخاب ہوتا ہے۔ ایوان زیریں کے ارکین کا انتخاب راست ہوتا ہے جب کہ ایوان بالا کا انتخاب اکثر بلاراست ہوتا ہے۔ برطانیہ میں ایوان بالا (دارالامراء) منتخبہ ایوان نہیں ہے۔ یہ ملکہ برطانیہ کی جانب سے نامزد ارکین پر مشتمل ہوتا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Budget	بجٹ	موازنہ	حکومت کی سالانہ آمدنی وخرچ اور آنے والے سال کی آمدنی و خرچ کا تخمینہ
Executive	ایکزیکیٹو	عاملہ	حکومت کرنے کے لیے ذمہ دار جماعت جو صدر وزیراعظم اور وزراء وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ نچلے عہدہ دار بھی اسی کا ایک حصہ ہوتے ہیں
Federal	فیڈرل	وفاقی	جہاں انتظام حکومت مرکزی اور ریاستی حکومتوں میں تقسیم ہو اُسے وفاقی حکومت کہتے ہیں۔ جیسے ہندوستان

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک یا دو جملوں میں دیجیے۔

1) مقننہ کا سب سے اہم فرض کیا ہے۔
2) آج مقننہ کی نوعیت کیا ہے۔
3) امریکی مقننہ کا نام کیا ہے۔
4) برطانوی پارلیمنٹ کے ایوان بالا کا نام کیا ہے۔
5) زیریں ایوان کس کی نمائندگی کرتا ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب تقریباً (15) سطروں میں لکھیے۔

1) مقننہ کے انتظامی وعدالتی فرائض کو بیان کرو۔
2) مقننہ کی اہمیت کو بیان کرو۔
3) دوایوانی مقننہ کے بارے میں تفصیل سے لکھیے۔
4) ایک ایوانی مقننہ بہتر ہے یا دوایوانی مقننہ؟ اور کیوں وضاحت کیجیے۔

7.3 خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) قدیم دور میں .... حکومتوں میں فرمان قانون ہوا کرتے تھے۔

2) .... کی جانب سے قانون سازی کے بغیر حکومت کے دوسرے ادارے کام نہیں کر سکتے۔

3) حکومت سالانہ .... مقننہ میں پیش کرتی ہے۔

4) مقننہ کی جانب سے صدر یا جج کو ہٹانے کے خاص طریقے کو .... کہتے ہیں۔

5) .... حکومتوں کے لیے دو ایوانی مقننہ لازمی ہے۔

6) مقننہ اپنے اجلاسوں کی صدارت کے لیے .... کا انتخاب کرتی ہے۔

7.4 صحیح جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1) حکومت کے ادارے ہوتے ہیں ( )

(1) دو (2) چار (3) تین

2) اسرائیلی پارلیمنٹ کا نام ( )

(1) ڈوما (2) کینسٹ (3) کانگریس

3) ابتداء میں مقننہ کا کام تھا ( )

(1) محصول کی منظوری دینا (2) قانون سازی کرنا (3) انصاف کرنا

4) دو ایوانی مقننہ لازمی ہے ( )

(1) وفاقی حکومت کے لیے (2) وحدانی حکومت کے لیے (3) پارلیمانی حکومت کے لیے

5) برطانیہ میں دارالامرا نمائندگی کرتا ہے ( )

(1) جمہوریت کی (2) شاہی کی (3) وفاق کی

سبق 3 عاملہ The Executive

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 عاملہ کے معنی

3.2 عاملہ کی قسمیں - برائے نام اور حقیقی، صدارتی و پارلیمانی اور اجتماعی عاملہ

3.3 عاملہ کے فرائض واختیارات

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ حکومت کے دوسرے اہم ادارے عاملہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ عاملہ کے معنی اور اُس کی مختلف قسموں اور اُس کے فرائض کے متعلق آپ معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

عاملہ حکومت کا دوسرا اہم شعبہ یا ادارہ ہے۔ تمام حکومتی اُمور عاملہ کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ مقننہ کا کام قانون سازی کرنا ہے اور عاملہ کا کام ان قوانین کو نافذ کرنا ہے۔ عاملہ حکمرانوں کی ایک وسیع جماعت ہوتی ہے جس کا کام پالیسیاں بنانا، فیصلے کرنا اور ان کو روبہ عمل لانا ہوتا ہے۔ حکومت کی کامیابی یا ناکامی کا دارومدار اسی عاملانہ جماعت کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ آج کے جمہوری دور میں عاملہ کا انتخاب عوام کرتے ہیں۔ ابتداء میں عاملہ خاندانی یا شاہی ہوا کرتی تھی۔ کئی ایک تبدیلیوں کے بعد آج پارلیمانی اور صدارتی عاملہ مقبول ترین عاملہ ہیں۔ جن کے متعلق تفصیل سے ہم آگے کے صفحات میں پڑھیں گے۔

3 سبق کا متن

اب ہم عاملہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

3.1 عاملہ کے معنی

عاملہ سے مراد حکومت کے وہ عہدہ دار ہیں جن کا کام قوانین کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ دراصل حکومت کا سارا نظام اسی کے اطراف گھومتا ہے اور یہ مملکت کے روزمرہ اُمور کی انجام دہی کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔ ابتداء میں تمام اختیارات ایک فرد یا بادشاہ کے ہاتھ میں ہوتے تھے جنھیں وہ اپنے وزیروں یا مشیروں کے تعاون، مدد اور مشورے سے چلاتا تھا۔ وسیع معنوں میں عاملہ سے مراد مملکت کے وہ تمام کارندے ہیں جو حکومت کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے روزمرہ اُمور کو انجام دیتے ہیں، امن قائم کرتے ہیں اور شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرتے ہیں۔ چنانچہ سیول سرونٹس (Civil Servants) مستقل عاملہ کہلاتے ہیں۔

نظری طور پر عاملہ سے مراد صدر عاملہ، صدر مملکت اور اُس کے مشیر یا وزراء ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں عاملہ سے مراد صدر جمہوریہ ہند اور وزیراعظم کی قیادت میں وزراء کی جماعت ہے۔ اسی طرح سے امریکہ میں صدر اور اُس کے معتمدین کو عاملہ کہتے ہیں۔ برطانیہ میں ملکہ اور وزیراعظم کے ساتھ وزراء عاملہ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام پالیسیاں بنانے، فیصلے کرنے اور اُن کو نافذ کرنے کے لیے ذمہ دار ہیں۔ ہندوستان کی ریاستوں میں گورنر اور چیف منسٹر اور وزراء عاملہ ہوتے ہیں۔

3.2 عاملہ کی قسمیں

نظامِ حکومت کے لحاظ سے عاملہ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ہم یہاں پر حسب ذیل قسموں کا مطالعہ کریں گے۔

I - برائے نام اور حقیقی عاملہ (Titular and Real Exective)

اختیارات کے استعمال کے لحاظ سے عاملہ کو برائے نام اور حقیقی میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ برائے نام عاملہ کے اختیارات دستوری و قانونی نوعیت کے ہوتے ہیں اور جن کو وہ خود استعمال نہیں کرتا بلکہ اُس کے نام سے دوسرے استعمال کرتے ہیں۔ پارلیمانی جمہوریت میں صدرِ مملکت کے اختیارات برائے نام ہوتے ہیں۔ چنانچہ برطانیہ میں ملکہ الزبیتھ اور ہندوستان میں صدر جمہوریہ ہند کے اختیارات برائے نام ہیں۔ دونوں ہی ممالک میں ان اختیارات کو وزیراعظم استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ برائے نام عاملہ دستوری و قانونی عاملہ ہوتا ہے۔

حقیقی عاملہ عملاً تمام اختیارات کا مرکز ہوتی ہے۔ وہ فیصلے کرنے اور پالیسیاں بنانے کا اختیار رکھتی ہے۔ حقیقی عاملہ کو سیاسی عاملہ بھی کہا جاتا ہے۔ وزیراعظم برطانیہ اور ہندوستان ملکہ اور صدر کے نام سے تمام اختیارات کو عملاً خود استعمال کرتے ہیں۔ وہ ملکہ اور صدر کو اختیارات کے استعمال میں مدد و مشورہ دیتے ہیں۔ حقیقی عاملہ دراصل وزیراعظم اور اُس کی کابینہ (Cabinet) پر مشتمل ہوتی ہے۔

II - صدارتی عاملہ (Presidential Exective)

صدارتی عاملہ امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ جہاں تمام اختیارات صدر کو حاصل ہوتے ہیں، جسے وہ اپنے ماتحت معتمدین (Secretaries) کے ذریعہ استعمال کرتا ہے۔ صدر امریکہ راست طور پر عوام سے منتخب ہونے کی وجہ سے کسی کو جواب دہ نہیں۔ وہ آزادانہ پالیسیاں بنانے اور فیصلے کرنے کا اختیار رکھتا ہے، جنھیں وہ اپنے معتمدین کے ذریعہ روبعمل لاتا ہے۔ اس عاملہ کی معیاد متعین ہوتی ہے اور اسے معیاد کی تکمیل سے قبل ہٹایا نہیں جاسکتا۔

III - پارلیمانی یا اجتماعی عاملہ (Parliamentary or Plural Executive)

ہندوستان اور برطانیہ میں پارلیمانی عاملہ ہے۔اس میں دو عاملہ ہوتے ہیں ایک برائے نام یا دستوری اور دوسرے حقیقی عاملہ۔ برائے نام یا دستوری عاملہ کی مثال برطانیہ و ہندوستان میں ملکہ الزبیتھ اور صدر جمہوریہ کی ہے۔ جب کہ وزیراعظم دونوں ہی ممالک میں حقیقی عاملہ ہے۔ وزیراعظم مقننہ (پارلیمنٹ) میں اکثریتی پارٹی یا گروہ (متحدہ گروپ) کا لیڈر ہوتا ہے۔ وہ اپنی پارٹی کے اراکین مقننہ میں سے اپنے وزراء کا انتخاب کرتا ہے۔ چنانچہ وزیراعظم اور اُس کی وزراء کی جماعت، جسے مجلس وزراء کہتے ہیں، اجتماعی طور پر پارلیمنٹ میں ذمہ دار اور جواب دہ ہوتی ہے۔ پارلیمانی عاملہ کو ذمہ دار یا جواب دہ عاملہ بھی کہتے ہیں۔ وزیراعظم اور مجلس وزراء اُس وقت تک حکومت میں ہوتے ہیں جب تک اُنھیں مقننہ کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ مجلس وزراء میں ایک چھوٹی جماعت ہوتی ہے جو فیصلے

لیتی ہے۔ اسے کابینہ (Cabinet) کہتے ہیں۔ چنانچہ اس میں وزیر اعظم کی من مانی نہیں چلتی۔ وزیر اعظم ٹیم کے کپتان کی طرح ہوتا ہے۔ وزیر اعظم کا استعفیٰ پوری حکومت کا استعفیٰ ہوتا ہے۔ اس میں وزیر اعظم کے اختیارات کا انحصار اُس کی شخصیت اور سیاسی اثر و رسوخ پر ہوتا ہے۔

3.3 عاملہ کے فرائض و اختیارات

عاملہ کے فرائض و اختیارات حسب ذیل ہیں :

3.3.1 انتظامی اختیارات۔

3.3.2 مالی اختیارات

3.3.3 قانون سازی کے اختیارات

3.3.4 عدالتی اختیارات

3.3.1 انتظامی اختیارات

عاملہ کا پہلا اور اہم کام قوانین کو لاگو کرنا اور ملک و سماج میں امن و ضبط کو قائم کرنا ہے۔ مقننہ کی جانب سے بنائے گئے قوانین کو عاملہ نافذ کرتی ہے اور سماج کی روزمرہ ضروریات کی تکمیل کے اقدامات کرتی ہے۔ شہری کی زندگی کو پر امن اور بہتر بنانے کی ذمہ داری عاملہ پر ہے۔ اس کے لیے عاملہ کے کئی محکمے ہوتے ہیں۔ صحت، پولیس، تعلیم وغیرہ کے محکمے ان کی مثالیں ہیں۔ اس کے علاوہ عاملہ دنیا کے دوسرے ممالک سے تعلقات اور جنگ و امن کے لیے بھی ذمہ دار ہوتی ہے۔ ملک کی حفاظت کے لیے بری، بحری اور ہوائی افواج رکھی جاتی ہیں اور مختلف ممالک سے تعلقات کے ذریعہ قومی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔

3.3.2 مالی اختیارات

عاملہ کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ عاملہ عوام پر محصول (ٹیکس) عائد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آمدنی کے دوسرے طریقوں کو بھی استعمال کرتی ہے۔ بیرونی زرمبادلہ (Foreign Exchange) کا انتظام عاملہ ہی کرتی ہے۔ ہندوستان میں ریاستوں کے درمیان مالی وسائل کی تقسیم کے لیے مرکزی حکومت مالی کمیشن کا تقرر کرتی ہے۔ روپیے اور بینک کا سارا نظام عاملہ ہی چلاتی ہے۔ عاملہ ہی بجٹ تیار کرتی ہے اور معاشی منصوبہ بندی کرتی ہے۔

3.3.3 قانون سازی کے اختیارات

جدید دور میں عاملہ قانون سازی کے فرائض بھی انجام دے رہی ہے۔ مقننہ کی جانب سے کی جانے والی قانون سازی میں عاملہ پیش پیش ہوتی ہے۔ مقننہ میں زیادہ تر مسودہ قوانین (Bills) کو عاملہ ہی پیش کرتی ہے۔ پارلیمانی حکومت میں عاملہ مقننہ ہی کا

ایک حصہ ہونے کی وجہ سے قانون سازی میں وہ عملی طور پر حصہ لیتی ہے۔اس کے علاوہ قانون کی تفصیلات طئے کرنے کا اختیار مقننہ عاملہ کے ذمہ ہی کرتی ہے۔مقننہ کی جانب سے منظورہ قوانین کی منظوری عاملہ (ہندوستان میں صدر جمہوریہ) دیتی ہے۔اگر مقننہ کا اجلاس نہ چل رہا ہو تو عاملہ ہنگامی قوانین بناتی ہے اور نافذ کرتی ہے جسے آرڈی نینس (Ordinance) کہتے ہیں۔

3.3.4 عدالتی اختیارات

عاملہ کو چند ایک عدالتی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔عدلیہ کے قیام کے لیے عاملہ ہی ذمہ دار ہوتی ہے۔عاملہ ججس کا تقرر کرتی ہے۔ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججس اور چیف جسٹس کا تقرر عاملہ کرتی ہے۔اس کے علاوہ عاملہ کو عدلیہ کی جانب سے دی جانے والی سزاؤں کو معاف کر دینے یا اُس میں تبدیلی کا اختیار حاصل ہے۔یہ ضرورت پڑنے پر خصوصی عدالتیں بھی قائم کرتی ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

عاملہ حکومت کا دوسرا اہم شعبہ ہے۔عاملہ حکمرانوں کی ایک وسیع جماعت ہے جو پالیسیاں بناتی، فیصلے کرتی اور ان کو روبہ عمل لاتی ہے۔حکومت کا سارا انتظام اسی کے اطراف گھومتا ہے۔یہ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرتی ہے اور اُنھیں راحت و امداد پہنچاتی ہے۔عاملہ کی کئی قسمیں ہیں برائے نام اور حقیقی عاملہ، صدارتی اور پارلیمانی عاملہ یا اجتماعی عاملہ وغیرہ۔عاملہ کو انتظامی، مالی، قانون سازی اور عدالتی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

5 زائد معلومات

سیاسی اور انتظامی عاملہ میں فرق کیا جاتا ہے۔سیاسی عاملہ عوامی منتخبہ عہدہ داروں پر مشتمل ہوتی ہے۔اور یہ عاملہ عارضی یا ایک مقررہ معیاد کے لیے ہوتی ہے جب کہ انتظامی عاملہ انتظامی عہدہ داروں اور ماہرین پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ مستقل یا طویل معیاد کے لیے ہوتی ہے۔چنانچہ سکریٹریز اور نچلے اسٹاف کو انتظامی عاملہ کہتے ہیں۔جو قاعدہ ملازمت کے مطابق وظیفہ پر سبکدوش ہوتے ہیں۔لیکن انتظامی عاملہ پر سیاسی عاملہ کو برتری حاصل ہوتی ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Cabinet	کیبنٹ	کابینہ	پارلیمانی طریقہ حکومت میں وزراء کی وہ جماعت جو پالیسیاں بنانے، فیصلے کرنے کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔چنانچہ یہ وزیراعظم کے چنندہ افراد پر مشتمل ہوتی ہے

Secretaries	سکریٹریز	معتمدین	اعلیٰ ملازم سرکار جو انتظامی عاملہ کی چوٹی پر ہوتے ہیں۔ یہ وزراء کو مدد و مشورہ دیتے اور اپنے اپنے محکموں کو چلانے کے لیے ذمہ دار ہوتے ہیں
Ordinance	آرڈی نینس	آرڈی نینس	عارضی قانون جو عاملہ نافذ کرتی ہے اور بعد میں مقننہ سے اس کی منظوری لیتی ہے۔ مقننہ کی عدم منظوری کی صورت میں یہ خود بہ خود ختم ہو جاتا ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک یا دو جملوں میں دیجیے۔

1) تمام حکومتی اُمور کس کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔
2) عاملہ سے مراد کیا ہے۔
3) سول سرونٹس کو کونسی عاملہ کہا جاتا ہے۔
4) حقیقی عاملہ کسے کہتے ہیں۔
5) پارلیمانی عاملہ کو کونسی عاملہ کہا جاتا ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) عاملہ کے معنوں کی وضاحت کیجیے۔
2) برائے نام اور حقیقی عاملہ کے فرق کو واضح کرو۔
3) پارلیمانی اور صدارتی عاملہ کے فرق کو بتاؤ۔
4) عاملہ کے انتظامی اختیارات لکھو۔
5) عاملہ قانون سازی کے اختیار کو کس طرح استعمال کرتی ہے لکھو۔

7.3 خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) عاملہ حکومت کا .... اہم شعبہ ہے۔

2) ابتداء میں حکومت کے تمام اختیارات .... کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔

3) صدر جمہوریہ ہند کے اختیارات .... ہیں۔

4) حقیقی عاملہ کو .... بھی کہا جاتا ہے۔

5) ہندوستان میں .... عاملہ ہے۔

6) کابینہ کا کام .... ہے۔

7) عاملہ کا پہلا اور اہم کام .... ہے۔

8) عاملہ .... کا تقرر کرتی ہے۔

The Judiciary سبق 4 عدلیہ

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 عدلیہ کے معنی واہمیت

3.2 عدلیہ کے فرائض

3.3 عدلیہ کی آزادی

3.4 عدالتی نظر ثانی

3.5 قانون کی حکمرانی

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ حکومت کے تیسرے اہم شعبے عدلیہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ عدلیہ کے معنی و اہمیت اور اس کے فرائض سے آپ کو واقف کرایا جائے گا۔ اس کے علاوہ عدالتی نظرثانی اور قانون کی حکمرانی جیسے اہم تصورات سے بھی آپ واقف ہوں گے۔

2 تمہید

پچھلے اسباق میں آپ حکومت کے دو اہم شعبوں مقننہ اور عاملہ کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ عدلیہ حکومت کا تیسرا اور اہم شعبہ ہے۔ پچھلے زمانوں میں حکومت کے تینوں کام ایک ہی فرد یا بادشاہ انجام دیا کرتے تھے۔ لیکن آج حکومت کے تینوں کام علحدہ علحدہ ادارے یا شعبے انجام دے رہے ہیں۔

دوسرے الفاظ میں محکمہ انصاف رسانی کو عدلیہ کہتے ہیں۔ چنانچہ شہریوں کو انصاف پہنچانا اور ان کے حقوق و آزادیوں کا تحفظ کرنا عدلیہ کا اہم کام ہے۔

3 سبق کا متن

آیئے اب ہم عدلیہ کے متعلق تفصیلی علومات حاصل کریں۔

3.1 عدلیہ کے معنیٰ و اہمیت

عدلیہ حکومت کا وہ محکمہ یا شعبہ ہے جس کے ذمہ انصاف کرنا اور شہریوں کے حقوق و آزادیوں کا تحفظ کرنا ہے۔ چنانچہ شہریوں کی بھلائی کا تعلق عدلیہ کی موثر تنظیم سے ہے۔ اس کے علاوہ جمہوریت کی کامیابی کا انحصار بھی عدلیہ کی کارکردگی پر ہے۔ ایک آزاد اور غیر جانبدار عدلیہ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ عدلیہ کی عدم موجودگی میں شہریوں کو انصاف نہیں ملے گا اور حکومت کا عاملانہ شعبہ نہ صرف اپنی من مانی کرے گا بلکہ شہریوں کے ساتھ ناانصافیاں بھی کرے گا۔ اس کے علاوہ مقننہ کی جانب سے من مانی قانون سازی کا خطرہ بھی لگا رہتا ہے۔ اس لیے مقننہ کی قانون سازی اور عاملہ کے اقدامات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ عدلیہ حکومت کے ان دونوں شعبوں پر کڑی نظر رکھتے ہوئے شہریوں کو راحت پہنچاتی ہے اور ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کو روکتی ہے

عدلیہ شہریوں کے درمیان پیدا ہونے والے مسائل اور جھگڑوں کا بھی تصفیہ کرتی ہے اور اس سے رجوع ہونے والوں کو قانونی انصاف دلاتی ہے۔ اس طرح عدلیہ دیوانی (Civil) اور فوجداری (Criminal) جھگڑوں کا تصفیہ کرتی ہے اور مجرموں کو سزا دیتی ہے۔ سماج میں سزا دینے کا اختیار سوائے عدلیہ کے کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ مجرمین کو سزائے موت تک بھی دے سکتی ہے۔ عدلیہ نچلی چھوٹی عدالتوں سے لے کر بڑی عدالتوں جیسے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ تمام عدالتیں مختلف سطحوں پر شہریوں

کوانصاف پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔

3.2 عدلیہ کے فرائض

عدلیہ کے اہم فرائض حسب ذیل ہیں۔

3.2.1 قوانین کی تشریح

3.2.2 حقوق کا تحفظ

3.2.3 دستور کی محافظ

3.2.4 مشاورتی فرائض

3.2.5 ریکارڈ کی عدالت

3.2.1 قوانین کی تشریح

انصاف رسانی کے عمل میں عدلیہ کا ایک اہم کام قوانین کی تشریح اور اس کا اطلاق کرنا بھی ہے۔ چنانچہ عدالتیں جھگڑوں و تنازعات کو سلجھاتے وقت مختلف قوانین کی تشریح کرتی ہیں اور اُن کے عملی اطلاق کا جائزہ لیتی ہیں۔ غیر جانبدارانہ اور آزادانہ انصاف دینے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ عدلیہ قوانین کی تشریح کریں اور قوانین کا عملی جائزہ لیں۔ کسی مقدمے کو سنتے وقت جج حقائق کو معلوم کرتے ہیں اور موجودہ قوانین سے اُن کی مطابقت کو دیکھتے ہیں تا کہ معصوم شہریوں کا تحفظ کر سکیں اور حقیقی مجرمین کو سزا دے سکیں۔ اس طرح وہ قانون کی حکمرانی کو قائم کرتی ہیں۔

3.2.2 حقوق کا تحفظ

جمہوری حکومتوں میں شہریوں کو کئی ایک حقوق اور آزادیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ان حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کی ذمہ داری عدلیہ کی ہے۔ حکومت یا دوسروں کی جانب سے شہریوں کے حقوق میں مداخلت کو روکتی ہے حقوق کے تحفظ کے لیے اعلیٰ عدالتیں کئی خصوصی احکام یا ہدایتیں جاری کرتی ہیں جنھیں رٹ Writ یا پروانہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ذریعہ عدالتیں شہریوں کے حقوق یا آزادیوں کے تحفظ کے لیے عاملہ کو پابند کرتی ہیں۔ ورنہ عدلیہ کی عدم موجودگی میں شہریوں کے حقوق اور جان و مال کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

3.2.3 دستور کی محافظ

جن ممالک میں تحریری دستور ہوتا ہے وہاں عدالتیں دستور کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں۔ چنانچہ عدالتیں قوانین کے دستوری جواز کو دیکھتی ہیں اور اگر کوئی قانون دستور کے بنیادی ڈھانچے یا روح کے خلاف ہو تو اُنھیں رد کرتی ہیں۔ ہندوستانی اور امریکی سپریم

کورٹ کو اس طرح کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح عدالتیں عاملہ کے اقدامات کی بھی دستوری جانچ کرتی ہیں۔

3.2.4 مشاورتی فرائض

عدالتیں چند ایک مشاورتی فرائض بھی انجام دیتی ہیں۔ چنانچہ قانون سازی کے پیچیدہ مسائل پر یہ عاملہ کو قانونی مشورہ دیتی ہیں۔ ہندوستان میں صدر جمہوریہ کسی قانونی مسئلہ کو سپریم کورٹ سے رجوع کرسکتے ہیں۔ اسی طرح پارلیمنٹ کے منظورہ متنازعہ مسودہ قانون (Bills) پر بھی سپریم کورٹ کی رائے لی جاسکتی ہے۔ اس طرح عدلیہ کے مشاورتی فرائض ہیں۔

3.2.5 ریکارڈ کی عدالت

عدلیہ ریکارڈ کی عدالت کے طور پر کام کرتی ہے۔ چنانچہ عدلیہ کے فیصلے مستقبل کے لیے ایک مثال اور حوالہ کا کام کرتے ہیں۔ عدالتی فیصلوں کو ریکارڈ کے طور پر رکھا جاتا ہے اور آئندہ آنے والے مقدمات میں اُن کی مثال دی جاتی ہے اور نچلی عدالتیں اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو انصاف رسانی کے لیے قبول کرتی اور اُن کا اطلاق کرتی ہیں۔ ہندوستان میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے فیصلے ملک کی تمام عدالتوں میں ریکارڈ کے طور پر قبول کیے جاتے ہیں۔

3.3 عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

جمہوری نظام، فرد کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے عدلیہ کی آزادی ضروری ہے۔ چنانچہ اس کے لیے عدالتوں کو آزادی ملنی چاہیے تاکہ جج آزادانہ اور بغیر کسی دباؤ کے منصفانہ فیصلے کرسکیں۔ ورنہ عاملہ اپنے من مانی اقدامات کے ذریعہ شہریوں کے حقوق و آزادیوں کو اُن سے چھین لے گی اور مقننہ اپنی من مانی قانون سازی کے ذریعہ شہری حقوق اور آزادیوں کو نقصان پہنچائے گی۔ چنانچہ جج کو بلاخوف اور کسی جانبداری کے بغیر فیصلے کرنے چاہیے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں عدلیہ کی آزادی و غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں۔

ہندوستان میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے ججس اور چیف جسٹس کا تقرر صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اُنھیں ہٹانے کا اختیار صدر جمہوریہ کو نہیں ہے۔ بلکہ پارلیمنٹ ہی ایک خصوصی طریقہ کار کے ذریعہ ججس اور چیف جسٹس کو ہٹا سکتی ہے۔ اس طرح ججس کو عاملہ سے بے خوف ہو کر کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح عام حالات میں ججس کی تنخواہوں میں کمی نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ ججس کی معیادِ عہدہ بھی طویل ہے۔ چنانچہ ہائی کورٹس کے ججس 62 سال کی عمر میں اور سپریم کورٹ کے ججس 65 سال کی عمر میں اپنے عہدے سے وظیفہ پر سبکدوش ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں عدلیہ کی آزادی کو یقینی بناتی ہیں۔

3.4 عدالتی نظر ثانی (Judicial Review)

عدالتی نظر ثانی سے مراد اعلیٰ عدالتوں کا وہ اختیار ہے جس کے تحت وہ مقننہ کی قانون سازی یا عاملہ کے اقدامات کو رد کرسکتے

ہیں۔ بشرطیکہ وہ دستور کے خلاف ہوں یا اُن سے شہریوں کے حقوق اور آزادیاں متاثر ہوتی ہوں۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ عدلیہ مقننہ کی جانب سے کی جانے والی قانون سازی کی دستوری جانچ کرتی ہے اور اگر وہ دستور کے خلاف پائی جائے تو اُسے رد کر دیتی ہے۔ چنانچہ عدالتی نظر ثانی کا تصور تحریری دستور رکھنے والے ممالک میں اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں عدالتیں قانون سازی اور عملی اقدامات میں دستوری جواز کو تلاش کرتی ہیں اور اس کے مطابق عاملہ کے کسی اقدام یا مقننہ کی قانون سازی کو رد کرتی ہیں۔ اس تصور کی وجہ سے دستور کی برتری قائم ہوتی ہے اور شہریوں کے حقوق و آزادیوں کا تحفظ ہوتا ہے۔ امریکہ اور ہندوستان میں یہ تصور رائج ہے۔

3.5 قانون کی حکمرانی (Rule of Law)

قانون کی حکمرانی کا مطلب یہ ہے کہ قانون کی نظر میں تمام شہری مساوی ہوں گے سب کو یکساں مراعات اور تحفظات حاصل ہوں گے، اور کسی پر کسی کو فوقیت یا برتری نہیں ہوگی۔ مذہب، ذات پات، عہدہ وغیرہ کے لحاظ سے قانون کی حکمرانی قانونی مساوات کو قائم کرتی ہے۔ حکومت کے تمام اقدامات قانون کے تابع ہوں گے۔ اس تصور کی وجہ سے عام قانون کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک برطانوی تصور ہے۔ چوں کہ برطانیہ میں کوئی تحریری دستور نہیں ہے اس لیے شہریوں کے حقوق و آزادیوں کا تحفظ عام قانون سے ہی ہوگا جن کا تحفظ عدالتیں کرتی ہیں۔ رفتہ رفتہ قانون کی حکمرانی کا تصور عام ہوتا گیا اور اب ساری دنیا میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح قانون کے سامنے مساوات کو اب ساری دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی شہری حکومت کے کسی اقدام سے متاثر ہوتا ہو تو اسے اس بات کا حق ہے کہ وہ عام عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور انصاف حاصل کرے۔

4 سبق کا خلاصہ

محکمہ انصاف رسانی کو عدلیہ کہتے ہیں۔ شہریوں کے ساتھ انصاف کرنا اور حکومتی سرگرمیوں اور قانون سازی پر نظر رکھنا عدلیہ کا کام ہے۔ شہری حقوق و آزادی کے تحفظ کے لیے عدلیہ بہت ہی اہم رول ادا کرتی ہے۔ قوانین کی تشریح، حقوق کا تحفظ، دستور کی حفاظت وغیرہ عدلیہ کے اہم فرائض ہیں۔ عدلیہ آزادانہ طور پر اپنے فرائض انجام دیتی ہے اور ساری دنیا میں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کئی ایک قدامات کیے گئے ہیں۔ عدلیہ کی آزادی میں عدالتی نظر ثانی ایک اہم تصور ہے، جس کی وجہ سے دستور کی برتری قائم ہوتی ہے اور شہریوں کے حقوق و آزادیوں کا تحفظ ہوتا ہے۔

5 زائد معلومات

☆ ہندوستان میں چار درجاتی عدالتی نظام ہے چنانچہ چھوٹی سطح پر قصبات میں منصف عدالت، ضلع کی سطح پر سیشن عدالت، ریاستی سطح پر ہائی کورٹس اور مرکزی سطح پر سپریم کورٹ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر خصوصی عدالتیں اور ٹریبونل ہوتے ہیں

☆ عدالتی نظر ثانی کا تصور پہلے پہل امریکہ میں شروع ہوا تھا جو بعد میں دوسرے ممالک میں بھی عام ہوا۔

☆ قانون کی حکمرانی کا تصور برطانیہ کے مصنف (A.V.Dicey) نے دیا تھا۔

☆ پارلیمنٹ کی جانب سے جج کو ہٹانے کے خصوصی طریقہ کار کو "مواخذہ" کہتے ہیں۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Civil Cases سیول کیسیس دیوانی مقدمات ملکیت، آپسی لین دین، معاہدات جیسے مسائل سے متعلق عدالتی کارروائیاں۔ جن کی سماعت دیوانی عدالتوں میں کی جاتی ہے۔ان میں جرائم سے بحث نہیں کی جاتی۔

Criminal Cases کریمنل کیسیس فوجداری مقدمات جرائم سے متعلق مقدمات۔ایسے مقدمات کی سماعت فوجداری عدالتوں میں کی جاتی ہے۔ جن میں چوری، ڈاکہ، تشدد، قتل خون جیسی وارداتوں میں ملوث لوگوں پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک جملہ یا ایک سطر میں دیا جائے۔

1) عدلیہ کسے کہتے ہیں۔
2) عدلیہ حکومت کے کن دو شعبوں پر نظر رکھتی ہے۔
3) سماج میں سزا دینے کا اختیار کس کو ہوتا ہے۔
4) پروانہ (Writ) کسے کہتے ہیں۔
5) ہندوستان میں ریکارڈ کی عدالتیں کونسی ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) عدلیہ کی اہمیت بیان کرو۔
2) عدلیہ شہریوں کے حقوق اور دستور کا تحفظ کس طرح کرتی ہے؟ لکھو۔
3) عدلیہ کی آزادی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

4) عدالتی نظر ثانی کسے کہتے ہیں۔
5) قانون کی حکمرانی کو بیان کرو۔

7.3 خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) عدلیہ کا کام .... ہے۔
2) عدلیہ شہریوں کے .... کی محافظ ہے۔
3) عدلیہ عاملہ کو .... دیتی ہے۔
4) قانون کی حکمرانی .... کا تصور ہے۔
5) عدالتی نظر ثانی کا تصور .... ممالک میں اہمیت رکھتا ہے۔

سبق 5 ہندوستان کا دستور اور اُس کی اہم خصوصیات

Constitution of India and its main Features

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 تحریری و تفصیلی دستور

3.2 جزوی ٹھوس و لچکدار

3.3 دستور کا دیباچہ

3.4 بنیادی حقوق

3.5 مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول

3.6 پارلیمانی حکومت

3.7 آزاد عدلیہ

3.8 واحد شہریت

3.9 وحدانی اور وفاقی خصوصیات

3.10 بالغ رائے دہی

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ ہندوستانی دستور اُس کی نوعیت اور اہم خصوصیات کا مطالعہ کریں گے۔ دستور کے مطابق ہندوستانی شہریوں کو حاصل بنیادی حقوق کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ اس سبق کے مطالعہ سے آپ کو دستور ہند کی وحدانی اور وفاقی خصوصیات کے متعلق معلومات حاصل ہوں گی۔ اس کے علاوہ حکومتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں کا مطالعہ بھی کریں گے۔

2 تمہید

ہندوستان ایک آزاد ملک ہے۔ جہاں عوام خود اپنی پسند و مرضی کی حکومت کو منتخب کرتے ہیں۔ چنانچہ ملک کا انتظام حکومت ایک دستور کے مطابق چلتا ہے۔ دستور قواعد و ضوابط کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جس کے مطابق ملک کا سیاسی نظام چلتا ہے اور جو شہریوں اور مملکت کے درمیان تعلقات اور شہریوں کے حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔ آزاد ہندوستان کے لیے دستور بنانے کا کام 1946ء سے ہی شروع ہوا تھا۔ ایک دستور ساز اسمبلی قائم کی گئی جس کے زیادہ تر اراکین صوبائی اسمبلیوں کی جانب سے منتخبہ تھے۔ 9/ڈسمبر 1946ء سے دستور ساز اسمبلی نے کام کرنا شروع کیا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد، پنڈت جواہر لال نہرو، سردار پٹیل، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر، کے۔ یم۔ منشی، سی۔ راجگوپال چاری وغیرہ جیسی اہم شخصیتیں اس کی رکن تھیں۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد کو متفقہ طور پر دستور ساز اسمبلی کا صدر نشین (چیرمین) چن لیا گیا۔

29/اگست 1947ء کو ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کی صدارت میں ایک مسودہ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کمیٹی نے مسلسل چھ ماہ کی کوششوں کے بعد فبروری 1948ء کو دستور کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا۔ اس مسودہ پر تفصیلی غور اور مباحث کے بعد دستور ساز اسمبلی نے بالآخر 26/نومبر 1949ء کو ہندوستان کے لیے ایک تحریری دستور کی منظوری دی۔ اس دستور کا نفاذ 26/جنوری 1950ء سے عمل میں آیا۔ چنانچہ ہر سال اس دن کو ہم یوم جمہوریہ کے طور پر مناتے ہیں۔

3 سبق کا متن

دستور ہند کے مطالعہ کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ دستور کی اہم خصوصیات کہلاتی ہیں۔

3.1 تحریری و تفصیلی دستور

امریکہ کے دستور کی طرح ہندوستان کا دستور بھی تحریری ہے اور یہ ایک کتاب کی شکل میں دستیاب ہے۔ ایک تحریری دستور دستور ساز اسمبلی کی کوششوں کا نتیجہ ہوتا ہے جو کہ عوام کے منتخبہ نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جب کہ ایک غیر تحریری دستور غیر تحریری رسم و رواج اور روایتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ برطانیہ کا دستور غیر تحریری دستور کی بہترین مثال ہے۔

ہندوستان کا دستور، امریکی دستور کے برخلاف ایک طویل دستاویز ہے۔ ہندوستان کا دستور طویل ہونے کی وجوہات

حسب ذیل ہیں :

1) ہمارے دستور میں تمام دنیا کے دساتیر کی اچھی اچھی باتوں کو شامل کیا گیا ہے۔

2) چوں کہ ہمارا ملک بہت بڑا ہے، جہاں مختلف زبان، تہذیب، مذہب، نسل وغیرہ کے لوگ رہتے ہیں، اس لیے تمام سے انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ تمام کے نقاط نظر کو اس میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ اس کے لیے زیادہ طوالت ہوتی ہے۔

3) چوں کہ ہمارا ملک بیرونی حکمرانی میں تھا، اس لیے کئی ایک سماجی، معاشی، مذہبی اور سیاسی مسائل پیدا ہو گئے تھے جنھیں فوری حل کرنا ضروری تھا۔ اس لیے دستور ہند میں بیروزگاری، ناخواندگی، چھوت چھات، ذات پات، علاقہ واریت اور قومی یکجہتی وغیرہ کے مسائل پر توجہ دی گئی ہے۔ چنانچہ دستور ہند کے طویل ہونے کی یہ بھی ایک وجہ ہے۔

4) دستور سازوں نے حکومت کے تمام شعبوں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ، شہریت، بنیادی حقوق، رہنمایانہ اصولوں، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان تعلقات وغیرہ کے متعلق تفصیل سے دستور میں بحث کی ہے، جس کے نتیجے میں دستور ہند ایک طویل ترین دستور بن گیا ہے۔

5) دستور ہند میں وقتاً فوقتاً کی جانے والی ترمیمات کی وجہ سے بھی دستور طویل تر ہو گیا ہے۔

ابتداء میں دستور ہند میں جملہ 395 دفعات، آٹھ جدول (Schedule) اور تین فہرستیں (مرکزی، ریاستی اور مشترکہ) تھیں۔ جن میں ترمیمات کی وجہ سے مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ اب دستور ہند 416 دفعات، دس جدول اور تین فہرستوں پر مشتمل ہے۔

3.2 جزوی ٹھوس و لچکدار

ہندوستان کا دستور جزوی طور پر ٹھوس اور جزوی طور پر لچکدار ہے۔ تحریری دستور عموماً ٹھوس ہوتے ہیں۔ یعنی اُس میں تبدیلی یا ترمیم آسانی سے نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ امریکہ کا دستور ایک ٹھوس دستور ہے۔ چنانچہ اُس میں تبدیلی کا طریقہ کار بڑا ہی سخت و مشکل ترین ہے۔ لیکن ہندوستان کے دستور میں ٹھوس و لچکدار دونوں ہی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کی بعض دفعات میں پارلیمنٹ کی سادہ اکثریت سے تبدیلی و ترمیم کی جاسکتی ہے، جب کہ بعض دفعات میں تبدیلی کے لیے پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت لازمی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض دفعات میں تبدیلی کے لیے پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت اور پچاس فیصد ریاستوں کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ اس طرح پہلا طریقہ بہت ہی آسان اور آخری طریقہ مشکل ترین ہے۔

3.3 دستور کا دیباچہ

جس طرح ہر کتاب ایک تمہید یا دیباچے سے شروع ہوتی ہے، اسی طرح دستور ہند کا بھی آغاز دیباچہ سے شروع ہوتا ہے۔ اگر چہ کہ یہ دستور کا عملی حصہ نہیں ہے لیکن یہ ایک طرح سے دستور کے تعارف کو پیش کرتا ہے۔ اس سے دستور کے مقاصد اور اس کی

نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔اسی وجہ سے دیباچہ کو دستور کی روح قرار دیا گیا ہے۔دستور کا دیباچہ اس طرح سے ہے۔

''ہم ہندوستان کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ایک مقتدر، اشتراکی، سیکولر، عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی، آزادیٔ خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو''

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج 26/ نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہٰذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں''۔

دستور کے دیباچے میں اشتراکی اور سیکولر کے الفاظ کو 1976ء میں 42 ویں دستوری ترمیم کے ذریعہ شامل کیا گیا۔ دیباچہ ہندوستانی عوام کے مقتدر ہونے کا اعلان کرتا ہے۔یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہندوستان پر ہندوستانی عوام کی حکومت ہوگی اور وہ بیرونی تسلط سے آزاد ہے۔

3.3.1 مقتدر عوامی جمہوریہ

کوئی قوم اُس وقت مقتدر کہلاتی ہے جب وہ اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہو اور کوئی بیرونی مداخلت نہ ہو۔اُس کی خارجہ پالیسی بھی اُس کی مرضی پر ہوتی ہے۔ ہندوستان کے مقتدر عوامی جمہوریہ ہونے کا اعلان کرتے ہوئے دستور سازوں نے اقتدار اعلیٰ ہندوستانی عوام کو عطا کیا ہے۔ ہندوستانی عوام خود آزادانہ طور پر اس دستور کو تیار کیے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کی دولت مشترکہ (Common Wealth) میں شرکت ہندوستانی اقتدار اعلیٰ اور اُس کی آزادی کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان کی حکومت جمہوری (Democratic) ہوگی۔یعنی ہندوستانی عوام اپنے آپ پر حکومت کریں گے۔ ہندوستان میں سیاسی، سماجی و معاشی جمہوریت کی بنیادیں دستور کے دیباچے میں ہیں۔

عوامی جمہوریہ کا مطلب یہ ہے کہ مملکت ہندوستان کا سربراہ خاندانی یا وراثتی نہیں ہوگا بلکہ یہ بھی عوام کا منتخبہ ہوگا۔ چنانچہ ہندوستان کا دستور عوام کا بالراست منتخبہ ہوتا ہے۔صدر جمہوریہ ہند کو پارلیمنٹ کے منتخبہ اراکین اور ریاستی اسمبلیوں کے منتخبہ اراکین مل کر منتخب کرتے ہیں۔اس کے برعکس برطانیہ میں صدر مملکت بادشاہ یا ملکہ عوام کے منتخبہ نہیں ہوتے بلکہ یہ وراثتی ہوتے ہیں۔اس لیے برطانیہ عوامی جمہوریہ نہیں کہلاتا۔وہ صرف ایک جمہوری ملک ہے۔

3.3.2 اشتراکی (Socialist)

دستور کے دیباچے میں ابتداء میں لفظ اشتراکی شامل نہیں تھا۔اسے 1976ء میں 42 ویں ترمیم کے ذریعہ دیباچے میں شامل کیا گیا۔اس کا مطلب ہے کہ ہندوستان کی حکومت تمام شہریوں کے لیے سماجی و معاشی مساوات قائم کرے گی اور دولت کو ایک جگہ یا

چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکے گی۔ اس طرح سماجی تفریق ختم ہوگی اور تمام کو یکساں مواقع ملیں گے۔

3.3.3 سیکولر (Secular)

سیکولر کا مطلب ایسی حکومت ہے جس کا کوئی مذہب نہ ہو۔ اس لفظ کو بھی دستور کے دیباچے میں 42ویں ترمیم کے ذریعہ شامل کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت کسی مذہب کی سرپرستی نہیں کرے گی۔ اُس کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوگا بلکہ وہ تمام مذاہب کا یکساں احترام کرے گی اور مذہب کو فرد کی مرضی و اس کی آزادی پر چھوڑ دیا جائے گا اور تمام شہریوں کو یکساں حقوق حاصل ہوں گے۔

3.3.4 انصاف (Justice)

انصاف کا مطلب ہے تمام شہریوں کے ساتھ مساوی سلوک کرنا۔ چوں کہ ہندوستانی عوام انگریزوں کی حکمرانی میں بہت زیادہ ظلم اور استحصال کا شکار ہوئے تھے اسی لیے دستور میں تمام کے لیے سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف کی ضمانت دی گئی ہے۔ چنانچہ دستور کے کئی دفعات میں سماجی، معاشی و سیاسی انصاف کو قائم کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ جس کا ہم آگے مطالعہ کریں گے۔

3.3.5 آزادی (Liberty)

آزادی کا مطلب ہے فکر، اظہار، عقیدہ اور عبادت کی آزادی ہے۔ اس کے بغیر کوئی شہری آزاد نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ ہر شہری کو اپنے خیالات کے اظہار کی آزادی ہونی چاہیے۔ اُسی طرح اپنی مرضی کے مذہب پر چلنے اور عبادت کرنے کا اختیار بھی ہونا چاہیے۔ آزادی حاصل کر لینے کے بعد ہندوستان کی حکومت کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے شہریوں کو خوش حال زندگی کے لیے یہ تمام آزادیاں فراہم کرے۔

3.3.6 مساوات (Equality)

مساوات کے بغیر حقیقی معنوں میں کوئی آزادی نہیں ہوسکتی۔ اسی لیے دستور کے دیباچے میں آزادی کے ساتھ ساتھ مساوات پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ چنانچہ جنس، نسل، مذہب، ذات پات اور رنگ کے تمام امتیازات یا عدم مساوات کو دستور میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ تمام شہری قانون کے سامنے مساوی اور سب کو مساوی مواقع فراہم ہوں گے۔

3.3.7 اخوت (بھائی چارگی) (Fraternity)

اس کا مطلب ہے عوامی بھائی چارہ۔ سب سے پہلے فرانس کے انقلابیوں نے انقلاب فرانس کے دوران "آزادی، مساوات اور بھائی چارہ" کا نعرہ بلند کیا تھا۔ چنانچہ ہندوستانی دستور کے بنانے والے اس نعرہ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور ہندوستانی دستور کے ایک مقصد کے طور پر اس نعرہ کو اپنا لیے۔ چنانچہ تمام ہندوستانی چاہے وہ کسی علاقے میں رہتے ہوں یا کوئی بھی زبان بولتے ہوں

ایک دوسرے کے لیے بھائی بھائی ہیں۔ ہمارے سماج میں آج بھائی چارہ کی بہت اہمیت ہے۔ ہم سب ایک ہیں یہ احساس ہم میں پیدا ہونا چاہیے تاکہ کوئی انتشار یا فساد نہ ہو۔

3.4 بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

امریکہ کے دستور کی طرح ہندوستان کا دستور اپنے تمام شہریوں کو کئی اہم بنیادی حقوق دیتا ہے۔ جو یہ ہیں : مساوات کا حق، آزادی کا حق، ظلم و استحصال سے بچنے کا حق، مذہبی آزادی کا حق، تہذیبی و تعلیمی حقوق اور انصاف حاصل کرنے کا حق۔ حکومت شہریوں سے ان حقوق کو نہیں چھین سکتی۔ اس کی تفصیل ہم اگلے سبق میں پڑھیں گے۔

3.5 مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول (Directive Principles of State Policy)

ہمارے دستور کی ایک اہم خصوصیت مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول ہیں۔ جنھیں ہر حکومت پالیسیاں بناتے وقت ذہن میں رکھے گی۔ دوسرے معنوں میں یہ وہ اصول ہیں جو پالیسی سازی میں حکومت کی رہنمائی کرتے ہیں اور یہ اصول ہندوستان کو ایک فلاحی مملکت بناتے ہیں۔ چنانچہ ان اصولوں کا مقصد (1) تمام شہریوں کے لیے سماجی و معاشی انصاف حاصل کرنا ہے (2) تمام کے لیے معاشی و سماجی مساوات حاصل کرنا ہے (3) بین الاقوامی امن و سلامتی کو فروغ دینا ہے۔ ان اصولوں کے متعلق تفصیل سے ہم آئندہ سبق میں پڑھیں گے

3.6 پارلیمانی حکومت (Parliamentary Government)

ہندوستانی دستور نے مرکز اور ریاستوں میں پارلیمانی حکومت کو قائم کیا ہے۔ ہندوستانیوں کو چوں کہ برطانوی دور حکومت میں پارلیمانی طریقہ حکومت کا تجربہ تھا اسی لیے پارلیمانی طریقہ حکومت کو اختیار کیا گیا۔ پارلیمانی حکومت میں حکومت (عاملہ) مقننہ (پارلیمنٹ) کو جوابدہ ہوتی ہے۔ اگرچہ کہ صدر سربراہ مملکت ہوتا ہے، لیکن حقیقی اختیارات کابینہ اور وزیر اعظم کو حاصل ہوتے ہیں اور یہ پارلیمنٹ کو جوابدہ ہیں۔ پارلیمانی حکومت میں عاملہ مقننہ کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ ہندوستان صدر جمہوریہ ہند صرف برائے نام عاملہ ہے اور حقیقی اختیارات وزیر اعظم اور کابینہ کو حاصل ہیں۔ لوک سبھا میں اکثریتی جماعت کے قائد کو وزیر اعظم چن لیا جاتا ہے اور وہی کابینہ بناتا ہے۔ وزیر اعظم اور کابینہ لوک سبھا کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے لوک سبھا کو جوابدہ ہے۔ لوک سبھا انھیں تحریک عدم اعتماد (No Confidence Motion) کے ذریعہ ہٹا سکتی ہے۔

3.7 آزاد عدلیہ (Independent Judiciary)

ہمارے دستور سازوں نے ملک میں ایک آزاد عدلیہ کو قائم کیا ہے۔ یہ شہریوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ مرکز اور ریاستوں یا مختلف ریاستوں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے لیے بھی آزاد عدلیہ کا ہونا

ضروری تھا۔ یہ شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مقننہ کے منظورہ کسی قانون یا عاملہ کے کسی حکمنامہ کو غیر قانونی قرار دے سکتی ہے۔ عدلیہ کی آزادی کو قائم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ جیسے جج کو اُن کی ملازمت کا تحفظ دیا گیا ہے۔ چنانچہ صدر جمہوریہ ہند سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج کا تقرر تو کرتے ہیں لیکن انھیں ہٹانے کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی ہے۔ اسی طرح دوران ملازمت جج کی تنخواہوں میں کوئی کمی نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ جج وظیفہ پر علحدہ ہونے کے بعد کوئی خانگی ملازمت اور عدالتوں میں وکالت نہیں کرسکتے۔ یہ تمام باتیں عدلیہ کی آزادی کو یقینی بناتی ہیں۔

3.8 واحد شہریت (Single Citizenship)

وفاقی حکومتوں میں دوہری شہریت ہوتی ہے۔ ایک وفاقی حکومت کی اور دوسری ریاستی حکومت کی۔ امریکہ میں دوہری شہریت کا طریقہ ہے۔ لیکن ہندوستان ایک وفاقی ملک ہونے کے باوجود یہاں واحد شہریت ہے۔ ہم سب ہندوستانی ہیں۔ اس طرح ہم پہلے ہندوستانی ہیں اور بعد میں کچھ اور (بنگالی، پنجابی، آسامی وغیرہ) ملک کی یکجہتی کو مدنظر رکھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

3.9 وحدانی اور وفاقی خصوصیات

ہندوستانی دستور میں وحدانی اور وفاقی دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ عام حالات میں دستور وفاقی ڈھانچہ کو بتاتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں مرکزی اور ریاستی حکومتیں ہیں۔ ان کے درمیان اختیارات کی تقسیم تحریری دستور کے ذریعہ کی گئی ہے اور اگر مرکز و ریاستوں کے درمیان یا ریاستوں میں کوئی جھگڑا پیدا ہو تو اس کا فیصلہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ ہے۔ یہ تمام وفاقی خصوصیات ہیں جو کہ دستور ہند میں پائی جاتی ہیں۔ دوسری طرف ہنگامی حالات (Emergency) کے نفاذ کی صورت میں ملک کی نوعیت وحدانی ہوجاتی ہے اور پارلیمنٹ کو پورے ملک کے لیے قانون سازی کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے۔ ریاستی حکومت کو برخواست کرتے ہوئے ریاستی حکومت کے اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار مرکزی حکومت کو حاصل ہے۔ اس طرح وحدانی نوعیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ واحد شہریت بھی وحدانی خصوصیات ہے جو دستور ہند میں پائی جاتی ہے۔ مرکز کو حاصل اختیارات ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تین فہرستوں میں اختیارات کی تقسیم (مرکزی فہرست، ریاستی فہرست، مشترکہ فہرست) کے بعد بچے کچھے اختیارات مرکز کو دیئے گئے ہیں۔ اس طرح مرکزی حکومت کے اختیارات میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

3.10 بالغ رائے دہی (Adult Franchise)

دستور ہند بالغ رائے دہی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ 18 سال یا اُس سے زیادہ عمر والے شہریوں کو ووٹ دینے اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق دیا گیا اور اس کے لیے شہریوں کے درمیان رنگ، نسل، جنس، ذات یا جائے پیدائش وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ سیاسی مساوات کے ذریعہ جمہوریت کو بنیادی سطح سے اوپر تک یقینی بنایا گیا ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان کا دستور ایک دستور ساز اسمبلی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جسے 1946ء میں قائم کیا گیا تھا۔ دستور ساز اسمبلی میں دستور بنانے کا کام ایک مسودہ کمیٹی (Draft Committee) نے کیا جس کے صدر نشین ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر تھے۔ دستور کا نفاذ 26/ جنوری 1950ء سے عمل میں آیا۔ دستور ہند کی کئی اہم خصوصیات ہیں جن میں سے حسب ذیل اہم ہیں : تحریری و لچکدار دستور، جزوی ٹھوس و لچکدار، دیباچہ اشتراکی اور سیکولر خصوصیات، بنیادی حقوق اور رہنمایانہ اصول وغیرہ۔ اس کے علاوہ دستور ہند میں کئی وحدانی اور وفاقی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔

5 زائد معلومات

☆ ہندوستان میں 1946ء میں دستور ساز اسمبلی کا قیام کیبنٹ مشن (Cabinet Mission) کی تجاویز کے نتیجے میں عمل میں آیا۔

☆ مرکزی فہرست میں 97، ریاستی فہرست میں 66 اور مشترکہ فہرست میں 47 موضوعات ہیں۔ مرکزی فہرست پر صرف مرکزی پارلیمنٹ کو اور ریاستی فہرست کے موضوعات پر ریاستی اسمبلیوں کو قانون سازی کا اختیار ہے، جب کہ مشترکہ فہرست پر مرکز اور ریاستیں دونوں ہی قانون سازی کرسکتی ہیں۔

☆ امریکہ کا دستور دنیا کا مختصر ترین دستور ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Common Wealth of Nations	کامن ویلتھ آف نیشن	قوموں کی دولت مشترکہ	آزاد اقوام کی ایک بین الاقوامی تنظیم جو کبھی برطانیہ کی حکمرانی میں تھے۔
No Confidence Motion	نوکانفیڈینس موشن	تحریک عدم اعتماد	پارلیمانی حکومت میں مقننہ حکومت (عاملہ) کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرتی ہے جس کی منظوری پر حکومت مستعفی ہوجاتی ہے۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب ایک ایک جملہ یا ایک سطر میں دیجیے۔

1) دستور ساز اسمبلی کے اہم اراکین کے نام بتایئے۔
2) دستور ساز اسمبلی میں دستور کی منظوری کب عمل میں آئی۔
3) ابتداء میں دستور میں کتنے دفعات تھے اور اب کتنے ہیں۔
4) دستور کے دیباچہ میں کونسے نئے الفاظ شامل کیے گئے۔
5) 42ویں ترمیم کب ہوئی۔
6) سیکولرازم کا مطلب کیا ہے۔
7) دستور ہند میں کتنے جدول ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) دستور ساز اسمبلی کے متعلق اپنی معلومات لکھو۔
2) دستور کے دیباچے کے متعلق تفصیل بیان کرو۔
3) ''ہندوستان کا دستور تحریری اور لچکدار ہے'' اس پر ایک نوٹ لکھو۔
4) دستور ہند میں عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے کیے گئے اقدامات بیان کرو۔
5) دستور ہند کی وحدانی اور وفاقی خصوصیات بیان کرو۔

7.3 خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) ہندوستان میں دستور سازی کا کام .... سے شروع ہوا۔
2) دستور ساز اسمبلی کے چیرمین .... تھے۔
3) برطانیہ کا دستور .... ہے۔
4) ہندوستان کا دستور .... شہریت عطا کرتا ہے۔
5) ووٹ دینے کی عمر .... سال ہے۔

سبق 6 بنیادی حقوق اور بنیادی فرائض

Fundamental Rights and Fundamental Duties

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 بنیادی حقوق کے معنی اور اہمیت

3.2 بنیادی حقوق کی خصوصیات

3.3 بنیادی حقوق کی درجہ بندی

3.3.1 مساوات کا حق

3.3.2 آزادی کا حق

3.3.3 ظلم سے بچنے کا حق

3.3.4 مذہبی آزادی کا حق

3.3.5 تہذیبی و تعلیمی حقوق

3.3.6 جائداد کا حق

3.3.7 دستوری چارہ جوئی کا حق

3.4 بنیادی فرائض

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

پچھلے سبق میں آپ نے دستور ہند کی خصوصیات کا مطالعہ کیا ہے۔اس میں دستور ہند کی خصوصیات کے طور پر بنیادی حقوق اور رہنمایانہ اصولوں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔اب اس سبق میں آپ دستور ہند میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی تفصیل سے واقفیت حاصل کریں گے۔اس کے علاوہ رہنمایانہ اصولوں کے متعلق بھی آپ کو معلومات حاصل ہوں گی۔

2 تمہید

انسان کی شخصیت کی ترقی کے لیے آزادی اور حقوق لازمی ہیں۔ان کے بغیر وہ ایک غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہوگا۔انسان تاریخی طور پر بڑی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد اپنے لیے آزادی اور حقوق حاصل کیا ہے۔چنانچہ امریکہ کا اعلان نامہ آزادی 1774ء اور انقلاب فرانس 1789ء نے ساری دنیا میں انسان کو حقوق اور آزادی کے لیے ایک راہ دکھائی اور اس کے بعد سے ساری دنیا میں انسان کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کیا جانے لگا۔ہندوستان کے عوام بھی تقریباً دوسو سال انگریزوں کی غلامی میں تھے اور جب 1947ء کو ملک آزاد ہوا اور ہندوستان کے عوام پر حکومت کے لیے ایک دستور تیار کیا گیا تو دستور کے بنانے والوں نے ہندوستانی شہریوں کی آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دی۔چنانچہ دستور میں بنیادی حقوق کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔یہ وہ حقوق ہیں جنھیں کوئی حکومت شہریوں سے چھین نہیں سکتی۔دستور ان حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور عدلیہ ان کی حفاظت کرتی ہے۔

اس کے علاوہ دستور ہند میں بنیادی فرائض کو بھی شامل کیا گیا ہے۔تفصیلات کا مطالعہ کریں گے۔

3 سبق کا متن

آیئے بنیادی حقوق اور فرائض سے متعلق تفصیل کو ہم حسب ذیل سرخیوں کے تحت مطالعہ کریں۔

3.1 بنیادی حقوق کے معنیٰ اور اہمیت

بنیادی حقوق انسانی زندگی کے وہ بنیادی شرائط ہیں جنھیں اس کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے۔10/ڈسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کے منشور میں اعلان نامہ انسانی حقوق کو شامل کرنے کے بعد سے رکن ممالک کے لیے بھی لازمی ہوگیا کہ وہ بھی اپنے شہریوں کو حقوق و آزادیوں کی ضمانت فراہم کریں۔ایسے شرائط و حالات جنھیں فرد کی ترقی کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے "بنیادی حقوق" کہلاتے ہیں۔

بنیادی حقوق کی اہمیت : دستور ہند میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی اہمیت بہت زیادہ ہے، چوں کہ ایک لمبے عرصے تک ہندوستانی بیرونی حکمرانی اور ظلم کا شکار رہے۔

1) بنیادی حقوق اُن شرائط اور حالات کی تکمیل کرتے ہیں جو فرد کی ترقی کے لیے لازمی ہیں۔

2) یہ فرد کے لیے اُن تمام آزادیوں کی ضمانت دیتے ہیں جو اُس کی زندگی کو خوش حال اور زندگی کو باوقار بناتے ہیں۔

3) یہ تمام شہریوں کو رتبہ اور مواقع کی مساوات فراہم کرتے ہیں۔

4) یہ فرد کو مملکت اور دوسروں کے استحصال (ظلم) سے نجات دلاتے ہیں۔

مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بنیادی حقوق جمہوریت کے بہترین ثمرات فراہم کرتے ہیں اور شخصی وانفرادی ترقی کے لیے بہتر مواقع فراہم کرتے ہیں۔

3.2 بنیادی حقوق کی خصوصیات

دنیا کے تمام مہذب ممالک کے دساتیر کی طرح ہندوستان کے دستور میں بھی بنیادی حقوق کا ایک باب ہے۔ چنانچہ دستور کا تیسرا باب، دفعات 12 تا 35 بنیادی حقوق پر مشتمل ہے۔ ان بنیادی حقوق کی چند اہم خصوصیات اس طرح سے ہیں۔

3.2.1 بنیادی حقوق کی نوعیت عالمگیر ہے

دستور میں دیئے گئے بنیادی حقوق بلا امتیاز جنس، رنگ و نسل، ذات پات، مذہب یا علاقہ تمام شہریوں کے لیے ہیں۔ اس طرح ان کا اطلاق عالمگیر ہے۔

3.2.2 یہ مطلق نہیں

دستور میں دیئے گئے حقوق ہمارے لیے مطلق نہیں ہیں۔ ان پر چند ایک پابندیاں اور تحدیدات ہیں اور یہ دوسروں کے حقوق و آزادیوں اور ضروری قوانین کے تابع ہیں۔

3.2.3 قابل انصاف

دستور میں دیئے گئے حقوق قابل انصاف ہیں، اگر مملکت یا کوئی فرد کی جانب سے کسی کے حقوق سلب کیا جاتا ہو تو اُس فرد کو آزادی اور اختیار ہے کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور انصاف حاصل کرے۔ حتیٰ کہ عدالتیں مقننہ کے قانون کو بھی شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے غیر دستوری قرار دے سکتی ہیں۔

3.2.4 قابل معطل

بنیادی حقوق چوں کہ معطل نہیں ہیں، اس لیے انھیں معطل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہنگامی حالات (ایمرجنسی) کے نفاذ کی صورت میں بعض حقوق معطل ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً دستور کی دفعہ 19 کے تحت حاصل آزادی کا حق معطل ہوجاتا ہے۔

3.3 بنیادی حقوق کی درجہ بندی

دستور ہند میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی تفصیل اس طرح سے ہے :

1) مساوات کا حق (Right to Equality) دفعات 14 تا 18

2) آزادی کا حق (Right to Freedom) دفعات 19 تا 22

3) استحصال سے بچنے کا حق (Right Against Exploitation) دفعات 23 تا 24

4) مذہبی آزادی کا حق (Right to Freedom of Religion) دفعات 25 تا 28

5) تہذیبی و تعلیمی حقوق (Cultural & Educational Right) دفعات 29 تا 30

6) حق ملکیت یا جائداد کا حق (Right to Property) دفعات 31

7) دستوری چارہ جوئی (انصاف حاصل کرنے) کا حق (Right to Constitutional Remedies)

3.3.1 مساوات کا حق (Right to Equality) دفعات 14 تا 18

ہندوستان میں جاگیردارانہ نظام اور برطانوی حکمرانی میں ذات پات کا نظام تھا، جس کے تحت کئی سماجی امتیازات تھے۔ چنانچہ دستور کی دفعہ 14 سے 18 تک شہریوں کو مساوات کا حق دیا گیا ہے۔ دفعہ 14 کے تحت تمام کو قانون کے سامنے مساوات اور قانون کے مساوی تحفظ دیا گیا ہے۔ دفعہ 15 کے تحت شہریوں سے رنگ نسل، ذات پات، مذہب یا جائے پیدائش کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ لیکن حکومت سماجی و معاشی طور پر کمزور طبقات کو اونچا اٹھانے کے لیے تحفظات فراہم کر سکتی ہے۔ دفعہ 16 کے تحت شہریوں کو سرکاری ملازمتوں میں مساوی مواقع کی ضمانت دی گئی ہے اور ملازمتوں کے لیے رنگ نسل، جنس وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں ہوگا۔

دفعہ 17 کے تحت چھوت چھات کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور یہ قابل سزا جرم ہے۔ اسی طرح قدیم ہندوستانی سماج میں رائج خطابات جیسے "رائے صاحب"، "خاں بہادر"، "سردار بہادر" کو دفعہ 18 کے ذریعہ ختم کیا گیا ہے۔ حکومت اس طرح کے امتیازات پر مبنی خطابات نہیں دے گی۔ البتہ سماجی و فوجی خدمات یا اعلیٰ تعلیمی معیارات کے لیے خصوصی سند یا خطابات دیئے جاسکتے ہیں۔

3.3.2 آزادی کا حق (Right to Freedom) دفعات 19 تا 22

ہندوستان کے شہریوں کو دفعات 19 تا 22 کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی آزادیاں دی گئی ہیں۔ اگرچہ کہ یہ آزادیاں عوامی مفاد میں چند ایک قواعد و ضوابط کے تابع ہیں۔ اس کے باوجود یہ آزادیاں ہندوستان کو حقیقی معنیٰ میں جمہوری سیاسی نظام عطا کرتے ہیں۔ آزادی کا حق کئی حقوق کا مجموعہ ہے۔ حق آزادی کے تحت دی گئی آزادیوں کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

a) تقریر و اظہار خیال کی آزادی کا حق

(Right to Freedom of Speech and Expression)

یہ حق شہریوں کو آزادانہ اظہار خیال کا حق دیتا ہے۔ چنانچہ کوئی بھی شہری اپنے خیال کا اظہار زبانی یا تحریری طور پر صحافت (اخبارات) کے ذریعہ کرسکتا ہے۔ لیکن اس حق کا غلط استعمال کرتے ہوئے دوسروں کی دل آزاری نہیں کی جاسکتی، جس سے شر وفساد پیدا ہوتا ہو اور ملک کی سلامتی خطرے میں پڑسکتی ہو۔

b) بغیر ہتھیاروں کے پرامن طور پر جمع ہونے کا حق

(Right to Assemble Peacefully Without Arms)

پرامن طور پر جمع ہونے کا حق ایک فطری اور جمہوری حق ہے۔ یہ تبادلۂ خیال، غور وفکر اور تبلیغ واشاعت کے لیے ضروری ہے۔ لیکن شہری صرف پرامن طور پر اور اچھے مقاصد کے لیے ہی جمع ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ شہریوں کے جمع ہونے سے نظم وضبط کو خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔

c) انجمنیں قائم کرنے کا حق **(Right to Form Associations)**

شہری کے انفرادی اور اجتماعی مفادات کے تحفظ کے لیے اس حق کو ضروری سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ہر شہری کو انجمنیں قائم کرنے یا کسی بھی انجمن میں شامل ہونے کی آزادی ہے۔ لیکن اس حق پر چند پابندیاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ مملکت کے تحفظ کے لیے یا غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے اس آزادی پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔

d) آزادانہ نقل وحرکت کا حق **(Right to Free Movement)**

ہندوستان کے ہر شہری کو آزادانہ طور پر پورے ملک میں گھومنے پھرنے کی آزادی حاصل ہے اور کسی شخص کو بھی کسی قانونی وجوہ کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر عوامی مفاد میں ضروری ہو تو گھومنے پھرنے یا نقل وحرکت کی آزادی پر بھی پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں۔

e) ملک کے کسی بھی حصے میں رہائش کا حق **(Right to Settle in Any Part of India)**

ملک کے ہر شہری کو کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی ہے۔ شہری ملک کے کسی بھی حصہ میں، سوائے ریاست جموں وکشمیر وہ جائداد خرید اور رکھ سکتا ہے۔ چوں کہ ملک میں واحد شہریت ہے اس لیے ہندوستانی شہری پورے ملک میں کہیں بھی رہائش اختیار کرسکتا ہے۔ لیکن عوامی مفاد میں مملکت کسی بھی شہری کی جائداد کو ضروری سمجھتی ہو تو حاصل کرسکتی ہے۔

f) کسی بھی پیشہ کو اختیار کرنے کا حق **(Right to Proctice any Profession)**

دستور ہند تمام شہریوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور صلاحیت کے مطابق کوئی بھی پیشہ یا روزگار حاصل کرسکتے ہیں،

بشرطیکہ وہ سماج، قانون، اخلاق اور مملکت کے خلاف ایک جرم نہ ہو مثلاً بچوں اور خواتین کی خرید وفروخت یا اسمگلنگ کی اجازت نہیں ہے۔

تحدیدات : حق آزادی مطلق نہیں ہے۔ ملک کے اقتدار اعلیٰ، یکجہتی، سلامتی، نظم وضبط اور عوامی اخلاق کے مفاد میں ان آزادیوں پر پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں اور بعض مرتبہ کسی کو گرفتار کرتے ہوئے اُس کی آزادی کو محدود کیا جاسکتا ہے۔ سابق میں اس کے لیے پارلیمنٹ کی جانب سے کئی قوانین بنائے گئے تھے جیسے برقراری داخلی سلامتی ایکٹ (Maintenance of Internal Security Act) (Misa) برقراری لازمی خدمات ایکٹ (Essential Services Maintenance Act) (Esma) قانون برائے احتیاطی گرفتاری (Preventive Detention Act) وغیرہ۔

شخصی : (Protection Against Arrest and Detention) گرفتاری اور قید بیجا کے خلاف تحفظ

آزادی کے تحفظ کے لیے دستور ہند نے حکومت کے اختیارات پر چند پابندیاں بھی عائد کی ہیں۔ چنانچہ دستور کی دفعہ 22 گرفتار شدہ افراد کو چند حقوق دیتا ہے۔

1) عام حالات میں گرفتار ہونے والے ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی گرفتاری کی وجہ جان سکے۔
2) ملزم کو اپنے دفاع کا پورا حق ہے اور وہ اپنی پسند کے وکیل کی خدمات سے استفادہ کر سکتا ہے۔
3) ہر گرفتار شدہ شخص کو 24 گھنٹے کے اندر اندر عدالت میں پیش کرے اور عدالت کی اجازت کے بغیر اسے قید میں نہ رکھے۔
4) کسی بھی شخص کو ایک ہی جرم کے لیے ایک سے زائد مرتبہ سزا نہیں دی جاسکتی۔
g) کسی بھی ملزم کو خود اپنے ہی خلاف گواہی دینے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

تاہم احتیاطی گرفتاری قانون کے تحت گرفتار کسی شخص کو عدالت میں پیش کیے بغیر تین ماہ تک گرفتار رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود ایسے شخص کے مفادات کا تحفظ کیا جائے گا اور ممکنہ حد تک جلد از جلد اس کی گرفتاری کی وجہ بتائی جائے گی اور اسے اپنی گرفتاری کے خلاف نمائندگی کرنے کا پورا پورا حق ہوگا۔ اس کے علاوہ ایسے شخص کو تین ماہ سے زیادہ قید میں نہیں رکھا جاسکتا۔ تاوقتیکہ ہائی کورٹ کے ججس پر مشتمل ایک مشاورتی بورڈ (Advisory Board) اُسے قید رکھنے کا مشورہ نہ دے۔

3) استحصال سے بچنے کا حق (Right Against Exploitation) دفعات 23 تا 24

دستور نے دفعات 23 اور 24 کے ذریعہ کسی بھی استحصال (ظلم) کو ممنوع قرار دیا ہے۔ جبری محنت (مزدوری) خواتین و بچوں کی خرید وفروخت، بھیک مانگنے وغیرہ کو ممنوع قرار دیا ہے۔ 14 سال سے کم عمر بچوں کو کانوں، کارخانوں اور مضر صحت پیشوں میں ملازمت کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ جبری محنت کو کسی بھی شکل میں غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔

4) مذہبی آزادی کا حق (Right to Freedom of Religion) دفعات 25 تا 28

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔ دستور کی دفعات 25 تا 28 عوام کو مذہبی آزادی عطا کرتے ہیں۔ ان کے تحت حسب ذیل مذہبی آزادی حاصل ہے۔

1) اپنی مرضی کے کسی بھی مذہب پر چلنے کی آزادی
2) مذہبی عبادت کی آزادی
3) تبلیغ مذہب کی آزادی
4) مذہبی اداروں کو چلانے کی آزادی
5) مذہبی جائدادوں کا انتظام کرنے کی آزادی

ان آزادیوں پر حسب ذیل تحدیدات عائد ہیں۔

1) فرد کی مذہبی آزادی صحت عامہ، اخلاق اور امن عامہ کے تابع ہوگی۔
2) اس سے دوسرے مذاہب کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے۔

5) تہذیبی و تعلیمی حقوق (Cultural & Educational Right) دفعات 29 تا 30

تمام اقلیتوں کو اپنے تمدن، زبان اور رسم الخط کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے اپنے تعلیمی ادارے قائم کرسکتے ہیں اور انھیں چلاسکتے ہیں۔ لیکن یہ ادارے داخلہ کے خواہشمند کسی بھی طالب علم کو داخلہ دینے سے انکار نہیں کرسکتے۔

6) حق ملکیت یا جائداد کا حق (Right to Property) دفعات 31

جائداد کے حق کو تمام شہریوں کے لیے ایک بنیادی حق سمجھا گیا تھا۔ لیکن سماجی اور معاشی مساوات و انصاف کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے مدنظر اسے 44 ویں دستوری ترمیم کے ذریعہ ختم کیا گیا ہے۔ اب جائداد کا حق ایک بنیادی حق نہیں بلکہ صرف ایک قانونی حق ہے۔

7) دستوری چارہ جوئی (انصاف حاصل کرنے) کا حق دفعات 32 تا 35

(Right to Constitutional Remedies)

دستور کی دفعہ 32 کے مطابق شہریوں کو انصاف حاصل کرنے کا بنیادی حق دیا گیا ہے۔ چنانچہ بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے ہر شہری کو عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کا حق حاصل ہے۔ اگر ایک شہری محسوس کرتا ہو کہ اُس کے حقوق متاثر ہو رہے ہیں تو وہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ عدالتیں شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے چند ایک پروانے (احکامات یا ہدایات)

(Writs) جاری کرسکتی ہیں۔اہم ترین پروانے (Writs) یہ ہیں :

a) پروانہ حاضری (Writ of Habeas Corpus)
b) پروانہ تاکیدی (Writ of Mandamus)
c) امتناعی پروانہ (Writ of Prohibition)
d) کووارنٹس (پروانہ جوازعہدہ) (Quo Warranto)
e) پروانہ مسل طلبی (Certiorari)

a) پروانہ حاضری (Writ of Habeas Corpus) : یہ پروانہ فرد کو غیر قانونی حراست سے آزادی دلاتا ہے۔دوسرے الفاظ میں یہ پروانہ غیر قانونی حراست سے فرد کو چھٹکارا دلاتا ہے۔چنانچہ اعلیٰ عدالت زیر حراست فرد کو عدالت کے سامنے حاضر کرنے کی ہدایت حکومتی عہدہ داروں کو دیتی ہے اور اگر یہ محسوس کرے کہ متعلقہ فرد کو حراست رکھنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے تو اسے فوری رہا کرنے کا حکم دیتی ہے۔

b) پروانہ تاکیدی (Writ of Mandamus) : اس کے لفظی معنی حکم کے ہیں۔یہ پروانہ ایک طرح کا حکم ہے جو اعلیٰ عدالت ماتحت عدالت کو یا عہدہ دار کو جاری کرتی ہے اور حکم دیتی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو بہتر طور پر استعمال کریں۔

c) امتناعی پروانہ (Writ of Prohibition) : یہ حکم نامہ اعلیٰ عدالت نچلی عدالت کو جاری کرتی ہے اگر وہ سمجھتی ہے کہ نچلی عدالت اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کر رہی ہے اور اس عدالت میں جاری کسی مقدمہ کی سماعت کا اس کو حق و اختیار نہیں ہے۔

d) کووارنٹس (پروانہ جوازعہدہ) (Quo Warranto): یہ پروانہ عدالت کی جانب سے عوامی عہدہ دار کو جاری کیا جاتا ہے جس میں اس کے عہدہ کے جواز کی جانچ کی جاتی ہے۔اس طرح یہ پروانہ غیر قانونی عوامی عہدہ حاصل کرنے پر روک لگاتا ہے۔

e) پروانہ مسل طلبی (Certiorari): یہ پروانہ اعلیٰ عدالتیں ماتحت عدالتوں یا نیم عدالتی عہدہ داروں کو ان کے احکام یا فیصلوں کو بدلنے کے لیے دیتی ہیں۔پروانہ امتناعی اور طلبی مسل میں فرق صرف اتنا ہے کہ امتناعی پروانہ ایسی صورت میں جاری کیا جاتا ہے، جب کہ مقدمہ زیر دوران رہتا ہے اور طلبی مسل کا پروانہ فیصلہ کے بعد ہی جاری کیا جاسکتا ہے۔

دستوری چارہ جوئی کا حق بنیادی حقوق میں مداخلت کو روکتا ہے اور شہریوں کو انصاف فراہم کرتا ہے، جس کے بغیر تمام حقوق بے معنی ہوتے ہیں۔اسی لیے ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر نے اس حق کو دستور کی روح اور قلب قرار دیا تھا۔

بنیادی حقوق کا تنقیدی جائزہ : دستور کے تیسرے حصے میں دیئے گئے بنیادی حقوق مطلق اور لامحدود نہیں ہیں۔ ہر حق پر کچھ نہ کچھ پابندیاں عائد ہیں۔ صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ کی صورت میں حق آزادی معطل ہو جاتا ہے اور ایمرجنسی کے خاتمہ کے بعد ہی یہ حق بحال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عوامی مفاد میں چند ایک قوانین بنیادی حقوق پر پابندیاں عائد کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

3.4 بنیادی فرائض دفعہ 51 الف

ابتداء میں دستور میں شہری کے بنیادی فرائض کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ لیکن 42 ویں دستوری ترمیم کے ذریعہ دستور کے چوتھے حصے میں الف کا اضافہ کرتے ہوئے دفعہ 51 میں بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے۔ اکثر اشتراکی (Socialist) ممالک جیسے چین وغیرہ میں شہریوں کے بنیادی فرائض کو دستور میں شامل کیا گیا ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 51 الف کے الفاظ اس طرح سے ہیں

''ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ :

1) دستور کی اطاعت کرے اور اُس کے نظریات واداروں، قومی جھنڈے اور قومی ترانہ کا احترام کرے۔

2) جدوجہد آزادی کو متاثر کرنے والے شریفانہ نظریات کو پروان چڑھائے اور اُن پر عمل پیرا ہو۔

3) ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور یکجہتی کا تحفظ کرے۔

4) ملک کی حفاظت کرے اور ضرورت پڑنے پر قوم کے لیے اپنی خدمات کو پیش کرے۔

5) مذہب، زبان، علاقہ یا طبقاتی اختلافات سے اوپر اُٹھ کر ہندوستان کے تمام لوگوں میں اتحاد اور مشترکہ بھائی چارگی کے جذبے کو فروغ دے اور خواتین کے وقار کے خلاف عمل کو ترک کردے۔

6) ہماری مشترکہ تہذیب کے اعلیٰ ورثے کی قدر اور اس کا تحفظ کرے۔

7) قدرتی ماحول بشمول جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانوروں کا تحفظ کرے اور زندہ مخلوقات کے لیے محبت کو فروغ دیں۔

8) سائنٹفک جذبے، انسانیت، تحقیق اور اصلاحات کے جذبے کو فروغ دیں۔

9) عوامی جائداد کا تحفظ کریں اور تشدد کو نہ اپنائیں۔

10) انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام میدانوں میں بہتری کے لیے کوشش کریں تاکہ قوم مستقل اعلیٰ کامیابیوں کو حاصل کرسکے''۔

بنیادی فرائض کا تجزیہ : حقوق کے ساتھ ہمیشہ فرائض ہوتے ہیں۔ چنانچہ اوپر بتائے گئے دس فرائض دراصل حقوق کے بدلے شہریوں کی ذمہ داریاں ہیں جن کی توقع مملکت شہریوں سے کرتی ہے۔ لیکن فرائض کو نافذ کرنے یا شہریوں کو ان فرائض کی ادائیگی کے

لیے مجبور کرنے کے کسی طریقے کی وضاحت اس میں نہیں ہے۔اس کے علاوہ فرائض کی نوعیت پیچیدہ ہے جن کو صرف ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شہری ہی انجام دے سکتا ہے۔ جب کہ ابھی بھی ہندوستان کی تقریباً 40 فیصدی آبادی ناخواندہ ہے۔ چنانچہ ان فرائض کو مملکت کی جانب سے شہریوں سے رکھی جانے والی نیک توقعات کی ہی حیثیت حاصل ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

شہری کی شخصیت کی ترقی کے لیے حقوق اور آزادیاں لازمی ہیں۔ان کے لیے دنیا نے کئی ایک انقلابات دیکھے ہیں۔ چنانچہ ان کی اہمیت کے پیش نظر دستور ہند کے تیسرے حصے میں بنیادی حقوق کا ایک باب رکھا گیا ہے جن کی رو سے شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ یہ حقوق قابل انصاف ہیں۔یعنی ایک شہری ان حقوق کی حفاظت یا عمل آوری کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ اس کے باوجود یہ حقوق مطلق نہیں ہیں بلکہ مفاد عامہ میں ان پر چند ایک پابندیاں یا شرائط عائد ہوسکتی ہیں۔ابتداء میں سات بنیادی حقوق ہندوستانی شہریوں کو دیئے گئے تھے،لیکن 44ویں دستوری ترمیم کے ذریعہ جائداد کے حق کو بنیادی حقوق کی فہرست سے خارج کردیا گیا ہے۔اس طرح اب شہریوں کو صرف چھ بنیادی حقوق حاصل ہیں۔حقوق کے ساتھ فرائض بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ دستور کی 42ویں ترمیم میں فرائض کو بھی شامل کیا گیا ہے۔لیکن ان فرائض کی عمل آوری کے لیے کوئی علحدہ انتظامی مشنری نہیں ہے۔

5 زائد معلومات

ہندوستانی دستور میں بنیادی حقوق کے تصور کو امریکی دستور سے لیا گیا ہے۔ بنیادی حقوق کی نوعیت سیاسی ہے اور ملک میں جمہوریت کو قائم کرتے ہیں۔ بنیادی حقوق حکومت اور اُس کے کارندوں کے اختیارات پر ایک طرح سے پابندی عائد کرتے ہیں، تا کہ اس طرح سے وہ مطلق العنان نہ بننے پائیں۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Writ	رٹ	پروانہ	عدالتی حکمنامہ

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا ایک سطر میں جواب دیجیے۔

1) اقوام متحدہ کے منشور میں اعلان نامہ انسانی حقوق کو کب شامل کیا گیا۔

2) دستور ہند کا کونسا باب بنیادی حقوق پر مشتمل ہے۔

3) دفعہ 16 کے تحت شہریوں کو کس بات کی ضمانت دی گئی ہے۔

4) حق آزادی کے تحت کتنی آزادیاں شہریوں کو حاصل ہیں۔

5) کسی گرفتار شدہ شخص کو کتنی مدت میں عدالت میں پیش کرنا ضروری ہے۔

6) مذہبی آزادی کن دفعات کے ذریعہ حاصل ہے۔

7) دستور ہند میں کسے تہذیبی و تعلیمی حقوق حاصل ہیں۔

8) Habeas Corpus کا مطلب کیا ہے۔

9) کونسی دستوری ترمیم کے ذریعہ بنیادی فرائض کو دستور میں شامل کیا گیا ہے۔

10) کونسے حق کو بنیادی حق سے نکال دیا گیا ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطروں میں دیجیے۔

1) بنیادی حقوق کسے کہتے ہیں۔

2) بنیادی حقوق کی اہم خصوصیات کیا ہیں۔

3) مساوات کے حق کو بیان کیجیے۔

4) آزادی کے حق میں دی گئی آزادیوں پر بحث کیجیے۔

5) کوئی تین عدالتی پروانوں پر مختصر نوٹ لکھیے۔

سبق 7 مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول

Directive Principles of State Policy

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 رہنمایانہ اصول کے معنیٰ واہمیت

3.2 رہنمایانہ اصولوں کی درجہ بندی

3.3 رہنمایانہ اصولوں پر تنقید

3.4 رہنمایانہ اصولوں کی عمل آوری

3.5 رہنمایانہ اصول اور بنیادی حقوق میں فرق

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

پچھلے سبق میں آپ نے دستور ہند میں دیئے گئے بنیادی حقوق اور اُن کی نوعیت واہمیت کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ اس سبق میں دستور ہند کی ایک اور نمایاں خصوصیت مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ رہنمایانہ اصولوں کے معنی، اہمیت اور نوعیت پر اس سبق میں ہم بحث کریں گے۔

2 تمہید

دستور ہند کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول ہیں۔ یہ دستور کے چوتھے حصے میں ہیں اور اس کے لیے کوئی 16 دفعات مختص کی گئی ہیں۔ یعنی دفعات 36 سے 51 تک رہنمایانہ اصولوں کا بیان ہے۔ یہ اصول حکومت کی پالیسی سازی میں رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔ دستور بنانے والوں کے سامنے اس بات کا خطرہ تھا کہ ہر آنے والی نئی حکومت اپنی ایک نئی پالیسی بنائے گی۔ اس طرح ہندوستانی شہریوں کے لیے کوئی ایک مستقل سماجی معاشی وترقیاتی پالیسی نہیں ہوگی۔ چنانچہ دستور بنانے والوں نے حکومت کے لیے رہنمائی کی ہے ان رہنمایانہ اصولوں کے ذریعہ چنانچہ تمام حکومتیں اب ان اصولوں پر کاربند ہوں گی۔ ان کی تفصیل ہم اگلے صفحات میں مطالعہ کریں گے۔

3 سبق کا متن

رہنمایانہ اصولوں کی تفصیل کو ہم ذیل کی سرخیوں میں دیکھیں گے۔

3.1 رہنمایانہ اصول کے معنی واہمیت

دستور ہند نے چند ایسے اصولوں کو دستور میں بتایا ہے جن کو قانون سازی یا قانون کے نفاذ کے وقت ذہن میں رکھنا ہر حکومت کا فرض ہوگا۔ چنانچہ اصولوں کو ''رہنمایانہ اصول'' کہا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ اصول عوام کے لیے فلاحی اقدامات کے لیے حکومت کی رہنمائی کرتے ہیں اور فلاحی اقدامات کے لیے حکومت کو ''ہدایات'' دیتے ہیں۔

ان اصولوں کی اہمیت یہ ہے کہ مرکزی وریاستی حکومتوں کو اپنی داخلی وخارجی پالیسی کے بنانے میں یہ اصول رہنمائی ومدد کا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ حکومتوں کی رہنمائی کے لیے مستقل بنیادیں ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد دراصل شہری کی ترقی وبھلائی حاصل کرنا ہے۔ لیکن یہ اصول قابل انصاف نہیں ہیں بلکہ حکومت اپنی پالیسیاں بناتے وقت ان اصولوں کو نظر میں رکھے گی۔ لیکن حکومتیں اگر اصولوں کی عمل آوری میں ناکام ہوتی ہوں تو شہری ان کے نفاذ کے لیے عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتے۔ اس لیے ان اصولوں کی نوعیت زیادہ تر اخلاقی ہے قانونی نہیں۔ ایسی صورت میں فطری طور پر یہ سوال ہمارے ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ دستور میں ان اصولوں کو شامل کرکے فائدہ کیا ہے۔ قانونی نکتہ نظر سے رہنمایانہ اصول کی افادیت کو دیکھتے ہیں تو ہمارے سوال کا جواب یہی ہوگا کہ ان اصولوں کا

کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ان کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ ہمارے ملک کی سیاسی زندگی میں ایک اہم رول ادا کئے ہیں۔ حسب ذیل نکات سے اُن کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

1) اگر چیکہ یہ اصول قابل انصاف نہیں ہیں، لیکن یہ حکومتوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایک پیمانہ فراہم کرتے ہیں اور عوام خود یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا انہیں اس موجودہ حکومتوں کو باقی رکھنا چاہیے یا آئندہ انتخاب میں اس سے چھٹکارا پانا چاہیے۔

2) رہنمایانہ اصول ہر بدلتی حکومت کے لیے ایک تیار منصوبہ فراہم کرتے ہیں۔ حکومت کو ازسرِ نو پالیسی یا ترقیاتی اصول وضع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح حکومت کے لیے فوری طور پر کام کرنے کی سہولت ان اصولوں سے ملتی ہے۔

3) یہ اصول ہندوستان کو ایک فلاحی مملکت بنانے کے لیے دستور سازوں کے خوابوں اور خواہشات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

3.2 رہنمایانہ اصولوں کی درجہ بندی

ہم سمجھنے کی سہولت کی خاطر رہنمایانہ اصولوں کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کرتے ہیں :

1) معاشی پالیسی سے متعلق اصول

2) گاندھیائی اصول

3) ماحول اور تاریخی عمارتوں کے تحفظ سے متعلق اصول

4) قانون، انصاف اور نظم و نسق سے متعلق اصول

5) بین الاقوامی امن اور سلامتی سے متعلق اصول

3.2.1 معاشی پالیسی سے متعلق اصول

عوام کی معاشی ترقی سے متعلق تمام رہنمایانہ اصولوں کو حسب ذیل اصولوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(a) دستور کی دفعہ 39 (a) میں کہا گیا ہے کہ مملکت تمام شہریوں، مرد و خواتین کو مناسب ذریعہ سے روزگار فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

(b) دفعہ 39 (b) میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ سماج کے مادی وسائل کی ملکیت اور نگرانی اس طرح سے ہو کہ اُس کا استعمال عام بھلائی کے لیے ہو۔

(c) دفعہ 39 (c) میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گی کہ دولت کا ارتکاز نہ ہو اور وسائل پیداوار عام بھلائی کے لیے استعمال ہوں۔

(d) دفعہ 39 (d) میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گی کہ بلاتخصیص جنس سب کو یکساں اجرت ملے۔ یعنی مساوی کام کے لیے مساوی اجرت ہو۔

(e) دفعہ 39 (e) میں کہا گیا ہے کہ مملکت مزدوروں، خواتین، بچوں کی صحت کا تحفظ کرے گی اور ان کو کسی بھی طرح کے استحصال سے بچائے گی۔

(f) دفعہ 39 (f) میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ بچوں کو صحت مندانہ ماحول میں شخصیت کی ترقی کے مواقع فراہم کیے جائیں گے اور نوجوانوں کو استحصال سے بچائے گی۔

(g) دفعہ 41 میں کہا گیا ہے کہ مملکت اپنے معاشی حدود میں کام کے حق کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گی اور بے روزگاری، بڑھاپے، بیماری وغیرہ میں امداد فراہم کرے گی۔

(h) دفعہ 42 میں کہا گیا ہے کہ مملکت کام کے انسانی و منصفانہ شرائط و حالات کو یقینی بنائے گی اور خواتین کو مادرانہ سہولتیں و آرام بہم پہنچائے گی۔

(i) دفعہ 43 میں کہا گیا ہے کہ مملکت صنعتی انتظامیہ میں مزدوروں کو جگہ دینے کے لیے مناسب قانون سازی کرے گی۔ اس کے علاوہ اعلیٰ معیار زندگی، سماجی و تہذیبی مواقعوں اور فرصت کے اوقات مہیا کرنے کی کوشش کرے گی۔

یہ تمام رہنمایانہ اصول دراصل معاشی معیار اور ترقی کو حاصل کرنے کے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔

2) گاندھیائی اصول

تہذیبی، تعلیمی و سماجی بھلائی کے اقدامات کے لیے دیئے گئے رہنمایانہ اصولوں کو گاندھیائی اصول کہا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں

1) دفعہ 40 میں کہا گیا ہے کہ مملکت دیہی پنچایتوں کو قائم کرنے کی کوشش کرے گی اور حکومت خود اختیاری (Local Self Government) کے طور پر کام کرنے کے لیے انھیں ضروری اختیارات حوالے کرے گی۔

2) دفعہ 43 میں کہا گیا ہے کہ مملکت دیہی علاقوں میں چھوٹے پیمانے کی گھریلو صنعتوں کو قائم کرنے کی کوشش کرے گی۔

3) دفعہ 45 میں کہا گیا ہے کہ مملکت 14 سال سے کم عمر تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

4) دفعہ 46 میں کہا گیا ہے کہ مملکت کمزور طبقات، خصوصاً درج فہرست ذاتوں اور قبائل (SC اور ST) کے تعلیمی و معاشی مفادات کے تحفظ کی کوشش کرے گی اور انھیں سماجی انصاف دلائے گی۔

5) دفعہ 47 میں کہا گیا ہے کہ مملکت عوام کے معیار زندگی اور تغذیہ Nutrition کی سطح کو بلند کرنے کی کوشش کرے گی اور عوامی صحت کو بہتر بنائے گی۔

6) دفعہ 47 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مملکت نشہ بندی کو لاگو کرنے کی کوشش کرے گی۔

7) دفعہ 48 میں کہا گیا ہے کہ مملکت زراعت اور افزائش نسل مویشیاں کو جدید و سائنٹفک خطوط پر منظم کرنے کی کوشش کرے

گی، خصوصاً ذبیحہ گاؤ پر امتناع عائد کرے اور مویشیوں کی نسل کی افزائش کرے۔

3) ماحول اور تاریخی عمارتوں کے تحفظ سے متعلق اصول

1) دفعہ 48 (A) میں کہا گیا ہے کہ مملکت ماحول، جنگلات اور جنگلی جانوروں (Wild Life) کے تحفظ کے اقدامات کرے گی اور ان کو فروغ دے گی۔

2) دفعہ 49 میں کہا گیا ہے کہ مملکت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ فنکاری اور تاریخی اعتبار سے اہم اور جنھیں قومی اعتبار سے اہم قرار دیا گیا ہو کی حفاظت کرے۔

4) قانون انصاف اور نظم و نسق سے متعلق اصول

1) دفعہ 39 (A) میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کو یقینی بنائے کہ قانون نظام مساوی مواقعوں کی بنیاد پر انصاف کو فروغ دے اور مناسب قانون سازی یا اسکیمات کے ذریعہ مفت قانونی امداد فراہم کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ انصاف حاصل کرنے کے مواقع تمام شہریوں کو ملے۔

2) دفعہ 44 میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کی کوشش کرے کہ پورے ملک میں تمام شہریوں کے لیے یکساں شہری قانون (Uniform Civil Code) ہو۔

3) دفعہ 50 میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ عوامی خدمات میں عدلیہ عاملہ سے الگ ہو۔

5) بین الاقوامی امن اور سلامتی سے متعلق اصول

دفعہ 51 میں کہا گیا ہے کہ مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ :

1) عالمی امن اور سلامتی کو فروغ ہو۔

2) قوموں کے درمیان منصفانہ اور باوقار تعلقات ہوں۔

3) ایک دوسرے کے درمیان تعلقات میں بین الاقوامی قانون اور معاہدات کا احترام ہو۔

4) ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کا تصفیہ ہو۔

مندرجہ بالا تفصیل سے مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اگرچیکہ یہ قابل انصاف نہیں ہیں لیکن ان کے پیچھے سماجی واخلاقی دباؤ ہے جو حکومت کو اس بات کے لیے مجبور کرتا ہے کہ حکومت پالیسی سازی میں ان اصولوں کو ملحوظ رکھے۔

3.3 رہنمایانہ اصولوں پر تنقید

دستور کے چوتھے حصے میں دیئے گئے رہنمایانہ اصولوں پر حسب ذیل تنقید کی جاتی ہے :

1) مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں کی عمل آوری کے لیے کوئی قانونی جبر نہیں ہے، بلکہ یہ صرف ایک طرح سے مقدس نیک خواہشات ہیں جنھیں دستور ساز حکومت سے رکھتے ہیں۔

2) ان کا انحصار حکمرانوں کی اخلاقی ذمہ داری پر ہے۔ چنانچہ عملی طور پر ان کی کوئی خاص قانونی حیثیت نہیں ہے۔

3) دستور میں اگر ان باتوں کا ذکر نہیں ہوتا جو رہنمایانہ اصولوں میں ہیں تو بھی ہر حکومت اُن کو پورا کرنے کے لیے پابند و مجبور ہوتی، چوں کہ ان کا تعلق ذمہ دارانہ حکومت اور عوامی فلاح سے ہے۔ اس لیے کوئی بھی حکومت ان کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ رہنمایانہ اصولوں کا دستور میں تذکرہ محض دستور کو طوالت عطا کرتا ہے۔

اس تنقید کے باوجود ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ یہ اصول حکومتوں کی کارکردگی کو جانچنے کا پیمانہ ہے اور یہ ہندوستان میں فلاحی مملکت کی بنیاد ڈالتے ہیں اور یہ حکومت کے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔

3.4 رہنمایانہ اصولوں کی عمل آوری

اگرچہ کہ رہنمایانہ اصول قابل انصاف نہیں ہیں، اس کے باوجود ان کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ وسائل پیداوار کو سماج کے ہاتھوں میں دینے کی غرض سے زمین داری نظام کو ختم کرتے ہوئے تحدید اراضی قوانین (Land Ceiling Acts) نافذ کیے گئے۔ بینکوں اور صنعتوں کو قومیا (Nationalized) لیا گیا۔ تا کہ دولت کا استعمال عام اور سماجی بھلائی کے لیے ہو۔ مساوی کام کے لیے مساوی اجرت کو یقینی بنانے کے لیے کم سے کم اجرت قانون (Minimum Wages 1948 Act) کو نافذ کیا گیا۔ دیہی علاقوں میں غریب خاندانوں کو روزگار فراہم کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً کئی پروگرام بنائے گئے۔ جیسے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام Integrated Rural Development Programme (IRDP)، (RLEGP) Rural Land Less Employment Guarantee Programme، جواہر روزگار یوجنا 1989 وغیرہ۔ چودہ سال سے کم عمر بچوں کے لیے ابتدائی تعلیم کو مفت اور لازمی قرار دیا گیا ہے۔ پسماندہ ذاتوں اور قبائل کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے چھوت چھات کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں اور قبائل (SC/ST) کے لیے نشستیں محفوظ رکھی گئی ہیں تا کہ سماجی انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے۔ کئی ایک ریاستوں میں گاؤکشی پر امتناع عائد ہے۔ نشہ بندی پر بھی بعض ریاستوں میں امتناع عائد ہے۔ چھوٹے پیمانے اور گھریلو صنعتوں کو ترقی دینے کی غرض سے کئی بورڈ اور ادارے قائم کیے گئے ہیں جیسے ہینڈی کرافٹس بورڈ، کھادی بورڈ وغیرہ۔ سماجی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق غریبوں کے لیے مفت قانونی امداد کا انتظام کیا گیا ہے۔ اقتدار کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے عدلیہ کو عاملہ سے علحدہ رکھا گیا ہے اور جمہوریت کو نچلی سطح تک قائم کرنے کے لیے پنچایتی راج نظام قائم ہے۔

1971ء میں کی گئی 25 ویں دستوری ترمیم اور 1976ء میں کی گئی 42 ویں ترمیم کے نتیجے میں اب بنیادی حقوق اور رہنمایانہ

اصولوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت میں رہنمایانہ اصولوں کو فوقیت حاصل ہوگی ہے۔ چنانچہ بنیادی حقوق کی دفعات 14 اور 19 رہنمایانہ اصولوں کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوں گے۔

3.5 رہنمایانہ اصول اور بنیادی حقوق میں فرق

بنیادی حقوق فرد کی ترقی کے لیے لازمی شرائط ہیں اور ان کی نوعیت سیاسی ہے۔ جب کہ رہنمایانہ اصولوں کی نوعیت مملکت کے لیے دستور کی جانب سے دیئے جانے والے ہدایات کی ہے۔ سماجی اور معاشی انصاف کو یقینی بنانا رہنمایانہ اصولوں کا مقصد ہے۔ اگر چیکہ بنیادی حقوق اور رہنمایانہ اصولوں کا مقصد صرف کی بہتری و ترقی ہے۔ لیکن دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔

1) بنیادی حقوق قابل انصاف ہیں، جب کہ رہنمایانہ اصول قابل انصاف نہیں۔ یعنی اگر ہمارے حقوق متاثر ہوتے ہیں تو عدلیہ ان کا تحفظ کرے گی اور اس غرض کے لیے عدالتیں خصوصی احکامات یا پروانے جاری کرسکتی (جن کا ذکر پچھلے سبق میں ہے) لیکن رہنمایانہ اصولوں کی عمل آوری کے لیے کوئی فرد عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتا، بلکہ یہ حکومت کی صوابدید پر منحصر ہیں۔

2) بنیادی حقوق حکومت کے اختیار پر ایک تحدید یا پابندی ہیں۔ جب کہ رہنمایانہ اصول حکومت کے اختیارات پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتے۔

3) بنیادی حقوق شہریوں کو عطا کیے گئے حقوق ہیں، جب کہ رہنمایانہ اصول مملکت کے لیے ہدایات ہیں۔

4) بنیادی حقوق کا مقصد ملک میں سیاسی جمہوریت قائم کرنا ہے جب کہ رہنمایانہ اصولوں کا مقصد سماجی و معاشی جمہوریت قائم کرنا ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

رہنمایانہ اصول سماجی و معاشی انصاف حاصل کرنے کے لیے مملکت کو دی گئی دستوری ہدایات ہیں۔ چنانچہ دستور کے چوتھے حصے میں تفصیل سے رہنمایانہ اصولوں کا تذکرہ ہے۔ رہنمایانہ اصول ملک میں سماجی و معاشی و جمہوریت قائم کرتے ہیں۔ یہ قابل انصاف نہیں ہیں۔ اس کے باوجود کوئی بھی حکومت پالیسی سازی میں ان اصولوں کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ رہنمایانہ اصولوں کو ملک میں سماجی و معاشی ترقی کا ایک پیانہ اور کسوٹی سمجھا گیا ہے۔

5 زائد معلومات

ہندوستانی دستور میں رہنمایانہ اصولوں کو آئیرلینڈ کے 1937ء کے دستور سے متاثر ہوکر شامل کیا گیا ہے۔ 42ویں ترمیم کی وجہ سے بنیادی حقوق پر رہنمایانہ اصولوں کو فوقیت حاصل ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Nutrition	نیوٹریشن	تغذیہ	ضروری وٹامن اور دیگر مرکبات سے بھرپور غذا
Uniform Civil Code	یونیفارم سیول کوڈ	یکساں شہری قانون	تمام شہریوں کے لیے ایک ہی دیوانی قانون۔ آج ہر مذہب کے افراد کے لیے اُن کا مذہبی قانون رائج ہے۔ یکساں سیول کوڈ کے نتیجے میں پورے ملک میں تمام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون کا نفاذ ہوگا۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا جواب ایک سطر یا ایک جملہ میں دیجیے۔

1) مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصول دستور کے کونسے حصے میں ہیں۔
2) رہنمایانہ اصول کے دفعات کونسے ہیں۔
3) بنیادی حقوق اور رہنمایانہ اصولوں کا ایک اہم فرق بتلایئے۔
4) کونسی دفعہ میں 14 سال سے کم عمر بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کی ہدایت دی گئی ہے۔
5) دفعہ 44 میں کیا کہا گیا ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطروں میں دیجیے۔

1) رہنمایانہ اصول کے معنی اور اہمیت بیان کیجیے۔
2) رہنمایانہ اصولوں میں گاندھیائی اصول کیا ہیں؟ لکھیے۔
3) رہنمایانہ اصولوں کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔
4) رہنمایانہ اصولوں کی عمل آوری کا جائزہ لیجیے۔
5) بنیادی حقوق اور رہنمایانہ اصول کے فرق کو واضح کیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) دستور ہند میں .... دستور سے رہنمایانہ اصولوں کو لیا گیا ہے۔
2) .... ترمیم کی وجہ سے بنیادی حقوق پر رہنمایانہ اصولوں کو فوقیت حاصل ہے۔
3) دفعہ .... کے مطابق مملکت گھریلو صنعتیں قائم کرنے کی کوشش کرے گی۔
4) زمین داری نظام کو ختم کرنے کے لیے .... قوانین نافذ کیے گئے۔
5) رہنمایانہ اصولوں کا مقصد ملک میں .... جمہوریت کو قائم کرنا ہے۔
6) دفعہ 40 کے مطابق مملکت .... قائم کرنے کی کوشش کرے گی۔
7) رہنمایانہ اصول عدالت کے ذریعہ .... نہیں ہیں۔

سبق 8 صدر جمہوریہ ہند

President of India

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 صدر جمہوریہ کے لیے ضروری اہلیتیں

3.2 انتخاب کا طریقہ

3.3 معیاد تنخواہ اور ہٹانے کا طریقہ

3.4 فرائض و اختیارات

3.4.1 عاملانہ اختیارات

3.4.2 قانون سازی کے اختیارات

3.4.3 مالی اختیارات

3.4.4 عدالتی اختیارات

3.4.5 ایمرجنسی اختیارات

3.5 نائب صدر جمہوریہ

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ صدر جمہوریہ ہند کے فرائض واختیارات اور انتخاب کے طریقے کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

آزادی کے بعد ہندوستان میں پارلیمانی جمہوریت کو اپنایا گیا۔ پارلیمانی جمہوریت میں دو صدر عاملہ ہوتے ہیں ایک نمائشی اور دوسرا حقیقی۔ صدر جمہوریہ ہند نمائشی اور دستوری صدر عاملہ ہوتا ہے جب کہ وزیر اعظم اور اُس کی مجلس وزراء حقیقی عاملہ کہلاتے ہیں۔ برطانیہ میں ملکہ الزبیتھ یا تاج برطانیہ نمائشی اور دستوری اقتدار اعلیٰ کی مثال ہے۔

صدر جمہوریہ ہند صدر مملکت ہے، جب کہ وزیر اعظم سربراہ حکومت ہے۔ ہندوستان میں صدر کا عہدہ منتخبہ ہے جب کہ برطانیہ میں ملکہ یا تاج برطانیہ وراثتی یا خاندانی ہوتے ہیں۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے :

3.1 صدر جمہوریہ کے لیے ضروری اہلیتیں

صدر جمہوریہ ہند کے لیے ضروری ہے کہ

1) وہ ہندوستان کے شہری ہوں
2) انتخاب کے وقت اُن کی عمر سال ہو
3) وہ مرکزی یا ریاستی حکومتوں میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز نہ ہوں
4) کسی عدالت نے انھیں مجرم قرار نہ دیا ہو۔
5) وہ صحیح الدماغ ہوں۔

اس کے علاوہ صدارتی انتخاب قانون کے مطابق صدارتی امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ اُس کی امیدواری کی کم از کم 20 رائے دہندے تجویز کریں اور کم از کم 20 رائے دہندے اُس تجویز کی تائید کریں۔ اس کے علاوہ صدارتی امیدوار کم از کم -/15000 روپے کی رقم بطور ضمانت جمع کروادیں اور اگر وہ جملہ ووٹوں کا 1/6 سے کم ووٹ حاصل کرتا ہو تو یہ رقم ضبط کی جائے گی۔

3.2 انتخاب کا طریقہ

ہندوستان کے صدر کا انتخاب راست عوام کے ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ بالراست طور پر ایک انتخابی کالج (Electoral

(College) کے ذریعہ ہوتا ہے۔انتخابی کالج حسب ذیل اراکین پر مشتمل ہوتا ہے۔

1) تمام ریاستوں کی اسمبلیوں کے منتخبہ اراکین

2) پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے منتخبہ اراکین

صدر کے انتخاب کے لیے پہلے تو پارلیمنٹ اور ہر اسمبلی کے اراکین کے ووٹ کی قدر معلوم کی جاتی ہے۔ووٹ کی قدر معلوم کرنے کا طریقہ کار حسب ذیل ہے :

$$\text{رکن اسمبلی کے ووٹ کی قدر} = \frac{\text{ریاست کی جملہ آبادی}}{\text{اسمبلی کے جملہ منتخبہ اراکین کی تعداد}} \div 1000$$

$$\text{رکن پارلیمنٹ کے ووٹ کی قدر} = \frac{\text{تمام اسمبلیوں کے اراکین کے ووٹ کی جملہ قدر}}{\text{پارلیمنٹ کے جملہ منتخبہ اراکین کی تعداد}}$$

اس طریقے کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ایک رکن اسمبلی کے ووٹ کی قدر پارلیمنٹ کے رکن کے ووٹ کی قدر کے مساوی ہو تا کہ صدر کے انتخاب میں ریاستوں کو کوئی برتر موقف حاصل نہ ہونے پائے۔

اس کے علاوہ صدارتی امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم سے کم ووٹ کا ایک مقررہ کوٹہ (Quota) حاصل کرلے۔کوٹہ کا تعین حسب ذیل ضابطہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

$$\text{کوٹہ} = \frac{\text{ڈالے گئے جملہ ووٹ}}{\text{منتخب ہونے والے اراکین کی تعداد} + 1} \quad \text{یا} \quad \frac{\text{ڈالے گئے جملہ ووٹ}}{1 + 1}$$

صدر کا انتخاب واحد قابل انتقال ترجیحی ووٹ (Single Transferable Preferential Vote) کے ذریعہ ہوتا ہے۔یعنی ہر رائے دہندہ (Voter) بیالٹ پیپر (پرچہ ووٹ) پر دیئے گئے تمام امیدواروں کے لیے اپنا ترجیحی ووٹ استعمال کرے گا۔چنانچہ پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی (جتنے امیدوار ہوں اتنی ترجیح) ترجیح کے ووٹ گنے جاتے ہیں اگر پہلی ترجیح میں بھی کسی کو متعینہ کوٹہ کے برابر ووٹ حاصل ہو جائیں تو دوسرے+ترجیحی ووٹوں کی گنتی نہیں ہوگی۔ورنہ ترجیحات کی گنتی اس وقت تک جاری رہے گی

جب تک کہ کسی کو کوٹہ حاصل نہ ہو جائے اور اس عمل کے دوران سب سے کم ووٹ لانے والے امیدوار کے ووٹ دوسروں میں تقسیم کرتے ہوئے اس امیدوار کو گنتی یا مقابلے سے خارج کیا جاتا ہے۔

انتخابات کے بعد منتخبہ صدر کو سپریم کورٹ آف انڈیا کے چیف جسٹس کی جانب سے عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا جاتا ہے۔

3.3 معیاد تنخواہ اور ہٹانے کا طریقہ

صدر جمہوریہ ہند کے عہدے کی معیاد پانچ سالہ ہے۔ لیکن وہ دوسری معیاد کے لیے بھی مقابلہ کرسکتا ہے۔ صدر کا عہدہ تین وجوہات سے خالی ہوسکتا ہے۔

1) صدر کے انتقال کی صورت میں صدر کا عہدہ خالی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں نائب صدر، صدر کا عہدہ سنبھالتا ہے اور چھ ماہ کی مدت میں تازہ انتخاب کے ذریعہ نئے صدر کو منتخب کرلیا جاتا ہے۔

2) صدر استعفیٰ دے سکتا ہے۔ صدر تحریری طور پر اپنا استعفیٰ نائب صدر کو بھیجتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی نائب صدر کارگزار صدر کے طور پر صدر کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے اور چھ ماہ کی مدت میں تازہ انتخاب کے ذریعہ نئے صدر کو منتخب کرلیا جاتا ہے۔

مواخذہ (Impeachment) : صدر کو نہ تو ہندوستان کی کسی عدالت میں طلب کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے خلاف کوئی مقدمہ کسی عدالت میں چلایا جاسکتا ہے۔ اسی لیے اگر صدر اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرے تو دستور کی خلاف ورزی کے الزام کے تحت پارلیمنٹ میں اس کے خلاف مقدمہ کی کارروائی کی جاتی ہے جسے مواخذہ کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کا کوئی بھی ایوان صدر کے خلاف الزامات وضع کرسکتا ہے۔ دوسرا ایوان ان الزامات کی چھان بین کرے گا اور صدر کو چودہ دن کی نوٹس اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے جاری کرے گا۔ اگر یہ دوسرا ایوان صدر کی صفائی سے مطمئن نہ ہو تو وہ ایوان اپنی دو تہائی اکثریت سے صدر کو ہٹانے کے لیے قرارداد منظور کرے گا اور اس کے ساتھ ہی صدر کا عہدہ خالی سمجھا جائے گا اور نائب صدر کارگزار صدر کے طور پر عہدہ کا حلف لے گا۔

تنخواہ اور الاونس : صدر جمہوریہ کو ماہانہ تنخواہ کے علاوہ مفت رہائش اور دیگر سہولتیں دستیاب ہوں گی۔ ابتداء میں صدر جمہوریہ کی تنخواہ دس ہزار روپیے ماہانہ تھی۔ 1988ء میں اسے بڑھا کر 20,000 روپیے کیا گیا۔ لیکن اگست 1998ء میں تنخواہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 50,000 (پچاس ہزار روپیے) ماہانہ کردیا گیا۔ صدر جمہوریہ کی رہائش گاہ کو راشٹر پتی بھون کہتے ہیں۔ معیاد کے اختتام پر صدر کو سالانہ وظیفہ اور دیگر دفتری سہولتیں بھی حاصل ہوں گی۔

3.4 فرائض و اختیارات

صدر جمہوریہ ہند اگرچیکہ مملکت کے دستوری سربراہ ہیں، لیکن ان کو دستور کے تحت کئی فرائض و اختیارات حاصل ہیں۔ جو اس طرح سے ہیں :

3.4.1 عاملانہ اختیارات (Executive Powers)

صدر جمہوریہ ہند مرکزی عاملہ کے سربراہ ہیں اور اس حیثیت میں انھیں کئی ایک عاملانہ فرائض و اختیارات خصوصاً اختیارات تقرر حاصل ہیں۔ نظم ونسق کو چلانے کے لیے وہ حسب ذیل تقررات کرتے ہیں۔

1) وزیراعظم اور اس کے مشورے سے دیگر وزراء کا تقرر کرتے ہیں۔ وہ پارلیمنٹ میں اکثریتی گروہ کے لیڈر کو وزیراعظم مقرر کرتے ہیں اور اسے حکومت تشکیل دینے کے لیے کہتے ہیں۔

2) ریاستی گورنروں کا تقرر

3) یونین کے علاقوں کے لیفٹنٹ گورنر اور چیف کمشنرس کا تقرر کرتے ہیں۔

4) سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور ججس کا تقرر کرتے ہیں۔

5) اٹارنی جنرل آف انڈیا کا تقرر

6) کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل آف انڈیا کا تقرر

7) یونین پبلک سروس کمیشن کے چیرمین اور اراکین کا تقرر

8) مالی کمیشن کے چیرمین و اراکین کا تقرر

9) بری، بحری و فضائی افواج کے سربراہوں کا تقرر

10) دوسرے ممالک کو بھیجے جانے والے سفیروں کا تقرر

11) دوسرے ممالک سے ہندوستان آنے والے سفیروں کے کاغذات نامزدگی کو قبول کرنا

12) صدر جمہوریہ ہند ہندوستانی مسلح افواج کے کمانڈر ان چیف ہوتے ہیں۔

13) مجلس وزراء سے مشورے کے ذریعہ اعلان جنگ کا یا دوسرے ممالک سے معاہدات کا اختیار حاصل ہے۔

3.4.2 قانون سازی کے اختیارات (Legislative Powers)

صدر چوں کہ پارلیمنٹ کا ایک لازمی جز ہوتا ہے اس لیے اسے قانون سازی کے وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

1) صدر انتخابات کے بعد پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس اور ہر سال کے پہلے اجلاس کو مخاطب کرتا ہے جس میں عموماً وہ حکومتی پالیسیوں اور اقدامات سے پارلیمنٹ کو مطلع کرتا ہے۔

2) وہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اجلاس کو طلب اور ملتوی کرسکتا ہے۔

3) وہ وزیراعظم کے مشورے پر لوک سبھا کو تحلیل کرسکتا ہے۔

4) وہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کو مخاطب کرسکتا ہے یا انھیں اپنا پیغام بھیج سکتا ہے۔

5) وہ اینگلو انڈین طبقہ کے دو ارا کین کو لوک سبھا کے لیے اور زندگی کے مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے والے 12 ارکان کو راجیہ سبھا کے لیے نامزد کر سکتا ہے۔

6) صدر کی دستخط کے بغیر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظورہ کوئی بھی مسودہ قانون نہیں بن سکتا۔

7) گورنر کی جانب سے بھیجے جانے والے ریاستی مسودہ قوانین صدر کی دستخط سے ہی قانون بنتے ہیں۔

8) پارلیمنٹ کا اجلاس اگر نہیں ہو رہا ہو تو صدر آرڈیننس Ordinance جاری کرتا ہے۔

3.4.3 مالی اختیارات (Financial Powers)

صدر کو مالی معاملات میں بھی اہم اختیارات حاصل ہیں۔

1) سالانہ بجٹ پارلیمنٹ میں صدر کے نام سے پیش کیا جاتا ہے۔

2) سالانہ مالی تختہ (Annual Financial Statement) صدر کے نام سے ہی پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔

3) کوئی بھی مالی بل پارلیمنٹ میں صدر کی قبل از قبل منظوری کے بغیر پیش نہیں کیا جاتا۔

4) مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالی وسائل کی تقسیم کے لیے صدر مالی کمیشن (Finance Commission) کا تقرر ہر پانچ سال میں ایک بار کرتا ہے۔

5) وہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان آمدنی ٹیکس (Income Tax) کے حصوں کو تقسیم کرتا ہے۔

6) ہندوستان کا مجمد فنڈ (Consolidate Fund of India) صدر کی نگرانی میں ہوتا ہے۔

3.4.4 عدالتی اختیارات (Judicial Powers)

صدر جمہوریہ کو حسب ذیل عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔

1) سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور ججس کا تقرر کرتے ہیں۔

2) عدالت کی جانب سے دی جانے والی سزاؤں کی تبدیلی یا اُسے معاف کرنے کا اختیار صدر کو حاصل ہے۔

3.4.5 ایمرجنسی اختیارات (Emergency Powers)

صدر جمہوریہ کے تمام اختیارات میں سب سے اہم اختیارات ہنگامی اختیارات ہیں جو عام طور پر ایمرجنسی اختیارات کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ چنانچہ صدر کو تین طرح کے ہنگامی اختیارات حاصل ہیں :

(1) قومی ایمرجنسی (2) ریاستی یا دستوری ایمرجنسی (3) مالی ایمرجنسی

1) قومی ایمرجنسی (National Emergency): دستور کی دفعہ 352 کے مطابق اگر صدر جمہوریہ ہند اس بات سے مطمئن ہوں کہ ملک کی سلامتی کو بیرونی حملے یا داخلی بغاوت یا شورش سے خطرہ ہو تو وہ ملک ہنگامی حالات کے نفاذ کا اعلان

کرتے ہیں ۔ایسی صورت میں اس کے حسب ذیل اثرات ہوتے ہیں۔

(الف) دستور ہند کی دفعہ 19 کے تحت دی گئی شہری آزادیاں معطل ہو جاتی ہیں۔

(ب) ملک کا وفاقی ڈھانچہ وحدانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور مرکزی پارلیمنٹ کو ریاستی موضوعات میں مداخلت یا قانون سازی کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

(ج) مرکزی حکومت ریاستوں کو احکامات یا ہدایات جاری کرسکتی ہے۔

2) دستوری یا ریاستی ایمرجنسی (Constitutional or State Emergency): دستور ہند کی دفعہ 356 کے مطابق اگر صدر جمہوریہ ہند اس بات سے مطمئن ہو کہ کسی ریاست کی دستوری مشنری ناکام ہو چکی ہے یا دستور کے مطابق حکومت نہیں چلائی جاسکتی تو عموماً گورنر کی رپورٹ اور وزیر اعظم کے تحریری مشورے پر ریاستی ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کرتے ہیں ۔ایسے اعلان کی صورت میں

(الف) ریاست کی منتخبہ حکومت برخواست ہو جاتی ہے اور صدر گورنر کے ذریعہ ریاستی حکومت کو خود اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

(ب) ریاستی اسمبلی کو یا تو معطل کیا جاتا ہے پھر تحلیل کیا جاسکتا ہے۔دونوں ہی صورتوں میں ریاستی موضوعات پر قانون سازی کا اختیار مرکزی پارلیمنٹ کو حاصل ہو جاتا ہے۔اسی طرح ریاستی موازنہ (بجٹ) بھی پارلیمنٹ ہی منظور کرتی ہے۔

3) مالی ایمرجنسی (Financial Emergency): صدر اگر اس بات سے مطمئن ہو کہ ملک کی مالی حالت بہت ہی خراب ہے اور ملک کے مالی استحکام کو خطرہ ہے تو وہ ملک میں مالی ہنگامی حالات کے نفاذ کا اعلان کرتا ہے۔ مالی ایمرجنسی کے اثرات حسب ذیل ہوتے ہیں :

(الف) مرکز اور ریاستوں میں خدمات انجام دے رہے عوامی خدمات کے ملازمین کی تنخواہوں اور بھتوں میں کمی کی جاسکتی ہے۔

(ب) سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس کی تنخواہوں میں کمی کی جاسکتی ہے جو کہ عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا ہے۔

(ج) ریاستی مالی مسودات (بجٹ) مرکز کی منظوری کے تابع ہوتے ہیں۔

(د) مرکزی حکومت مالیہ کے استعمال کے متعلق ریاستی حکومتوں کو ہدایات جاری کرسکتی ہے۔

3.5 نائب صدر (Vice President)

صدر کے فرائض و ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹانے اور اُس کی عدم موجودگی میں صدر کے فرائض انجام دینے کے لیے ایک نائب صدر بھی ہوتا ہے۔ نائب صدر کے لیے بھی شرائط اور اہلیتیں وہی ہیں جو کہ صدر کے لیے ہیں ۔ نائب صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے

دونوں ایوان لوک سبھا اور راجیہ سبھا مشترکہ طور پر کرتے ہیں۔ نائب صدر کی معیاد عہدہ پانچ سال ہے۔ اُس کو ہٹانے کا طریقہ وہی ہے جو صدر کو ہٹانے کا ہے۔

نائب صدر کے فرائض

1) نائب صدر بہ اعتبار عہدہ راجیہ سبھا کا صدر نشین (چیرمن) ہوتا ہے وہ راجیہ سبھا کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور اُس کی کارروائی چلاتا ہے۔ ایوان میں نظم وضبط برقرار رکھتا ہے اور راجیہ سبھا سے صدر یا لوک سبھا کو بھیجے جانے والی مراسلت پر وہی دستخط کرتا ہے۔ راجیہ سبھا اپنے اراکین میں سے ایک کو نائب صدر نشین (ڈپٹی چیرمن) منتخب کرتی ہے جو نائب صدر کی موجودگی میں راجیہ سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی چلانے کے لیے ذمہ دار ہے۔

2) اگر کسی وجہ سے صدر جمہوریہ ہند کا عہدہ خالی ہوتا ہو تو ایسی صورت میں نائب صدر کارگزار صدر (Acting President) کی حیثیت میں صدر کے فرائض انجام دیتا ہے اور اس دوران وہ نائب صدر کی حیثیت میں راجیہ سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی نہیں چلائے گا۔ لیکن نائب صدر صرف چھ ماہ تک ہی کارگزار صدر کے طور پر کام انجام دیتا ہے۔ اس مدت میں نئے صدر کا انتخاب ضروری ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان میں پارلیمانی جمہوریت کے طریقے کے مطابق دو عاملہ ہیں ایک نمائشی و دستوری اور دوسرے حقیقی یا سیاسی۔ صدر جمہوریہ مملکت کا سربراہ اور دستوری صدر ہوتا ہے۔ اُس کے نام سے حکومتی اختیارات کو وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ (Cabinet) استعمال کرتی ہے۔ صدر کا انتخاب ایک الکٹورل کالج ایک خاص طریقے کے مطابق کرتا ہے۔ صدر کو ہٹانے کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو حاصل ہے جسے مواخذہ کہتے ہیں۔ صدر کی معیاد پانچ سالہ ہوتی ہے۔ دستوری طور پر صدر کو کئی ایک عاملانہ قانون سازی، مالی، عدالتی اور ایمرجنسی کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ صدر کی عدم موجودگی میں صدر کے فرائض انجام دینے کے لیے ایک نائب صدر بھی ہوتا ہے۔ وہ راجیہ سبھا کا صدر نشین بھی ہوتا ہے اور راجیہ سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی چلاتا ہے۔

5 زائد معلومات

ڈاکٹر راجندر پرشاد دو معیاد کے لیے صدر رہے ہیں۔ اب تک کے تمام صدور کی تفصیل اس طرح سے ہے :

نام صدر	دور	معیاد
ڈاکٹر راجندر پرشاد	1950-62	2
ڈاکٹر ایس۔ رادھا کرشنن	1962-67	1

ڈاکٹر ذاکر حسین	1967-69	1
مسٹر وی۔وی۔ گیری	1969-74	1
مسٹر فخر الدین علی احمد	1974-77	1
مسٹر نیلم سنجیوا ریڈی	1977-82	1
مسٹر گیانی ذیل سنگھ	1982-87	1
مسٹر آر۔وینکٹ رامن	1987-92	1
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	1992-97	1
مسٹر کے۔آر۔نارائینن	1997	

صدر کے بتائے گئے تمام اختیارات صرف دستوری ہیں۔ان اختیارات کو درحقیقت وزیر اعظم استعمال کرتا ہے۔صدر کے نام سے وزیر اعظم ان اختیار کو استعمال کرتا ہے۔صدر وزیر اعظم کے مشورے پر ہی تمام تقررات عمل میں لاتا ہے۔اس کے علاوہ دستور کی 42ویں ترمیم کے ذریعہ صدر کو وزیر اعظم اور کابینہ کے مشورہ کا پابند بھی کیا گیا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Cabinet	کیبنٹ	کابینہ	پارلیمانی حکومت میں وزیر اعظم کی قیادت میں مجلس وزراء میں تجربہ کار وزراء کا ایک چھوٹا حلقہ ہوتا ہے جو حکومت کی پالیسی اور پروگراموں کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔Cabin دراصل ایک چھوٹے کمرے کو کہتے ہیں۔
Impeachment	امپیچ منٹ	مواخذہ	یہ صدر کو ہٹانے کا ایک خاص طریقہ ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے یا ایک سطر میں دیجیے۔

1) آزادی کے بعد ہندوستان میں کونسی جمہوریت کو اپنایا گیا۔

2) ہندوستان کے صدر کی مثال کس سے دی جاسکتی ہے۔

3) صدر کو کون منتخب کرتے ہیں۔

4) صدر کا انتخاب کونسے ووٹ کے ذریعہ ہوتا ہے۔
5) صدر کو حلف کون دلاتا ہے۔
6) کون دو معیاد کے لیے صدر رہے ہیں۔
7) دوسرے ممالک کو بھیجے جانے والے سفیروں کا تقرر کون کرتے ہیں۔
8) قومی ایمرجنسی کے شرائط کیا ہیں۔
9) سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس کی تنخواہوں میں کب کمی کی جاسکتی ہے۔
10) راجیہ سبھا کے اجلاسوں کی صدارت کون کرتے ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا تقریباً 15 سطور میں جواب دیجیے۔

1) صدر کے انتخاب کے طریقے کو بیان کیجیے۔
2) صدر کے عاملانہ فرائض بیان کیجیے۔
3) صدر کے ایمرجنسی اختیارات بیان کیجیے۔
4) نائب صدر کے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
5) صدر کے عدالتی اور مالی اختیارات کا جائزہ لیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) صدر کے لیے ضروری ہے کہ اُس کی عمر .... ہو۔
2) .... رقم بطور ضمانت صدارتی اُمیدوار کو جمع کروانا ہوتا ہے۔
3) صدر کا انتخاب .... ووٹ کے ذریعہ ہوتا ہے۔
4) نائب صدر .... مدت تک صدر کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔
5) قومی ایمرجنسی کے دوران .... آزادیاں معطل ہو جاتی ہیں۔
6) صدر .... طبقہ کے دو اراکین کو لوک سبھا کے لیے نامزد کرتا ہے۔
7) صدر اپنا استعفیٰ .... کو بھیجتا ہے۔

سبق 9 وزیراعظم اور مجلس وزراء

Prime Minister and Council of Ministers

1 سبق کا خاکہ
2 تمہید
3 سبق کا متن
3.1 مجلس وزراء کی ساخت
3.2 مجلس وزراء - تقرر اور معیاد
3.3 مجلس وزراء اور کابینہ کا فرق
3.4 کابینہ کے فرائض
3.5 اجتماعی ذمہ داری اور مجلس وزراء
3.6 وزیراعظم - فرائض و اختیارات
3.7 مخلوط حکومتیں اور وزیراعظم
4 سبق کا خلاصہ
5 زائد معلومات
6 فرہنگ اصطلاحات
7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ وزیر اعظم کی شخصیت عہدہ اُس کے فرائض و اختیارات اور مجلس وزراء اور کابینہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

سابقہ سبق میں آپ نے صدر جمہوریہ کے متعلق پڑھا ہے۔ جس میں آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ صدر جمہوریہ صرف سربراہ مملکت ہوتا ہے جب کہ وزیر اعظم سربراہ حکومت ہوتا ہے۔ پارلیمانی حکومتوں میں ہی اس طرح کی تفریق ہوتی ہے۔ پچھلے سبق میں آپ نے یہ بھی پڑھا ہے کہ صدر وزیر اعظم کا اور اُس کے مشورے سے دیگر وزراء کا تقرر کرتا ہے اور صدر کے نام سے اُس کے تمام اختیارات کو دراصل وزیر اعظم ہی استعمال کرتا ہے۔ اس طرح تمام پارلیمانی حکومتوں میں حکومت کا بوجھ وزیر اعظم کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ حکومت کی کارکردگی کا انحصار وزیر اعظم کی شخصیت اُس کے سیاسی و انتظامی تجربے و صلاحیت پر ہوتا ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم کو پارلیمانی حکومت میں مرکزی محور کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ وہ سورج سیارہ کی طرح ہے جس کے اطراف دیگر تمام سیارے گردش کرتے ہیں۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 مجلس وزراء کی ترتیب

پارلیمانی حکومت میں وزیر اعظم حکومت چلانے کے لیے اپنے ساتھیوں کو بحیثیت وزیر مقرر کرتا ہے اور اُن میں مختلف قلمدان تقسیم کرتا ہے۔ مجلس وزراء وزیر اعظم کی نگرانی اور سرپرستی و رہنمائی میں کام کرتی ہے۔ مجلس وزراء وزیروں کی جماعت ہوتی ہے، جس میں کئی درجے کے وزیر ہوتے ہیں۔ مجلس وزراء میں تین درجے ہوتے (a) کابینی وزیر (Cabinet Minister) (b) مملکتی وزیر (Minister of State) (c) نائب وزیر (Deputy Minister)

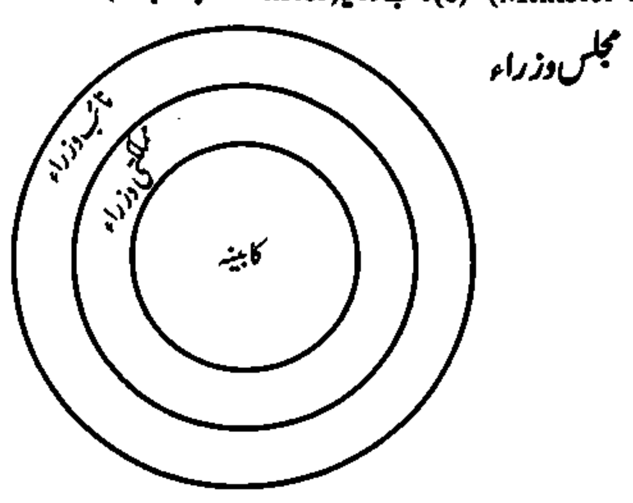

a) کابینی وزیر : یہ مجلس وزراء کے اہم ترین وزیر ہوتے ہیں۔جن کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔یہ تجربہ کار ماہر اور سینیر (Senior) وزیر ہوتے ہیں جن کے ذمہ اہم قلمدان ہوتے ہیں۔وقفہ وقفہ سے کابینہ کے اجلاس ہوتے ہیں جن کی صدارت وزیر اعظم کرتا ہے۔یہ راز داری اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں پر کام کرتی ہے۔کابینہ کا ہر وزیر تمام حکومتی پالیسیوں سے واقف ہوتا ہے۔کابینہ کے اجلاس میں صرف کابینی وزیر ہی شرکت کرتے ہیں۔اگر ضرورت ہو تو دوسرے وزراء کو بھی طلب کرلیا جاتا ہے۔وزیر اعظم ہر معاملے میں کابینی وزراء سے مشورہ کرتا ہے۔

b) مملکتی وزیر : مجلس وزراء میں وزراء کا یہ دوسرا درجہ ہے۔مملکتی وزیر بعض مرتبہ آزادانہ قلمدان کے حامل ہوتے ہیں۔یا انھیں تو کابینی درجہ کے وزیر کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔ایک ہی وزارت میں کابینی وزیر کے ماتحت ایک سے زائد مملکتی وزیر ہو سکتے ہیں۔یہ دراصل محکمے کے امور میں کابینی وزیر کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور کابینی وزیر کو جوابدہ ہوتے ہیں۔آزاد قلمدان کے وزیر کے اوپر کوئی کابینی وزیر نہیں ہوتا اسی لیے وہ اپنے محکمہ کا اعلیٰ ترین ذمہ دار فرد ہوتا ہے اور اپنی وزارت کی کارکردگی کے لیے وزیر اعظم کو ہی جوابدہ ہوتا ہے۔

c) نائب وزیر : مجلس وزراء میں یہ تیسرے درجے کے وزیر ہوتے ہیں جو مملکتی درجے کے وزیر اور کابینی وزیر کی مدد کرتے ہیں۔عموماً کم عمر اور غیر تجربہ کار سیاستدانوں کو تجربہ حاصل کرنے کے لیے نائب وزیر کا عہدہ دیا جاتا ہے۔راجیو گاندھی نے اپنے وزیر اعظم بننے کے بعد نائب وزیر کے عہدے کو ختم کردیا تھا اُس کے بعد سے مجلس وزراء اب صرف دو درجوں پر ہی مشتمل ہے کابینی وزیر اور مملکتی وزیر۔ذیل کے تمثیلی جدول سے مجلس وزراء کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

وزارت محکمہ	1	2	3
وزارت داخلہ	کابینی وزیر 1	مملکتی وزیر+ 1	نائب وزیر+ 1
وزارت خارجہ	کابینی وزیر 1	مملکتی وزیر+ 1	نائب وزیر+ 1
وزارت دفاع	کابینی وزیر 1	مملکتی وزیر+ 1	نائب وزیر+ 1
وزارت تعلیم	-	مملکتی وزیر 1	نائب وزیر+ 1
وزارت صحت	-	مملکتی وزیر 1	نائب وزیر+ 1

مجلس وزراء تقرر اور معیاد : دستور ہند کی دفعہ 74 کے مطابق صدر کو مشورہ دینے کے لیے ایک مجلس وزراء ہوگی جس کا سربراہ وزیر اعظم ہوگا۔تمام عاملانہ اختیارات رسمی طور پر صدر کو حاصل ہوتے ہیں۔چوں کہ ہمارے یہاں پارلیمانی حکومت ہے اس لیے تمام اختیارات عملاً وزیر اعظم استعمال کرتا ہے۔وزیر اعظم کا تقرر صدر کرتا ہے اور وزیر اعظم کے مشورے سے صدر دیگر وزراء کا تقرر کرتا ہے۔

صدر پارلیمنٹ میں اکثریتی جماعت یا گروہ کے قائد (Leader) کو حکومت تشکیل دینے کی دعوت دیتا ہے اور اُسے بحیثیت

وزیراعظم مقرر کرتا ہے۔ وزیراعظم اپنے وزراء کی فہرست صدر کے حوالے کرتا ہے اور صدر انہی کو وزیر مقرر کرنے اور عہدہ وراز داری کا حلف دلانے کے لیے پابند ہے۔ صدر اپنی مرضی سے اس فہرست میں کسی تبدیلی کا اختیار نہیں رکھتا۔ اگر کوئی فرد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سے کسی بھی ایوان کا رکن نہ بھی ہو تو اُسے وزیر مقرر کیا جاسکتا ہے، لیکن اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ چھ ماہ کے اندر اندر کسی بھی ایوان کی رکنیت حاصل کر لے۔ پارلیمنٹ میں اگر کسی جماعت یا گروہ کو قطعی یا واضح اکثریت حاصل نہ ہو تو ایسی صورت میں صدر کو وزیراعظم کے تقرر کے معاملے میں کچھ اختیار حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنے طور پر یہ طئے کرتا ہے کہ کسے وزیراعظم مقرر کیا جائے۔

دستوری طور پر وزیراعظم اور مجلس وزراء ''صدر کی خوشنودی'' تک عہدے پر برقرار رہ سکتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر وزیراعظم اور مجلس وزراء لوک سبھا کو جوابدہ ہوتے ہیں اور اُس وقت تک عہدہ پر برقرار رہتے ہیں جب تک کہ اس کا اعتماد یا تائید حاصل ہو۔ لوک سبھا میں وزیراعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد منظور کی جائے تو وزیراعظم کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے اور وزیراعظم کا استعفیٰ پوری وزارت کا استعفیٰ ہے۔ اس کے علاوہ اگر حکومت کی جانب سے پیش کردہ کسی مسودہ قانون کو نامنظور کیا جاتا ہو، یا بجٹ کو نامنظور کیا جاتا ہو، یا حکومت کی مخالفت کے باوجود کسی خانگی مسودہ قانون کو منظور کیا جاتا ہو تو بھی مجلس وزارت مستعفی ہو جاتی ہے۔ لوک سبھا کی معیاد پانچ سال ہوتی ہے اس لیے وزیراعظم اور مجلس وزراء بھی زیادہ سے زیادہ پانچ سال کے لیے کام کرتے ہیں۔

تنخواہ اور الاونس : وزیراعظم اور دیگر وزراء کی تنخواہوں کا تعین وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کرتی ہے۔

3.3 مجلس وزراء اور کابینہ کا فرق

کابینہ اور مجلس وزراء کی اصطلاحوں کو عام طور پر ایک ہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے۔ مجلس وزراء ایک بڑی جماعت ہوتی ہے جب کہ کابینہ اس کا ایک چھوٹا جز ہے۔ کابینہ وزارت کا اندرونی حلقہ ہے (جیسا کہ تصویر میں بتایا گیا ہے) مجلس وزراء میں وزراء کی تعداد اگر 60 یا اُس سے زیادہ ہو تو کابینی اراکین کی تعداد 12 تا 20 ہوتی ہے۔ کابینی وزیر اپنے قلمدان (Portfolio) محکمہ کے آزادانہ ذمہ داری سنبھالتے ہیں اور اہم قلمدان جیسے داخلہ، دفاع، مالیہ، ریلوے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ یہ عموماً وزیراعظم کی قریبی ساتھی اور بااعتماد افراد ہوتے ہیں۔ وزیراعظم تمام معاملوں میں ان سے صلاح ومشورہ کرتا ہے، جب کہ دوسرے وزراء سے مشورہ شاذ ونادر ہوتا ہے۔ کابینہ کے فیصلوں کا اطلاق تمام وزراء پر یکساں ہوتا ہے۔ کابینہ کے فیصلوں سے دوسرے وزراء کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کابینہ کے اجلاس وقفہ وقفہ سے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ ان اجلاسوں کی صدارت وزیراعظم کرتا ہے جب کہ پوری مجلس وزراء کا اجلاس کبھی نہیں ہوتا۔ کابینہ کے اجلاس رازدارانہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے کابینہ کے اجلاس میں کیے گئے فیصلوں سے وزیراعظم یا اُس کا نمائندہ ہی عوام کو واقف کرواتا ہے۔ کوئی بھی دوسرا کابینی وزیر کابینہ کے اجلاس میں طئے کیے گئے فیصلوں کے مطابق کسی کو نہیں بتا سکتا۔

3.4 کابینہ کے فرائض

پالیسی بنانا اور اُن کا اطلاق کرنا (نافذ کرنا) کابینہ کے دو اہم فرائض ہیں۔

a) پالیسی سازی : حکومت کے تمام پالیسی معاملات کو کابینہ ہی طئے کرتی ہے۔ کابینہ کے اجلاسوں میں مباحث اور غور وفکر کے ذریعہ پالیسیوں کو طئے کیا جاتا ہے۔ کابینی وزیر کو کسی بھی پالیسی سے اختلاف کا حق ہوتا ہے۔ لیکن ایک مرتبہ پالیسی طئے ہو جاتی ہے تو پھر سب کو اسے قبول کر لینا ہی پڑتا ہے۔ کسی بھی وزیر کو کابینی پالیسیوں پر کھلے عام تنقید کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اسی لیے کسی پالیسی کی ناکامی پر پوری کابینہ ذمہ داری قبول کرتی ہے اور لوک سبھا میں اس پالیسی کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور اکثریت اس کے خلاف ہو تو پوری کابینہ مستعفی ہو جاتی ہے۔ اس طرح پالیسیوں کے لیے کابینہ اجتماعی طور پر ذمہ دار ہوتی ہے۔

b) پالیسی کا نفاذ : جب کسی موضوع پر پالیسی بنائی جاتی ہے تو اس سے دوسرے وزراء کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس پالیسی کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے اپنے ماتحت سیول (دفتری) عملے کی مدد سے اس پالیسی کے نفاذ کو یقینی بناتے ہیں۔ اس طرح حکومت کا کام سیول سرونٹس کی مدد سے پورا ہوتا ہے۔ لیکن ان پر نگرانی اور کنٹرول کا کام وزراء انجام دیتے ہیں۔

3.5 اجتماعی ذمہ داری اور مجلس وزراء

پارلیمانی حکومت کی ایک اہم خصوصیت اجتماعی ذمہ داری ہے۔ یعنی مجلس وزراء پارلیمنٹ اجتماعی یا مشترکہ طور پر جوابدہ اور ذمہ دار ہے۔ کسی بھی ایک وزیر کی غلطی پوری وزارت کی غلطی سمجھی جاتی ہے۔ اگر پارلیمنٹ کسی وزیر کے خلاف تحریک ملامت منظور کرتی ہے، یا کسی بات کے لیے کسی ایک وزیر کو قصوروار ثابت کرتی ہے تو بھی پوری وزارت مستعفی ہو جاتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ پارلیمانی حکومت میں مجلس وزراء ایک ساتھ ڈوبتی اور ایک ساتھ تیرتی ہے۔

3.6 وزیر اعظم فرائض واختیارات

برطانیہ کے وزیر اعظم کی طرح وزیر اعظم ہندوستان کا عہدہ بااختیار اور حقیقی ہے۔ وہ حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حکومت کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار وزیر اعظم کی شخصیت اور کارکردگی پر ہوتا ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم کو ''کابینی کمان کا کلیدی ستون'' کہا گیا ہے۔ وہ نہ صرف اکثریتی پارٹی یا گروہ کا قائد ہوتا ہے بلکہ حکومت کا ترجمان اور قوم کا ہیرو بھی ہوتا ہے۔ اس کے فرائض واختیارات اس طرح سے ہیں

1) وہ مجلس وزراء کو تشکیل دیتا ہے۔
2) اپنے وزراء میں قلمدانوں (محکموں) کی تقسیم کرتا ہے۔
3) وہ وزراء کے درمیان ایک رابطہ کی کڑی ہوتا ہے۔

4) وہ صدر اور وزیر کے درمیان ایک رابطہ ہوتا ہے، کوئی بھی وزیر اس کی اجازت کے بغیر صدر جمہوریہ ہند سے ملاقات نہیں کرسکتا

5) وہ لوک سبھا کا قائد ہونے کی حیثیت سے اس کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔

6) وہ کابینہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتا۔

7) وہ جب چاہے اپنے ساتھی وزیروں کے استعفیٰ طلب کرسکتا ہے۔ان میں قلمدانوں کی ازسرنو تقسیم کرسکتا ہے۔

8) وہ صدر جمہوریہ کو وقتاً فوقتاً انتظامی مسائل وامور سے واقف کرواتے رہتا ہے۔

9) تمام تقررات کے لیے صدر کو مشورے دیتا ہے۔

10) پارلیمنٹ کو تحلیل یا طلب کرنے سے متعلق صدر کو مشورہ دیتا ہے۔

11) صدر کو تازہ انتخابات کے لیے مشورہ دیتا ہے۔

اس طرح ہندوستان میں وزیراعظم کا موقف نہایت ہی مضبوط ہے۔وہ ملک کا حقیقی حکمران ہے۔اسی لیے اسے وزیراعظم کی حکومت بھی کہا گیا ہے۔لیکن ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں اس کو مطلق العنان حکمران نہیں بننا چاہیے۔اگر وہ ایسا کرتا ہے تو عوام خود آئندہ انتخابات میں اس کو مزہ چکھائیں گے اس کو اور اس کی جماعت کو اقتدار سے بیدخل کردیں گے۔

3.7 مخلوط حکومتیں اور وزیراعظم

پارلیمنٹ میں اگر کسی ایک جماعت کو واضح اکثریت حاصل نہ ہو تو کئی جماعتیں مل کر ایک گروہ بنا لیتے ہیں اور اپنے قائد (لیڈر) کو منتخب کرلیتے ہیں جو حکومت تشکیل دیتا ہے۔ہندوستان میں 1951 سے 1977 تک ایک ہی جماعت کانگریس کی حکومت رہی ہے۔پہلی بار 1977 سے 1979 تک ایک مختصر عرصہ کے لیے مخلوط حکومت بنائی گئی تھی جس کے سربراہ مرارجی دیسائی تھے۔اسی طرح 1989 سے 1990 کے لیے نیشنل فرنٹ کی مخلوط حکومت وی۔پی سنگھ کی قیادت میں بنائی گئی تھی لیکن یہ حکومت بھی ناکام ہوئی۔1996 سے 1997 تک ہندوستان میں ایک اور مخلوط حکومت کام کرتی رہی۔1997 میں درمیانی مدت کے انتخابات کے بعد اٹل بہاری واجپائی کی قیادت میں ایک اور مخلوط حکومت بنی ۔ اس کی ناکامی کے بعد اکتوبر 1999 قومی جمہوری محاذ (National Democratic Alliance NDA) کی ایک اور مخلوط حکومت تشکیل پائی ہے۔اس کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

پارلیمانی حکومت میں تمام اختیارات وزیراعظم کو حاصل ہوتے ہیں۔وہ ایک مجلس وزارت کو تشکیل دیتا ہے۔مجلس وزراء میں کابینہ کو اہم مقام حاصل ہوتا ہے۔وزیراعظم وزراء کے درمیان مختلف محکموں اور ان کے کام کی تقسیم کرتا ہے۔وزیراعظم اور مجلس وزراء عملی طور پر پارلیمنٹ کی خوشنودی تک اپنے عہدے پر رہتے ہیں، پارلیمانی حکومت میں وزیر کو کلیدی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔حکومت

کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار وزیر اعظم کی شخصیت اور کارکردگی پر ہوتا ہے۔ وہ صدر اور دیگر وزراء کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔

5 زائد معلومات

ہندوستان کے وزرائے اعظم کی فہرست

1) پنڈت جواہر لال نہرو
2) گلزاری لال نندہ (کارگزار وزیر اعظم)
3) لال بہادر شاستری
4) مسز اندرا گاندھی
5) مسٹر مرار جی دیسائی
6) چودھری چرن سنگھ
7) مسز اندرا گاندھی
8) مسٹر راجیو گاندھی
9) مسٹر وی۔ پی سنگھ
10) مسٹر چندر شیکھر
11) مسٹر پی۔ وی نرسمہا راؤ
12) مسٹر دیوے گوڑا
13) مسٹر آئی۔ کے گجرال
14) مسٹر اٹل بہاری واجپائی

6 فرہنگ اصطلاحات

National Democratic Alliance = NDA	نیشنل ڈیموکریٹک الائنس قومی جمہوری محاذ	لوک سبھا میں تقریباً 28 جماعتوں کا اتحاد ہے جو 1999 سے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔ اس کے سربراہ مسٹر اٹل بہاری واجپائی ہیں۔

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب ایک جملہ یا ایک سطر میں دیجیے۔

1) وزیر اعظم کا تقرر کون کرتا ہے۔
2) مجلس وزراء کتنے درجوں پر مشتمل ہوتی ہے۔
3) دستوری طور پر مجلس وزراء کب کام کرسکتی ہے۔
4) مجلس وزراء میں قلمدانوں کی تقسیم کون کرتا ہے۔
5) کابینہ کسے کہتے ہیں۔
6) حکومتی پالیسیاں کون بناتے ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) مجلس وزراء کسے کہتے ہیں اور اس کی بناوٹ پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیے۔
2) مجلس وزراء کے تقرر اور معیاد پر ایک نوٹ لکھیے۔
3) مجلس وزراء اور کابینہ کے فرق کو واضح کیجیے۔
4) کابینہ کے فرائض کیا ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔
5) وزیر اعظم کے فرائض و اختیارات پر ایک نوٹ لکھیے۔
6) ہندوستان میں مخلوط حکومتوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

7.3 معروضی سوالات

حسب ذیل کی خانہ پری کیجیے۔

1) کابینہ .... اصول پر کام کرتی ہے۔
2) مجلس وزراء کا صدر .... ہوتا ہے۔
3) دستور کے مطابق مجلس وزراء .... کی خوشنودی پر عہدے پر برقرار رہتی ہے۔
4) مجلس وزراء کی زیادہ سے زیادہ معیاد .... سال ہوتی ہے۔

5) وزیراعظم کابینی کمان کا .... ہوتا ہے۔

6) وزیراعظم صدر اور .... کے درمیان ایک رابطہ ہوتا ہے۔

7) صدر کو پارلیمنٹ کی تحلیل کا مشورہ .... دیتا ہے۔

8) ہندوستان میں 1951 سے 1977 تک .... جماعت کی حکومت تھی۔

9) ہندوستان میں پہلی بار مخلوط حکومت .... سال میں بنی۔

10) .... ہندوستان کے وزیراعظم ہیں۔

سبق 10 ہندوستان کی پارلیمنٹ

Parliament of India

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 ہندوستانی پارلیمنٹ کی ساخت

3.2 لوک سبھا کی ساخت

3.3 لوک سبھا کے انتخابات، رکنیت کے شرائط و معیاد

3.4 اسپیکر لوک سبھا - فرائض واختیارات

3.5 راجیہ سبھا کی ساخت

3.6 چیرمین راجیہ سبھا

3.7 اراکین پارلیمنٹ کو حاصل مراعات

3.8 اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہ اور الاونس

3.9 پارلیمانی طریقہ کار

3.10 پارلیمنٹ کے فرائض واختیارات

3.11 لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے درمیان تعلقات

3.12 پارلیمانی کمیٹیاں

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات
7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ ہندوستانی پارلیمنٹ کی نوعیت، اس کے اختیارات اور اس کے کام کرنے کے طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

سبق 2 میں آپ مقننہ کے متعلق معلومات حاصل کیے تھے۔ اس سبق میں آپ ہندوستانی مقننہ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ ہندوستانی مقننہ کو ہندی میں سنسد اور انگریزی میں پارلیمنٹ کہتے ہیں۔ سارے ہندوستان کے لیے قانون سازی یہی کرتی ہے۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 ہندوستانی پارلیمنٹ کی ساخت

ہندوستان کی پارلیمنٹ تین اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے۔ لوک سبھا، راجیہ سبھا اور صدر جمہوریہ ہند۔ لوک سبھا قوم کی نمائندگی کرتی ہے اور راجیہ سبھا ہندوستانی وفاق کی اکائیوں کی۔ یعنی راجیہ سبھا ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور صدر جمہوریہ ہند سربراہ مملکت کے طور پر اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

ہندوستانی پارلیمنٹ

صدر جمہوریہ	+	راجیہ سبھا	لوک سبھا
		1) ایوان بالا	1) ایوان زیریں
		2) ریاستوں کی نمائندگی	2) قوم کی نمائندگی
		3) بالراست انتخاب	3) راست انتخاب

3.2 لوک سبھا کی ساخت

ہندوستانی پارلیمنٹ کا ایوان زیریں لوک سبھا کہلاتا ہے۔ اس کی حیثیت برطانوی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں دارالعوام

(House of the People) ہی کی طرح ہے۔ دوسرے معنوں میں یہ ایک عوامی ایوان ہے، جہاں عوام کے راست منتخبہ نمائندے ہوتے ہیں۔ اسی لیے یہ پورے قوم کی نمائندہ ایوان ہے۔ ابتداء میں اس کے اراکین کی جملہ تعداد 500 تھی۔ لیکن 1961 میں ہندوستان کی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے لوک سبھا کی رکنیت کو بڑھا کر 525 کیا گیا۔ 1971 کی مردم شماری کے بعد پھر ایک بار اس کے اراکین کی تعداد میں اضافہ کرتے ہوئے 550 کیا گیا۔ 42 ویں دستوری ترمیم کے مطابق لوک سبھا کے اراکین کی تعداد 2000ء تک یہی رہے گی۔ 2000ء میں لوک سبھا کے اراکین کی تعداد کو آئندہ پچیس سال تک کے لیے 550 ہی رکھا گیا ہے۔ 530 اراکین ریاستوں سے منتخب ہوں گے اور 20 اراکین مرکزی زیرانتظام علاقوں سے منتخب کیے جائیں گے۔ صدر اینگلوانڈین طبقے کے دو اراکین کو لوک سبھا کے لیے نامزد کرسکتا ہے۔ ریاستوں کو آبادی کے لحاظ سے مختلف انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آندھراپردیش سے لوک سبھا کے لیے 42 نمائندے منتخب ہوتے ہیں جب کہ اترپردیش سے 85 اور میزورم، ناگالینڈ، سکم وغیرہ جیسی ریاستوں سے صرف ایک ایک نمائندہ ہی منتخب ہوتا ہے۔

3.3 لوک سبھا کے انتخابات، رکنیت کے شرائط و معیاد

لوک سبھا کے اراکین عوام سے راست منتخب ہوتے ہیں۔ چنانچہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اراکین کا انتخاب ہوتا ہے۔ یعنی 18 سال کی عمر کے تمام ہندوستانی شہری خفیہ رائے دہی کے ذریعہ اپنے نمائندے کو منتخب کرتے ہیں۔ لوک سبھا دستور کے مطابق پانچ سال کے لیے منتخب ہوتی ہے۔ لیکن اسے وزیراعظم کے مشورے پر پانچ سالہ معیاد کی تکمیل سے قبل بھی تحلیل کیا جاسکتا ہے۔ اب تک لوک سبھا کے تیرہ (13) عام انتخابات ہوچکے ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح سے ہے :

پہلا عام انتخاب	1952
دوسرا عام انتخاب	1957
تیسرا عام انتخاب	1962
چوتھا عام انتخاب	1967
پانچواں عام انتخاب	1971
چھٹا عام انتخاب	1977
ساتواں عام انتخاب	1980
(درمیانی مدت)	
آٹھواں عام انتخاب	1984
نواں عام انتخاب	1989

دسواں عام انتخاب	1991
(درمیانی مدت)	
گیارہواں عام انتخاب	1996
بارہواں عام انتخاب	1998
(درمیانی مدت)	
تیرہواں عام انتخاب	1999
(درمیانی مدت)	

رکنیت کے شرائط : لوک سبھا کا رکن بننے کے لیے ضروری ہے کہ

1) وہ ہندوستان کا شہری ہو۔
2) وہ اپنی عمر کے 25 سال مکمل کر چکا ہو۔
3) وہ ایک سزا یافتہ مجرم نہ ہو۔
4) وہ کوئی سرکاری عہدہ پر فائز نہ ہو۔
5) اس کا نام ملک میں کسی بھی انتخابی فہرست میں شامل ہو۔

لوک سبھا کے اجلاس : دستور کے مطابق پارلیمنٹ کے سال میں کم از کم دو اجلاس ہونے چاہئیں اور پہلے اجلاس و دوسرے اجلاس کے درمیان چھ ماہ سے زائد کا وقفہ نہ ہو۔ لیکن روایتی طور پر ہندوستانی پارلیمنٹ کے سال میں تین اجلاس ہوتے ہیں ۔(1) بجٹ اجلاس فبروری تا مئی (2) مانسون اجلاس جولائی تا ستمبر اور (3) سرمائی اجلاس نومبر تا ڈسمبر۔ ضرورت ہو تو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ کے اجلاسوں کو طلب کرنے، ملتوی کرنے یا تحلیل کرنے کا اختیار صدر جمہوریہ ہند کا ہے۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس بھی وہی طلب کرتے ہیں۔

3.4 اسپیکر لوک سبھا - فرائض واختیارات

عام انتخابات کے بعد لوک سبھا کے پہلے اجلاس کے پہلے دن ایک عارضی اسپیکر (خطیب) کا چناؤ کرلیا جاتا ہے۔ عموماً لوک سبھا کے معمر یا سینیر ترین رکن کو عارضی اسپیکر منتخب کرلیا جاتا ہے اسے (Proterm Speaker) کہتے ہیں ۔ یہ عارضی اسپیکر تمام اراکین لوک سبھا کو عہدے کا حلف دلاتا ہے اور پہلے اجلاس کی صدارت کرتا ہے۔ اس اجلاس میں مستقل طور پر لوک سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی چلانے کے لیے اسپیکر کا انتخاب ہوتا ہے۔ عموماً حکمران جماعت کے رکن کو اسپیکر اور حزب اختلاف کی جماعت کے رکن کو ڈپٹی اسپیکر (Deputy Speaker) منتخب کرلیا جاتا ہے۔ اسپیکر کی عدم موجودگی میں ڈپٹی اسپیکر لوک سبھا کے اجلاسوں کی صدارت

کرتا اور کارروائی چلاتا ہے۔ اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی سیاسی جماعت کی سرگرمیوں میں شرکت نہیں کر سکتے۔ اسی لیے اسپیکر کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا اور اس سے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ لوک سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی چلاتے وقت غیر جانبداری اور انصاف سے کام لے گا۔ اسپیکر لوک سبھا کی معیاد تک اپنے عہدہ پر برقرار رہتا ہے، لیکن لوک سبھا کی تحلیل کے بعد بھی نئی لوک سبھا کے انتخابات اور نئے اسپیکر کے انتخاب تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا ہے۔ اسپیکر کو دوبارہ بھی منتخب کر لیا جا سکتا ہے۔ اسپیکر اپنے عہدے سے استعفیٰ بھی دے سکتا ہے اور اسے اس کے عہدے سے ہٹایا بھی جا سکتا ہے۔ لوک سبھا اگر اسپیکر کی کارکردگی سے ناخوش ہو تو اسے ہٹانے کے لیے ایک چودہ دن کی نوٹس دیتی ہے۔ اس دوران صرف ڈپٹی اسپیکر ہی اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور چودہ دن کے بعد اسپیکر کی صفائی کو سننے کے دن اگر لوک سبھا کے اراکین کی اکثریت راضی ہو تو ایک قرارداد کے ذریعہ اسپیکر کو اس کے عہدہ سے علاحدہ کیا جاتا ہے۔ اسپیکر کسی ایسے اجلاس کی صدارت نہیں کر سکتا جس میں خود اس کے ہی خلاف غور کیا جا رہا ہو۔ اسپیکر کے فرائض واختیارات اس طرح سے ہیں۔

1) وہ لوک سبھا کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔
2) اس کی اجازت سے ہی قراردادیں یا بل پیش کیے جا سکتے ہیں۔
3) وہ اراکین کو لوک سبھا میں تقریر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔
4) وہ لوک سبھا کے اجلاس کو ملتوی کر سکتا ہے۔
5) وہ بل اور دیگر تحریکات پر رائے دہی کا انتظام کرتا ہے۔
6) وہ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے مشترکہ اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔
7) وہ یہ طئے کرتا ہے کہ کوئی بل مالی بل ہے یا نہیں۔
8) اگر رائے دہی کے دوران لوک سبھا کا ایوان مساوی مساوی تقسیم ہو تو وہ اپنا ووٹ دیتا ہے۔ اسے (Casting Vote) کہتے ہیں۔
9) قابل اعتراض رویے پر وہ کسی بھی رکن کو ایوان سے معطل کر سکتا ہے۔
10) وہ مختلف پارلیمانی کمیٹیوں اور ان کے اراکین کو مقرر کر سکتا ہے اور ان کے کاموں کی نگرانی ورہبری کرتا ہے۔
11) وہ ایوان کے اراکین کے مراعات کا تحفظ کرتا ہے۔
12) اگر ایوان کا کورم (Quorum) پورا نہ ہو تو اجلاس کو ملتوی کر سکتا ہے۔ لوک سبھا کا کورم اس کے جملہ اراکین کا 1/10 ہے۔
13) وہ اراکین کو اجلاس میں سوالات وضمنی سوالات پوچھنے کی اجازت دیتا ہے۔

14) لوک سبھا میں پیش کیے جانے والے مختلف تحریکات، جیسے تحریک عدم اعتماد، تحریک کٹوتی، تحریک ملامت وغیرہ کو قبول کرتا ہے اور ان پر مباحث کے لیے وقت کا تعین کرتا ہے۔

15) اس کی دستخط سے ہی بل راجیہ سبھا یا صدر جمہوریہ کو روانہ کیا جاتا ہے۔

لوک سبھا سکریٹریٹ : لوک سبھا کا اپنا سکریٹریٹ ہوتا ہے جو ایک سکریٹری کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ یہ سکریٹریٹ لوک کے اجلاسوں کی کارروائی کے ریکارڈس رکھتا ہے، اس کے علاوہ مختلف کمیٹیوں کے ریکارڈ بھی یہی سکریٹریٹ رکھتا ہے۔

3.5 راجیہ سبھا کی ساخت

ہندوستانی پارلیمنٹ کا ایوان بالا راجیہ سبھا کہلاتا ہے۔ یہ ہندوستانی ریاستوں کی نمائندگی کرتا ہے، لیکن امریکی سینٹ کی طرح راجیہ سبھا میں تمام ریاستوں کو مساوی نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ راجیہ سبھا کے لیے مختلف ریاستوں سے منتخب ہونے والے نمائندوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ راجیہ سبھا کے جملہ اراکین کی تعداد 250 ہوتی ہے۔ اس میں سے جملہ 238 اراکین ریاستوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ ان اراکین کو ریاستی اسمبلیاں منتخب کرتی ہیں۔ بارہ اراکین کو صدر جمہوریہ ہند مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے افراد کو نامزد کرتے ہیں۔ خصوصاً سائنس، ادب، آرٹ اور سماجی خدمات وغیرہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو نامزد کیا جاتا ہے۔ راجیہ سبھا کو (Council of States) بھی کہتے ہیں۔

راجیہ سبھا ایک مستقل ایوان ہے۔ اسے لوک سبھا کی طرح تحلیل نہیں کیا جاسکتا۔ راجیہ سبھا کے اراکین اپنی چھ سالہ معیاد کے بعد سبکدوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ جملہ اراکین کی ایک تہائی 1/3 تعداد ہر دو سال کے بعد سبکدوش ہوتی ہے۔ سبکدوش ہونے والا رکن پھر دوبارہ منتخب ہوسکتا ہے۔

رکنیت کے شرائط : راجیہ سبھا کے اُمیدوار کے لیے ضروری ہے کہ وہ :

1) ہندوستان کا شہری ہو۔

2) اس کی عمر 30 سال سے زائد ہو۔

3) وہ کوئی سزایافتہ مجرم نہ ہو۔

4) وہ کسی سرکاری عہدہ پر فائز نہ ہو۔

3.6 چیرمن راجیہ سبھا

ہندوستان کا نائب صدر بہ اعتبار عہدہ راجیہ سبھا کا صدر نشین یا چیرمن ہوتا ہے۔ اس طرح یہ راجیہ سبھا کا (Ex-officio Officer) ہوتا ہے۔ وہ راجیہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور ایوان میں نظم وضبط برقرار رکھتا اور اجلاسوں کی کارروائی چلاتا ہے اس کی عدم موجودگی میں اجلاسوں کی صدارت اور کارروائی چلانے کے لیے راجیہ سبھا کے اراکین میں سے ہی ایک کو نائب صدر نشین یا

ڈپٹی چیر مین منتخب کرلیا جاتا ہے۔

3.7 اراکین پارلیمنٹ کو حاصل مراعات

پارلیمنٹ کے دونوں ایوان کے اراکین (یم۔پی) کو چند مراعات (سہولتیں) حاصل ہوتی ہیں۔ ہر حال میں ان کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ یہ مراعات اس طرح ہیں :

(الف) اظہار خیال کی آزادی(Freedom of Speech)

اراکین پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اظہار خیال کی کھلی چھوٹ ہے۔ وہ تحریری یا زبانی طور پر اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کے خلاف کوئی قانون کارروائی کسی عدالت میں نہیں کی جاسکتی۔ صرف پارلیمنٹ یا اسپیکر ہی کی جانب سے کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

(ب) نقل وحرکت کی آزادی (Freedom of Movement)

پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران نقل وحرکت کی خصوصی آزادی اراکین پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ چنانچہ کسی بھی رکن پارلیمنٹ کو اجلاس کے دوران گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کے خلاف مجرمانہ نوعیت کا کوئی مقدمہ چل رہا ہو تو بھی اسے گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کی گرفتاری کی شدید ضرورت ہو تو اسپیکر یا صدر نشین راجیہ سبھا، یا متعلقہ ایوان کے صدر نشین سے قبل از قبل اجازت کے بعد ہی گرفتار کیا جاسکتا ہے۔

3.8 اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہ اور الاونس

دستور کی دفعہ 106 کے مطابق اراکین پارلیمنٹ کی جانب سے وقتاً فوقتاً طئے کیے جانے والی تنخواہ اور الاونس (بھتہ) کے اہل ہوں گے۔ چنانچہ اگست 1998ء میں منظورہ نئے قوانین کے مطابق اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہ ماہانہ 4000 روپے ہوگی اس کے علاوہ دفتری خرچ کے لئے ماہانہ 00=2500 روپے اور چھ ہزار تا آٹھ ہزار روپے ماہانہ دفتری عملے کا الاونس ملے گا۔ جب کہ روزانہ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شرکت الاونس 00=400 روپے ہوگی۔ انھیں ماہانہ 00=2500 روپے وظیفہ بھی مقرر ہے۔ سالانہ 32 یکطرفہ سفر کے لیے مفت ہوائی ٹکٹ کے وہ حق دار ہیں۔ جب کہ اپنے وطن جانے کے لیے مفت ریل سفر کی سہولت حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ کار کی خریدی کے لیے ایک لاکھ روپے اڈوانس بھی دیے جائیں گے۔

3.9 پارلیمانی طریقہ کار (Parliamentary Procedure)

پارلیمنٹ کے اجلاس ایک دیے گئے خصوصی طریقہ کار کے مطابق ہوتے ہیں۔ جو اس طرح سے ہیں :

a) حلف (Oath) : انتخابات کے بعد جیتنے والے اراکین کو پہلے حلف دلایا جاتا ہے۔ حلف لینے کے بعد ہی کوئی رکن پارلیمنٹ

کی کارروائی میں حصہ لے سکتا ہے۔ ضمنی انتخاب میں جیتنے والے اراکین کو بھی پہلے حلف دلایا جاتا ہے۔

b) کورم (Quorum) : کورم اس کم از کم تعداد کو کہتے ہیں جو لوک سبھا یا راجیہ سبھا کے اجلاس کی کارروائی چلانے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اگر اتنی تعداد نہ ہو تو اجلاس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ لوک سبھا کے اجلاس کے لیے کم از کم 50 اراکین اور راجیہ سبھا کے لیے اس کی جملہ رکنیت کے 10 فی صد اراکین کی حاضری ضروری ہے۔

c) وقفہ سوالات (Question Hour): عوامی مفاد سے متعلق کسی بھی مسئلہ پر سوالات پوچھنے کا اختیار لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ہر رکن کو حاصل ہے۔ سوالات صدر نشین کو مخاطب کرتے ہوئے اور اس کی اجازت سے پوچھے جاتے ہیں۔ اگر ان سوالات کو صدر نشین کی جانب سے قبول کر لیا جاتا ہو تو ان کے جوابات اور سوالات پوچھنے والے رکن کو مطمئن کرنا حکومت یا متعلقہ وزیر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہر روز کام کا پہلا گھنٹہ وقفہ سوالات کے لیے وقف ہے۔

d) قرارداد (Resolution) : عوامی مفاد سے متعلق کسی مسئلہ کو ایوان میں پیش کرنے کی تحریک کو قرارداد کہتے ہیں۔ اس طرح کی قرارداد کی پیشکشی کے لیے پیش کرنے والا رکن پندرہ یوم کی نوٹس دیتا ہے۔ ضروری ہو تو اسپیکر کم وقت میں بھی ایسی تحریک کو قبول کر سکتا ہے اگر ایوان کی اکثریت اس تحریک کو قبول کر لیتی ہے تو اسے ایوان کی قرارداد کہا جاتا ہے۔

e) تحریک (Motion) : جب کبھی بھی فوری عوامی اہمیت کے حامل کسی مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ تحریک کہلاتی ہے۔ تحریک کئی طرح کی ہوتی ہیں۔

(الف) تحریک تشکر (Motion of Thanks) : ہر سال پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس صدر جمہوریہ کے خطبہ سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد اس پر مباحث ہوتے ہیں اور رائے دہی کے ذریعہ اُسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ اسے تحریک تشکر یا (Motion of Thanks) کہتے ہیں۔ اگر صدر کے خطبے کو قبول نہیں کیا جاتا ہے تو حکومت مستعفی ہوتی ہے۔

(ب) تحریک التواء (Adjournment Motion) : ایوان میں چلنے والی روزانہ کی کارروائی کا نظام العمل (Time Table) پہلے سے متعین ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی فوری اہمیت کا معاملہ ہو تو اس پر غور کرنے کے لیے کوئی بھی رکن تحریک التواء پیش کرتا ہے تاکہ مقررہ نظام العمل سے ہٹ کر اس نئے فوری اہمیت کے حامل مسئلے پر غور کیا جا سکے۔ اگر اس تحریک کو قبول کر لیا جاتا ہے تو ہی روزمرہ کے پروگرام سے ہٹ کر پارلیمنٹ کسی نئے مسئلے پر غور کر سکتی ہے، ورنہ نہیں۔

(ج) تحریک عدم اعتماد (No Confidence Motion) : حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حزب اختلاف کی جماعتیں اسپیکر کو نوٹس دے کر یہ بتاتے ہیں کہ انھیں حکومت پر اعتماد نہیں اور وہ اس پر بحث کے ذریعہ ایوان کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اسپیکر اس نوٹس کو مباحث کے بعد قبول کر لیتا ہے تو مقررہ دن تحریک عدم اعتماد

پر مباحث ہوتے ہیں اور رائے دہی ہوتی ہے۔ اگر اکثریت تحریک کی تائید میں ہو تو حکومت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ حکمران جماعت یا حکومت خود اپنی طرف سے تحریک اعتماد بھی یہ ظاہر کرنے کے لیے پیش کرتی ہے کہ اسے ایوان کی اکثریت کا اعتماد اور تائید حاصل ہے۔

(د) **تحریک مواخذہ (Impeachment Motion)** : صدر جمہوریہ یا نائب صدر کو ہٹانے کے لیے یہ تحریک پیش کی جاتی ہے اور طریقہ کار کے مطابق اس کو قبول کرلیا جاتا ہے تو صدر جمہوریہ یا نائب جس کے خلاف بھی یہ تحریک ہو، وہ عہدے سے ہٹ جاتے ہیں۔

3.10 پارلیمنٹ کے فرائض واختیارات

اگر چہ کہ پارلیمنٹ کا اہم ترین کام قانون سازی ہے، اس کے باوجود یہ دوسرے کئی اور اہم فرائض انجام دیتی ہے، جو اس طرح سے ہیں :

- **3.10.1** قانون سازی کے اختیارات **(Legislative Powers)**
- **3.10.2** عاملہ پر نگرانی کے اختیارات **(Control Over the Executive)**
- **3.10.3** عدالتی اختیارات **(Judicial Powers)**
- **3.10.4** مالی اختیارات **(Financial Powers)**
- **3.10.5** انتخابی اختیارات **(Electoral Powers)**

3.10.1 قانون سازی کے اختیارات (Legislative Powers)

پارلیمنٹ کا پہلا اور اہم ترین کام ملک کے لیے قانون سازی کرنا ہے۔ چنانچہ یہ پورے ملک کے لیے قانون سازی کرتی ہے مرکزی فہرست میں دیئے گئے 97 موضوعات کے علاوہ ماباقی اختیارات **(Residuary Powers)** پر بھی اس کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔ پارلیمنٹ مشترکہ فہرست **(Coucurrent List)** پر بھی قانون سازی کرسکتی ہے۔ قومی ایمرجنسی اور ریاستی ایمرجنسی کے دوران وہ ریاستی موضوعات **(State List)** پر بھی قانون سازی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر راجیہ سبھا ریاستی موضوعات پر قانون سازی کے لیے قرارداد منظور کرے تو پارلیمنٹ ریاستی موضوعات پر قانون سازی کرتی ہے۔ اگر دو یا اس سے زائد ریاستی کسی ریاستی موضوع پر قانون سازی کی پارلیمنٹ سے درخواست کریں تو پارلیمنٹ ان ریاستوں کے لیے ریاستی موضوع پر قانون سازی کرتی ہے۔

صرف پارلیمنٹ کو ہی دستور میں تبدیلی یا ترمیم کا اختیار ہے۔ بعض معاملات میں دستوری ترمیم کو پچاس فیصد ریاستوں کی منظوری لازمی ہوتی ہے۔

3.10.2 عاملہ پر نگرانی کے اختیارات (Control Over the Executive)

حکومت راست طور پر پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوتی ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران اراکین وزراء سے سوالات اور ضمنی سوالات کرتے ہیں ان کے تشفی بخش جوابات دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ میں وقفہ سوالات ہوتا ہے جس میں صرف سوالات کے جوابات ہی دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحریک عدم اعتماد کے ذریعہ سے بھی پارلیمنٹ حکومت پر نگرانی و کنٹرول رکھتی ہے۔ اس طرح دیگر تحریکات کے ذریعہ سے (جن کے متعلق آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) پارلیمنٹ حکومت پر نگرانی رکھتی ہے۔

3.10.3 عدالتی اختیارات (Judicial Powers)

پارلیمنٹ کو چند عدالتی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ صدر جمہوریہ اور نائب صدر جمہوریہ کو ہٹانے کے لیے عدالتی کارروائی چلا کر انھیں عہدے سے ہٹا سکتی ہے جسے مواخذہ کہتے ہیں۔ (مواخذہ کے متعلقات آپ نے تفصیل صدر جمہوریہ کے سبق میں پڑھی ہے) اسی طرح پارلیمنٹ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس کو بھی ہٹا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ کسی ایسے فرد کو بھی سزا دے سکتی ہے جو پارلیمنٹ یا اس کے اراکین کی توہین کے لیے ذمہ دار ہو۔

3.10.4 مالی اختیارات (Financial Powers)

پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر مرکزی سرکار نہ تو ایک پیسہ عوام سے بطور ٹیکس وصول کر سکتی ہے اور نہ ہی خرچ کر سکتی ہے۔ اس طرح پارلیمنٹ کو قومی خزانے کی محافظ سمجھا جاتا ہے۔ حکومت سالانہ بجٹ پارلیمنٹ میں پیش کرتی ہے اور اس کی منظوری لیتی ہے۔ پارلیمنٹ کو بجٹ تجاویز میں تبدیلی یا کٹوتی کا اختیار حاصل ہے۔ حکومت کے سالانہ مالی حساب کتاب کی جانچ رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی جاتی ہے۔ مالی سال کے درمیان اگر ضرورت ہو تو حکومت پارلیمنٹ میں ضمنی مطالبات زر (Supplementary Demands) بھی پیش کرتی ہے اور اس کی منظوری کے بغیر وہ عوام پر نئے ٹیکس عائد نہیں کر سکتی۔ پارلیمنٹ کے اراکین کی تنخواہ اور الاونس کے تعین کا اختیار بھی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ مالی معاملات میں زیادہ تر اختیارات لوک سبھا کو حاصل ہیں جب کہ راجیہ سبھا کے اختیارات صرف برائے نام ہی ہیں۔

3.10.5 انتخابی اختیارات (Electoral Powers)

پارلیمنٹ کے دونوں ایوان مل کر ریاستی اسمبلیوں کے ساتھ صدر کے انتخاب کے لیے ووٹ دیتے ہیں۔ یعنی پارلیمنٹ انتخابی کالج (Electoral College) کا ایک حصہ ہے۔ لوک سبھا اور راجیہ سبھا نائب صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ لوک سبھا اپنے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب کرتی ہے جب کہ راجیہ سبھا اپنے ڈپٹی چیرمین کا انتخاب کرتی ہے۔

3.11 لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے درمیان تعلقات

اگرچہ دیکھنے میں راجیہ سبھا کے اختیارات لوک سبھا کے مساوی ہیں، لیکن عملاً لوک سبھا کے مقابلے میں راجیہ سبھا کے اختیارات صرف برائے نام ہیں۔ چوں کہ لوک سبھا راست عوام کی نمائندگی کرتی ہے اس لیے اس کے اختیارات عملی ہیں، جب کہ راجیہ سبھا عوام کی نہیں بلکہ ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہے اس لیے اس کے اختیارات کی نوعیت برائے نام ہے۔

پارلیمنٹ میں پیش کیے جانے والے مسودہ قوانین (Bills) دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (1) عام بل (مسودہ قوانین) (Ordinary Bills) اور (2) مالی بل (مسودہ قوانین) (Money Bills) جہاں تک عام بل کا تعلق ہے اسے لوک سبھا یا راجیہ دونوں میں سے کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ لوک سبھا سے منظوری کے بعد یہ راجیہ سبھا کو جائے گا اور راجیہ سبھا کی منظوری کے بعد دستخط کے لیے صدر جمہوریہ کے پاس جائے گا۔ یا راجیہ سبھا کی منظوری کے بعد لوک سبھا جائے گا اور لوک سبھا کی منظوری کے بعد صدر کی دستخط کے لیے پیش ہوگا۔ اگر کسی عام بل کی منظوری کے بارے میں دونوں ایوانوں کے درمیان کوئی تعطل یا تنازعہ پیدا ہو تو صدر جمہوریہ دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس طلب کرتے ہیں اور اس طرح کے مشترکہ اجلاس میں یہ بل منظور ہوگا۔ چوں کہ راجیہ سبھا کے مقابلے میں لوک سبھا کے اراکین کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اس لیے مشترکہ اجلاس میں یہ خود بخود لوک سبھا کی منظوری کے مطابق ہی قبول کرلیا جائے گا اور دستخط کے لیے صدر کے سامنے پیش ہوگا۔ مشترکہ اجلاس کی صدارت اسپیکر لوک سبھا کرتا ہے۔

مالی بل کے معاملے میں راجیہ سبھا کا اختیار نہیں کے برابر ہی ہے۔ چوں کہ مالی بل کو صرف اور صرف لوک سبھا ہی میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ لوک سبھا کے منظورہ مالی بل کو راجیہ سبھا زیادہ سے زیادہ چودہ دن تک روکے رکھ سکتی ہے اور اس مدت کے بعد مالی بل کو خود بخود منظورہ سمجھا جائے گا اور دستخط کے لیے صدر کے سامنے پیش ہوگا۔

عاملہ پر نگرانی کے معاملے اگرچہ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے اختیارات مساوی ہیں، لیکن اگر تحریک عدم اعتماد راجیہ سبھا میں منظور ہوتی ہے تو اس سے حکومت کو دھکا نہیں پہنچا اور حکومت مستعفی نہیں ہوتی۔ تحریک عدم اعتماد کی لوک سبھا میں منظوری پر ہی حکومت مستعفی ہو جاتی ہے۔ سوالات پوچھنے کے معاملے میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کا اختیار مساوی ہے۔

صدر اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججس کے خلاف مواخذہ کا اختیار لوک سبھا اور راجیہ سبھا کو مساوی ہے۔ چنانچہ مواخذہ کی تحریک دونوں میں سے کسی بھی ایوان میں پیش ہوسکتی ہے۔

لوک سبھا کی تحلیل کی صورت میں قانون سازی کا سارا کام راجیہ سبھا ہی سنبھالتی ہے۔ ریاستی موضوعات پر قانون سازی کے معاملے میں راجیہ سبھا کو خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ ریاستی موضوعات پر قانون سازی کے لیے راجیہ سبھا قرارداد منظوری کرتی ہے تو پارلیمنٹ کو ان موضوعات پر قانون سازی کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے۔ لیکن ایسی قانون سازی صرف ایک سال کے لیے ہی ہوتی ہے۔ کل ہند خدمات (All India Services) کے قیام میں راجیہ سبھا کو ہی اختیارات حاصل ہیں۔ راجیہ سبھا دو تہائی

اکثریت سے کل ہند خدمات کے قیام کے لیے قرارداد منظور کرسکتی ہے۔

3.12 پارلیمانی کمیٹیاں (Parliamentary Committees)

پارلیمنٹ کئی ایک کمیٹیوں کے ذریعہ کام کرتی ہے۔ یہ کمیٹیاں دونوں ایوانوں کے اراکین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں قانون سازی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

a) نظام العمل سے متعلق کمیٹی (Business Advisory Committee) :

یہ کمیٹی 14 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا کام پارلیمنٹ کے اجلاس کے نظام العمل (Time Table) کو طئے کرنا ہوتا ہے۔

Select Committee (b :

اس کے اراکین کی تعداد عموماً 20 تا 35 ہوتی ہے۔ یہ کسی مسودہ قانون کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ دیتی۔ عموماً قانون سازی کے لیے پیش ہونے والے مسودات کو جائزہ کے لیے اس کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔

c) شکایات کمیٹی (Petitions Committee) :

یہ کمیٹی عوام کی جانب سے لوک سبھا اسپیکر کو پیش کی جانے والے شکایات کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ کمیٹی 15 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔

d) تخمینہ کمیٹی (Estimate Committee) :

یہ کمیٹی بجٹ کے تخمینوں کی جانچ کرتی ہے اوران کی منظوری دیتی ہے۔ اس کے اراکین کی تعداد 30 ہوتی ہے۔

e) عوامی حسابات کمیٹی (Public Accounts Committee) :

اس کے 22 اراکین ہوتے ہیں۔ کمپٹرولر آڈیٹر جنرل آف انڈیا (Comptroller and Auditor General of India) اس کمیٹی کے مشیر ہوتے ہیں۔ یہ عوامی اخراجات کی جانچ کرتی ہے۔

ان تمام کمیٹیوں کے اراکین کو اسپیکر نامزد کرتا ہے۔ یہ کمیٹیاں اپنی رپورٹیں اسپیکر کو پیش کرتی ہیں جنھیں پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کیا جاتا ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان کی مقننہ دوایوانی ہے، لوک سبھا اور راجیہ سبھا۔ لوک سبھا ایوان زیریں اور راجیہ سبھا ایوان بالا ہے۔ لوک سبھا قوم کی نمائندگی کرتی ہے۔ بالغ رائے دہی کی اساس پر خفیہ رائے دہی کے ذریعہ اس کے انتخابات ہوتے ہیں۔ راجیہ سبھا ریاستوں کی نمائندگی

کرتی ہے۔ ریاستی اسمبلیوں کے منتخبہ اراکین راجیہ سبھا کے اراکین کو منتخب کرتے ہیں۔ راجیہ سبھا ایک مستقل ایوان ہے۔ اسے تحلیل نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ لوک سبھا کی معیاد پانچ سال ہوتی ہے۔ لیکن اسے پانچ سال سے قبل بھی تحلیل کیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں درمیانی مدت کے انتخابات ہوتے ہیں۔ لوک سبھا کے اجلاسوں کی کارروائی چلانے کے لیے اسپیکر کا انتخاب اراکین میں سے ہوتا ہے۔ نائب صدر جمہوریہ راجیہ سبھا کے صدر نشین ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ قانون سازی کے علاوہ عاملہ پر نگرانی، مالیہ پر نگرانی اور عدالتی و انتخابی فرائض وغیرہ بھی انجام دیتی ہے۔ پارلیمنٹ میں مختلف کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ راجیہ سبھا کے مقابلے میں لوک سبھا زیادہ طاقتور ایوان ہے۔ مالی معاملات میں راجیہ سبھا کے اختیارات صفر کے برابر ہیں۔ دونوں ایوانوں کے درمیان تعطل کی صورت میں صدر جمہوریہ ہند دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس طلب کرتے ہیں اور دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کی اکثریتی رائے سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ صدر جمہوریہ بھی پارلیمنٹ کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظورہ مسودہ قوانین صدر جمہوریہ کی دستخط سے قوانین (ایکٹ) بنتے ہیں۔

5 زائد معلومات

1) ہندوستان کا مالی سال یکم اپریل تا 31/ مارچ ہے۔
2) موجودہ لوک سبھا کے اسپیکر جی۔ ایم۔ سی بالا یوگی اور ڈپٹی اسپیکر پی۔ ایم سعید ہیں۔ جب کہ راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیرمین محترمہ نجمہ ہبت اللہ ہیں۔
3) پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شوروغل مچانے یا کارروائی خلل ڈالنے والے اراکین کو اجلاس سے باہر کرنے کے لیے اسپیکر مارشلوں (Marshalls) کا استعمال کرتا ہے جو سفید لباس میں ایوان میں نظم وضبط کے قیام میں اسپیکر کی مدد کرتے ہیں
4) ایمرجنسی کے دوران لوک سبھا کی معیاد میں ایک سال کا اضافہ کیا گیا تھا جسے بعد میں 44 ویں دستوری ترمیم کے ذریعہ ختم کیا گیا۔
5) پارلیمنٹ میں پیش کیے جانے والے مسودہ قوانین کی ایک اور قسم عوامی بل (Public Bill) اور خانگی بل (Private Bill) ہے۔ عوامی بل وہ بل ہوتا ہے جسے کوئی وزیر پیش کرتا ہے۔ اس بل کا پاس ہونا ضروری ہے۔ ناکامی کی صورت میں حکومت کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔ خانگی بل وہ بل ہوتا ہے جسے کوئی بھی عام رکن پارلیمنٹ پیش کرتا ہے۔ ایسے بل کی ناکامی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ درحقیقت پارلیمنٹ میں پیش کیے جانے والے مسودہ قوانین میں 85% سے زیادہ عوامی بل ہی ہوتے ہیں۔ زیادہ تر خانگی بل مسترد ہوتے ہیں۔
6) اس وقت لوک سبھا کے اراکین کی تعداد 544 ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Exofficio Officer ایکسوفشیو آفیسر	بہ اعتبار عہدہ	کسی عہدہ کی وجہ سے زائد ذمہ داری کا حامل ہونا
Quorum کورم		کسی اجلاس کی کارروائی کے لیے درکار کم از کم حاضر ارکان کی تعداد
Residuary Powers ریسڈیوری پاورس	بچے کچھے، باقی اختیارات	ہندوستان میں اختیارات کو تین فہرستوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مرکزی، ریاستی اور مشترکہ اس کے بعد بھی بچ جانے والے اختیارات پر مرکز کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔

7 . نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

ذیل کے ہر سوال کا جواب ایک جملہ یا ایک سطر میں دیجیے۔

1) لوک سبھا کس کی نمائندگی کرتی ہے۔
2) برطانیہ کے ایوان زیریں کا نام کیا ہے۔
3) لوک سبھا کے جملہ اراکین کی تعداد کیا ہے۔
4) اب تک کتنے عام انتخابات ہو چکے ہیں۔
5) ہندوستانی پارلیمنٹ کے ہر سال کتنے اجلاس ہوتے ہیں۔
6) Proterm Speaker کسے کہتے ہیں۔
7) ڈپٹی اسپیکر کے اختیارات کیا ہیں۔
8) کاسٹنگ ووٹ (Casting Vote) کسے کہتے ہیں اور اسے کون استعمال کرتا ہے۔
9) لوک سبھا کے کورم سے کیا مراد ہے۔
10) پارلیمنٹ میں پیش ہونے والے بل کتنے قسم کے ہوتے ہیں۔
11) عوامی یا پبلک بل کسے کہتے ہیں۔
12) پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کی صدارت کون کرتا ہے۔

13) کل ہند خدمات کے قیام کے لیے کون سفارش کرتے ہیں۔

14) راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیرمین کا نام بتلایئے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطروں میں دیجیے۔

1) لوک سبھا کی ساخت کو بیان کیجیے۔
2) اسپیکر لوک کے متعلق تفصیل سے لکھیے۔
3) راجیہ سبھا کی ساخت کو بیان کیجیے۔
4) پارلیمنٹ کے اراکین کو کیا مراعات حاصل ہوتے ہیں۔ لکھیے۔
5) پارلیمنٹ میں پیش کیے جانے والے مختلف تحریکات کے متعلق لکھیے۔
6) پارلیمنٹ کے قانون سازی کے اختیارات پر ایک نوٹ لکھیے۔
7) پارلیمنٹ کے مالی اختیارات کیا ہیں۔
8) لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے درمیان تعلقات کا جائزہ لیجیے۔
9) مختلف پارلیمانی کمیٹیوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) پارلیمنٹ لوک سبھا، راجیہ سبھا اور .... پر مشتمل ہوتی ہے۔
2) راجیہ سبھا .... کی نمائندگی کرتی ہے۔
3) .... عیسوی تک کے لیے لوک سبھا کے اراکین کی تعداد کو 550 تک ہی رکھا گیا ہے۔
4) پارلیمنٹ کے دو اجلاسوں کے درمیان .... سے زیادہ کا وقت نہیں ہونا چاہیے۔
5) ہندوستان میں ووٹ دینے کی عمر .... سال ہے۔
6) راجیہ سبھا مالی بل کو .... دن تک روک سکتی ہے۔
7) Council of States کس کو کہتے ہیں۔
8) اراکین پارلیمنٹ کو ماہانہ .... روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔
9) تخمینہ کمیٹی کے اراکین کی تعداد .... ہے۔
10) .... راجیہ سبھا کا چیرمین ہوتا ہے۔

سبق 11 مرکزی عدلیہ - سپریم کورٹ

Union Judiciary - Supreme Court

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 سپریم کورٹ کی تشکیل اور اہلیتیں

3.2 معیاد عہدہ اور یافت

3.3 فرائض و اختیارات

3.3.1 ابتدائی اختیار سماعت

3.3.2 اپیل کا اختیار سماعت

3.3.3 دستور کی محافظ

3.3.4 بنیادی حقوق کی محافظ

3.3.5 مشاورتی فرائض

3.3.6 انتظامی فرائض

3.3.7 ریکارڈ کی عدالت

3.4 عدلیہ کی آزادی

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ ہندوستان کی مرکزی عدلیہ- سپریم کورٹ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

عدلیہ حکومت کا تیسرا شعبہ ہوتا ہے۔اس کا کام انصاف کرنا اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہوتا ہے۔کسی ملک کے انصاف کے نظام کو دیکھ کر اُس ملک کی بہتری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔عدلیہ اگر آزاد اور بے باک ہو تو شہریوں کے حقوق محفوظ رہتے ہیں۔ ورنہ عاملہ شہریوں کے حقوق کو آسانی سے پامال کر سکتی ہے۔یہ دستور و قانون کی تشریح بھی کرتی ہے اور مرکزی و ریاستی حکومتوں کے درمیان تنازعات کا تصفیہ بھی کرتی ہے۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 سپریم کورٹ کی تشکیل اور اہلیتیں

دستور ہند کی رو سے سپریم کورٹ ایک چیف جسٹس اور دوسرے ججس پر مشتمل ہوتی ہے۔فی الحال اس میں چیف جسٹس کے علاوہ 25 جج ہیں۔چیف جسٹس اور دوسرے ججس کا تقرر صدر کرتا ہے۔دوسرے ججس کے تقرر کے لیے وہ چیف جسٹس سے مشورہ کرتا ہے۔سپریم کورٹ کے جج کے لیے ضروری ہے کہ

1) وہ ہندوستان کا شہری ہو

2) وہ کسی ہائی کورٹ میں کم از کم پانچ سال تک بحیثیت جج کام کیا ہو - یا

3) کسی ہائی کورٹ میں مسلسل دس سال تک بحیثیت وکیل کام کیا ہو - یا

4) صدر جمہوریہ کی نظر میں وہ ایک ممتاز قانون داں ہو۔

سپریم کورٹ کے سینیر ترین جج کو چیف جسٹس مقرر کیا جاتا ہے۔

3.2 معیاد عہدہ اور بازیافت

ایک مرتبہ سپریم کورٹ کا جج یا چیف جسٹس مقرر ہونے کے بعد یہ 65 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔

اگر چہ صدر ان کا تقرر کرتا ہے، لیکن ان کو ہٹانے کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ کسی جج یا چیف جسٹس کو ان کے ثابت غلط رویے یا عدم قابلیت کی بنیاد پر مواخذہ کے ذریعہ عہدہ سے علحدہ کر سکتی ہے۔

یافت : چیف جسٹس کی ماہانہ تنخواہ 33,000 اور دوسرے ججس کی تنخواہ ماہانہ 30,000 ہزار ہوگی۔ اس کے علاوہ رہنے کے لیے رہائش گاہ کے علاوہ کار معہ ڈرائیور اور دیگر سہولتوں کے علاوہ خصوصی الاونس بھی دیئے جاتے ہیں۔

3.3 فرائض اور اختیارات (Functions and Powers)

سپریم کورٹ ہندوستان کی اعلیٰ ترین عدالت ہے۔ چنانچہ اس کے کئی ایک فرائض و اختیارات ہیں۔

3.3.1 ابتدائی اختیار سماعت (Original Jurisdiction)

سپریم کورٹ مرکزی سطح پر وفاقی عدالت ہونے کی وجہ سے اسے ابتدائی اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے درمیان یا ایک ریاست اور دوسری ریاست کے درمیان جھگڑوں کا تصفیہ صرف سپریم کورٹ ہی کر سکتی ہے۔ اسی طرح بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کو بھی سپریم کورٹ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ دستوری تشریح سے متعلق تمام معاملات کو سپریم کورٹ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ صدر اور نائب صدر کے انتخاب کو صرف سپریم کورٹ ہی میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

3.3.2 اپیل کا اختیار سماعت (Appellate Jurisdiction)

سپریم کورٹ مرافع (اپیل) کی آخری عدالت ہے۔ ہائی کورٹ کی جانب سے دیئے جانے والے فیصلوں کے خلاف اپیل صرف سپریم کورٹ میں ہی کی جاسکتی ہے، اسی لیے یہ اپیل یا مرافع کی آخری عدالت ہے۔ دیوانی (Civil) اور فوجداری (Criminal) دونوں ہی مقدمات میں ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ سے اپیل کی جاسکتی ہے۔ دیوانی اور دستوری معاملات میں سپریم کورٹ سے رجوع ہونے کے لیے ہائی کورٹ کی اجازت ضروری ہوتی ہے۔

3.3.3 دستور کی محافظ (Custodian of the Constitution)

دستور کی حفاظت کرنا سپریم کورٹ کا فرض ہے۔ چنانچہ وہ مرکزی اور ریاستی قوانین کی دستوری جانچ کرتی ہے اور یہ دیکھتی ہے کہ کہیں دستور کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ اگر ایسا ہو تو اس قانون کو غیر دستوری قرار دیتی ہے۔ اسے عدالتی نظر ثانی (Judicial Review) کا اختیار کہتے ہیں۔

3.3.4 بنیادی حقوق کی محافظ

سپریم کورٹ شہریوں کے بنیادی حقوق کی محافظ ہے۔ چنانچہ عاملانہ احکامات یا قانون سازی کے ذریعہ شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں سپریم کورٹ مختلف پروانے (Writs) جاری کرتی ہے۔ جن کی تفصیل ہم بنیادی حقوق سے متعلق سبق 6

میں مطالعہ کر چکے ہیں۔

3.3.5 مشاورتی فرائض (Advisory Functions)

دستوری اور قانونی معاملات پر سپریم کورٹ صدر اور مجلس وزراء کو مشورہ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کے دوسرے محکمے بھی سپریم کورٹ سے مشورہ لے سکتے ہیں۔

3.3.6 انتظامی فرائض (Administrative Functions)

سپریم کورٹ نہ صرف اپنے انتظامی امور پر نظر رکھتی ہے بلکہ یہ ہائی کورٹ اور ماتحت عدالتوں پر بھی انتظامی نگرانی و کنٹرول رکھتی ہے اور انصاف کے عمل میں تیزی لانے کے لیے ماتحت عدالتوں کو ہدایات دیتی ہے اور اس کے طریقہ کار کی بھی وضاحت کرتی ہے۔

3.3.7 ریکارڈ کی عدالت (Court of Record)

سپریم کورٹ ریکارڈ کی عدالت ہوتی ہے۔ چنانچہ سپریم کورٹ کے فیصلوں کو محفوظ کیا جاتا ہے اور ان فیصلوں کا حوالہ بوقت ضرورت دیا جاتا ہے۔ اس طرح سپریم کورٹ اپنے فیصلوں کے ذریعہ غیر محسوس طور پر قانون سازی کرتی ہے۔

3.4 عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

جمہوریت اور وفاق کی کامیابی کا انحصار عدلیہ کی آزادی پر ہے۔ چنانچہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر کوئی بھی سماج نیک اور شریفانہ سماج نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ انصاف کو یقینی بنانے کے لیے عدلیہ کو آزاد رکھا جاتا ہے۔ عدلیہ کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ مقننہ یا عاملہ عدلیہ کی جانب سے انصاف رسائی کے عمل پر اثر انداز نہ ہوں اور کوئی رکاوٹ نہ پیدا کریں فیصلے صادر کرتے وقت جج بلاخوف و خطر انصاف کے تقاضوں کے مطابق فیصلے دیں۔ عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے حسب ذیل اقدامات کیے جاتے ہیں۔

3.4.1 تحفظ ملازمت

ملازمت کا خیال تمام سرکاری ملازمین اپنی خدمات کی انجام دہی میں رکھتے جس کی وجہ سے وہ اکثر جانبداری سے کام لیتے ہیں ججس کو ملازمت کے خوف سے آزاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس کا تقرر صدر جمہوریہ کی جانب سے کیا جاتا ہے، لیکن ان کو ہٹانے کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ ججس کے ثابت غلط رویے اور نا اہلی کی بنیاد پر مواخذہ (Impeachement) کے ذریعہ انھیں ہٹا سکتی ہے۔ اس سے ججس کی ملازمتوں کا تحفظ کیا گیا ہے اور وہ عاملہ کے مداخلت کے بغیر آزادانہ طور پر کام کر سکتے ہیں۔

3.4.2 تنخواہ اور الاونس کا تحفظ

ججس کو رشوت اور بدعنوانیوں سے روکنے کے لیے بہتر تنخواہ اور بہتر شرائط ملازمت ضروری ہیں۔ چنانچہ انھیں ممکنہ حد تک اعلیٰ

ترین تنخواہ اور دیگر سہولتیں دی جاتی ہیں، چنانچہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی تنخواہ 33,000 روپے اور عام جج کی تنخواہ 30,000 روپے مقرر کی گئی ہے، اس کے علاوہ مفت رہائش اور ٹیلیفون، کار معہ ڈرائیور وغیرہ کی سہولتیں بھی حاصل ہوں گی۔ اس کے علاوہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججس کی تنخواہیں ہندوستان کے مجمد فنڈ (Consolidated Fund of India) سے دی جاتی ہیں اور دوران ملازمت ان کی تنخواہوں میں کمی نہیں کی جا سکتی سوائے مالی ایمرجنسی کے۔

3.4.3 مقننہ کے کنٹرول سے آزاد

عدالتی فیصلوں پر مقننہ میں غور و خوض نہیں کیا جا سکتا اور پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کسی ایسے مسئلے پر غور نہیں کر سکتے جو عدالت میں زیر دوران ہو۔

3.4.4 ججس وظیفہ کے بعد کوئی کام نہیں کر سکتے

دستور کے مطابق ججس وظیفہ پر علحدگی کے بعد کوئی خانگی ملازمت یا وکالت نہیں کر سکتے۔ البتہ حکومت چاہے تو ان سے کوئی کام لے سکتی۔ ایسا اس لیے کیا گیا ہے تاکہ ججس پر دوران ملازمت مستقبل کے امکانات اور لالچ اثر انداز نہ ہو سکے اور اگر انھیں وکالت کی اجازت دی جائے تو وہ اپنے سابقہ ساتھی ججس کی رائے اور فیصلوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

عدلیہ حکومت کا تیسرا اہم شعبہ ہے۔ عدلیہ شہریوں کے حقوق کے تحفظ اور دستور کی تشریح کے لیے ضروری ہے۔ ہندوستان میں سپریم کورٹ ایک چیف جسٹس اور 25 دوسرے ججس پر مشتمل ہوتی ہے۔ وفاقی عدالت ہونے کی وجہ سے اس کے ابتدائی اختیارات ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مرافعہ کی سب سے بڑی و آخری عدالت ہے۔ یہ دستور کی محافظ ہوتی ہے، اس کے علاوہ یہ ریکارڈ کی عدالت بھی ہے۔ ہندوستان میں عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔

5 زائد معلومات

قانون حکومت ہند 1935 کے تحت پہلی بار ہندوستان میں سپریم کورٹ قائم کی گئی تھی۔ ہندوستان کی سپریم کورٹ کو امریکہ کی سپریم کورٹ کی طرح عدالتی نظر ثانی کا اختیار حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے پارلیمنٹ پر سپریم کورٹ کی ایک طرح سے برتری حاصل ہے

6 فرہنگ اصطلاحات

Appellate Jurisdiction اپلیٹ جیوریسڈکشن مرافعہ کا اختیار سماعت عدالت العالیہ کا ایک خصوصی اختیار جس کے تحت زیریں عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف مرافعہ یا اپیل کی سماعت کی جاتی ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا جواب ایک سطر یا ایک جملے میں دیجیے۔

1) سپریم کورٹ کے ججس کی تعداد کتنی ہوتی ہے۔
2) چیف جسٹس کی تنخواہ اور وظیفہ کی عمر کیا ہوتی ہے۔
3) عدالتی نظر ثانی کیا ہے۔
4) ہندوستان میں سپریم کورٹ کب قائم ہوئی۔
5) ریکارڈ کی عدالت سے کیا مراد ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

ذیل کے ہر سوال کا جواب 10 سطر میں دیجیے۔

1) ہندوستانی سپریم کورٹ کی بناوٹ اہلیتوں اور معیاد عہدہ کے متعلق ایک تفصیلی نوٹ لکھیے۔
2) سپریم کورٹ کے فرائض واختیارات کو بیان کیجیے۔
3) عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے ہندوستان میں کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) عدلیہ اگر آزاد ہو تو ہی شہریوں کے .... محفوظ رہتے ہیں۔
2) .... بنیادوں پر سپریم کورٹ کے ججس کو ہٹایا جاسکتا ہے۔
3) صدر اور نائب صدر کے انتخاب کو صدر .... میں ہی چیلنج کیا جاسکتا ہے۔
4) سپریم کورٹ .... کی آخری عدالت ہے۔
5) سپریم کورٹ کے ججس کی تنخواہ .... فنڈ سے دی جاتی ہے۔

سبق 12 ریاستی حکومتیں اوراُن کی ساخت

State Governments and their Structure

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 ریاستی گورنر

3.2 گورنر کے فرائض واختیارات

3.2.1 عاملانہ اختیارات

3.2.2 قانون سازی کے اختیارات

3.2.3 مالی اختیارات

3.2.4 عدالتی اختیارات

3.3 گورنر کا موقف اور دستوری رتبہ

3.4 ریاستی مجلس وزراء

3.5 مجلس وزراء کے فرائض واختیارات

3.6 چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ)

3.7 چیف منسٹر کے فرائض واختیارات

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ ریاستی حکومت کی ساخت اور اس کی کارکردگی کا مطالعہ کریں گے۔

2 تمہید

ہندوستان ایک وفاقی ملک ہے جہاں مرکزی حکومت کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومتیں بھی ہیں۔ دستور ہند مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے درمیان اختیارات کو تقسیم کرتا ہے۔ ہندوستان میں ریاستی حکومتوں کی ساخت مرکزی حکومت کی طرح پارلیمانی ہے اور ریاستی حکومتیں ان کو حاصل اختیارات کے دائرہ میں کام کرتی ہیں۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 ریاستی گورنر

ریاست کا صدر عاملہ گورنر ہوتا ہے۔ صدر جمہوریہ ہند گورنر کا تقرر کرتے ہیں۔ ریاستی گورنر صدر کی خوشنودی تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا ہے۔ گورنر عموماً بزرگ سیاستدان اور ماہر انتظام ہوتے ہیں۔ گورنر کے لیے ضروری ہے کہ وہ :

1) ہندوستان کا شہری ہو۔
2) عمر 35 سال سے زائد ہو۔
3) ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
4) کسی عدالت کی جانب سے مجرم قرار نہ دیا گیا ہو۔
5) مرکزی یا ریاستی حکومت میں تنخواہ یافتہ ملازم نہ ہو۔

گورنر کو عہدہ کا جائزہ لینے سے قبل ریاستی ہائی کورٹ کا چیف جسٹس عہدہ اور رازداری کا حلف دلاتا ہے۔ گورنر کی معیاد عہدہ جائزہ حاصل کرنے کی تاریخ سے پانچ سال ہے۔ معیاد کے اختتام پر اسی ریاست میں دوبارہ تقرر کیا جاسکتا ہے یا کسی دوسری ریاست کو تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔ گورنر استعفیٰ بھی دے سکتا ہے۔ لیکن صدر کی طرح مواخذہ کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

گورنر کو ماہانہ 36,000 روپیہ تنخواہ مقرر ہے۔ اس کے علاوہ مفت رہائش و دیگر سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ گورنر کی رہائش گاہ کو

راج بھون کہتے ہیں۔

3.2 گورنر کے فرائض واختیارات

صدر جمہوریہ کی طرح گورنر عام حالات میں ریاست کا صرف دستوری ونمائشی سربراہ ہوتا ہے۔البتہ ریاستی ایمرجنسی کی صورت میں وہ ایک عملی حکمران بن جاتا ہے۔گورنر کے اختیارات حسب ذیل ہیں۔

3.2.1 عاملانہ اختیارات (Executive Powers)

وہ اکثریتی پارٹی کے لیڈر کو بحیثیت چیف منسٹر مقرر کرتا ہے اور چیف منسٹر کی سفارش پر دیگر وزراء کا تقرر کرتا ہے۔وہ ریاستی جامعات (یونیورسٹی) کے وائس چانسلر، ریاستی پبلک سروس کمیشن کے چیرمین وارا کین، ریاستی ایڈوکیٹ جنرل کا تقرر کرتا ہے۔

گورنر انتظامی امور پر چیف منسٹر سے رپورٹ طلب کرسکتا ہے۔گورنر ہر پندرہ یوم میں ایک بار اپنی تفصیلی رپورٹ مرکزی حکومت کو روانہ کرتا ہے۔

3.2.2 قانون سازی کے اختیارات (Legislative Powers)

ریاستی اسمبلی کے اجلاس کو طلب کرنے یا ملتوی کرنے کا اختیار ریاستی گورنر کو حاصل ہے۔وہ ہر سال کے پہلے اجلاس کو مخاطب کرتا ہے۔جسے گورنر کا خطبہ کہتے ہیں۔وہ ریاستی مقننہ کا ایک لازمی جز ہے،اسی لیے اس کی دستخط کے بغیر ریاستی اسمبلی کا منظورہ کوئی بھی بل قانون (ایکٹ) نہیں بن سکتا ہے۔وہ اینگلو انڈین طبقے کے ایک فرد کو ریاستی اسمبلی میں نامزد کرتا ہے، اگر اس کی رائے میں اسمبلی میں اس طبقے کی مناسب نمائندگی نہیں ہے۔اس کے علاوہ وہ قانون ساز کونسل (ودھان پریشد) کے 1\6 اراکین کو بھی نامزد کرتا ہے ۔وہ چیف منسٹر کے مشورہ پر ریاستی اسمبلی کو معیاد کے اختتام سے پہلے ہی تحلیل کرسکتا ہے، ریاست میں دستوری مشنری کی ناکامی کی صورت میں چیف منسٹر کی خواہش پر ریاستی مقننہ کو معطل یا تحلیل کرسکتا ہے۔ریاستی اسمبلی اجلاس نہ ہورہا ہو تو ضرورت پڑنے پر وہ ہنگامی قانون جاری کرسکتا ہے جسے آرڈیننس کہتے ہیں۔اس کا اثر اسمبلی کی جانب سے منظورہ قانون کا ہی ہوتا ہے۔لیکن اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے کے چھ ہفتے کے اندر اسمبلی میں اس کی منظوری ضروری ہے۔ورنہ وہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

3.2.3 مالی اختیارات (Financial Powers)

ریاستی اسمبلی میں ریاستی بجٹ گورنر کے نام پر ہی پیش کیا جاتا ہے۔اسمبلی میں بجٹ کی پیشکشی کے لیے گورنر سے پہلے ہی منظوری لی جاتی ہے۔گورنر ریاست کے منجمد فنڈ کا محافظ ہوتا ہے۔

3.2.4 عدالتی اختیارات (Judicial Powers)

وہ ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل کا تقرر کرتا ہے۔وہ ریاست میں تحت کی عدالتوں کے ججس کا تقرر کرتا ہے۔وہ ریاست کے

چیف جسٹس کو عہدہ کا حلف دلاتا ہے۔اسے ہائی کورٹ کی جانب سے دی گئی سزاؤں کو معاف کرنے، تبدیل کرنے یا اس میں کمی کا اختیار ہے۔

3.3 گورنر کا موقف اور دستوری رتبہ

گورنر کے مندرجہ بالا اختیارات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وسیع اختیارات کا حامل ہے۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، پارلیمانی حکومت کی روایت کے مطابق وہ ریاست میں محض دستوری سربراہ کی حیثیت رکھتا ہے۔وہ مجلس وزراء کے مشورہ سے ہی اپنے اختیارات کا استعمال کرسکتا ہے۔وہ چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ) کا تقرر تو کرتا ہے، لیکن اس کے تقرر میں اس کو آزادانہ اختیار حاصل نہیں ہے۔بلکہ وہ اکثریتی جماعت یا گروہ کے لیڈر کو ہی چیف منسٹر مقرر کرنے کے لیے پابند ہے۔ہاں اگر کسی جماعت کو واضح اکثریت حاصل نہ ہو تو وہ اپنے طور پر تقرر کرسکتا ہے۔لیکن ایسے چیف منسٹر کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اسمبلی میں جلد از جلد اپنی اکثریت ثابت کردے۔وہ چیف منسٹر کی سفارش پر دیگر وزراء کا تقرر کرتا ہے۔گورنر کو حاصل تمام اختیارات کو چیف منسٹر اور مجلس وزراء استعمال کرتی ہے۔گورنر چوں کہ نامزد عہدہ دار ہوتا ہے اور چیف منسٹر اور مجلس وزراء کی نمائندہ حیثیت ہوتی ہے، اسی لیے گورنر کو حقیقی اختیارات حاصل نہیں ہوتے۔

البتہ گورنر آزادانہ طور پر دو ہفتہ میں ایک مرتبہ ریاستی حالات پر اپنی رپورٹ مرکزی حکومت کو روانہ کرتا ہے۔اگر وہ سمجھتا ہو کہ ریاست میں دستوری مشنری ڈھپ ہوچکی ہے تو وہ ریاست میں ہنگامی حالات (ایمرجنسی) کے نفاذ کی سفارش صدر جمہوریہ ہند سے کرسکتا ہے اور ریاستی ایمرجنسی کے نفاذ پر مجلس وزراء برخواست ہوجاتی ہے اور نظم ونسق گورنر کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ان دنوں وہ حقیقی حکمران کے طور پر اختیارات کا استعمال کرتا ہے۔

3.4 ریاستی مجلس وزراء

مرکز کی طرح ریاستوں میں بھی گورنر کو مدد و مشورہ دینے کے لیے ایک مجلس وزراء ہوتی ہے (دفعہ 163) مجلس وزراء کا صدر چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ) ہوتا ہے۔گورنر ودھان سبھا (اسمبلی) میں اکثریتی جماعت کے قائد کو چیف منسٹر مقرر کرتا ہے اور چیف منسٹر کی سفارش پر گورنر دوسرے وزراء کا تقرر کرتا ہے۔ایسا فرد جو ریاستی اسمبلی کا رکن نہ ہو چیف منسٹر یا وزیر بن سکتا ہے۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ چھ ماہ کے اندر ریاستی مقننہ کی رکنیت حاصل کرلے۔دستور کی دفعہ 164 کے مطابق ریاستی مجلس وزراء گورنر کی خوشنودی تک اپنے عہدہ پر برقرار رہتی ہے۔لیکن عملاً چیف منسٹر اور مجلس وزراء اس وقت تک اپنے عہدے پر باقی رہتی ہے جب تک کہ اسے اسمبلی کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔چوں کہ ودھان سبھا کی معیاد پانچ سال ہوتی ہے اسی لیے مجلس وزراء بھی پانچ تک کام کرتی ہے۔لیکن اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد کے ذریعہ اگر اسے ہٹادیا جائے تو نئی مجلس وزراء عہدہ سنبھالتی ہے۔

مجلس وزراء کا ہر وزیر اپنے محکمے کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ وہ اجتماعی ذمہ داری بھی قبول کرتا ہے۔اگر چیف منسٹر

کسی وزیر کی کارکردگی سے مطمئن نہ ہو تو وزیر کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔

3.5 مجلس وزراء کے فرائض و اختیارات

مرکز کی طرح ریاستی مجلس وزراء کو حقیقی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ ریاستی مجلس وزراء کے اختیارات حسب ذیل ہیں :

a) **پالیسی سازی :** ریاستی مجلس وزراء حکومت کی اہم پالیسیوں کو طئے کرتی ہے۔ چنانچہ حکومت کے مختلف محکموں سے متعلق پالیسیوں پر کابینہ میں غور کیا جاتا ہے اور بحث و مباحث کے بعد ان کو منظور کرلیا جاتا ہے۔ اپنی پالیسیوں کے مطابق تمام محکمے اپنے قواعد و ضوابط اور دیگر امور کو طئے کرتے ہیں۔ اپنی پالیسی امور کی مقننہ سے منظوری بھی لی جاتی ہے۔ اس طرح مقننہ کی منظوری سے حکومت اپنی پالیسیوں کو لاگو کرتی ہے۔

b) **نظم و نسق پر نگرانی :** مجلس وزراء تمام عاملانہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نظم و نسق پر اپنی نگرانی رکھتی ہے۔ چنانچہ محکمہ جاتی اعلیٰ عہدہ داروں کا تقرر یہی کرتی ہے۔ انتظامی سہولت کی خاطر محکموں کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر وزیر کسی نہ کسی محکمہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے محکمہ کے متعلقہ عہدہ داروں کا تقرر کرتا ہے اور ان پر اپنی نگرانی رکھتا ہے۔ اعلیٰ عہدہ دار جیسے چیف سکریٹری اور دیگر سکریٹری و ناظم اعلیٰ (ڈائریکٹر) مجموعی طور پر مجلس وزراء کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

c) **تقررات :** حکومت کے تمام اعلیٰ عہدوں پر تقررات مجلس وزراء ہی کرتی ہے۔ چنانچہ گورنر کی جانب سے کیے جانے والے تمام تقررات کے لیے مجلس وزراء ہی سفارش کرتی ہے۔ جیسے مختلف کمیشن اور بورڈ کے صدور، یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ریاستی پبلک سروس کمیشن کے اراکین و صدر نشین وغیرہ کے تقرر کے لیے مجلس وزراء ہی گورنر سے سفارش کرتی ہے۔

d) **نظم و ضبط کی برقراری :** ریاست میں قانون کے نفاذ اور نظم و ضبط کی برقراری کے لیے مجلس وزراء ہی اقدامات کرتی ہے۔ مقننہ کے منظورہ قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری مجلس وزراء پر ہی ہے۔ مجلس وزراء قوانین کے نفاذ کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتی رہتی ہے اور ضرورتاً نئے احکامات اور ہدایات جاری کرتی ہے۔

e) **قانون سازی :** مقننہ میں کی جانے والی قانون سازی کے لیے تجاویز مجلس وزراء ہی پیش کرتی ہے۔ چنانچہ اسے عوامی مسودہ قانون (Public Bill) کہتے ہیں۔ مجلس وزراء قانونی مسودات کو تیار کرتی اور مقننہ میں انھیں پیش کرتی ہے۔ مقننہ میں ہونے والی زیادہ تر قانون سازی مجلس وزراء کی طرف سے ہی پیش کی جاتی ہے۔ مجلس وزراء کے مشورے پر ہی گورنر کی جانب سے ہنگامی قوانین (Ordinance) جاری کیے جاتے ہیں۔

f) **بجٹ کی تیاری :** آمدنی و خرچ سے متعلق کوئی بھی مسودہ قانون جسے عام طور پر بجٹ کہتے ہیں مجلس وزراء کی طرف سے ہی تیار کیا جاتا اور اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے، مالی امور سے متعلق کسی بھی مسودہ قانون کو وزراء کے علاوہ کوئی اور پیش نہیں کرسکتا۔ مختلف محکموں

کے مطالبات زر کو وزراء اسمبلی میں پیش کرتے اور اس کی منظوری لیتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ اپنے محکمے کے حسابات بھی اسمبلی میں پیش کر کے اس کی منظوری لیتے ہیں۔

اس طرح مجلس وزراء کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

3.6 چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ)

دستور ہند کی دفعہ 163 کے مطابق مجلس وزراء کا سربراہ چیف منسٹر ہوتا ہے۔ریاست میں چیف منسٹر کی حیثیت اور اہمیت وہی ہوتی ہے جو مرکز میں وزیر اعظم کی ہے۔گورنر کے اختیارات صرف دستوری نوعیت کے ہیں حکومت کے سربراہ کی حیثیت میں تمام اختیارات عملاً چیف منسٹر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔

گورنر ریاستی اسمبلی (ودھان سبھا) میں اکثریتی جماعت کے لیڈر کو چیف منسٹر مقرر کرتا ہے۔اگر کسی جماعت کو اکثریت حاصل نہ ہو تو چیف منسٹر کے تقرر میں گورنر اپنے اختیار تمیزی کا استعمال کرتے ہوئے کسی کو بھی چیف منسٹر مقرر کر سکتا ہے۔لیکن ایسے شخص کو اسمبلی میں اپنی اکثریت ثابت کر دکھانا ہوتا ہے۔وہ اگر اپنی اکثریت ثابت نہ کر پائے تو اسے مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

چیف منسٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ریاستی مقننہ کے دونوں ایوان میں سے کسی ایک کا رکن ہو۔چیف منسٹر کا عہدہ سنبھالتے وقت اگر وہ کسی بھی ایوان کا رکن نہ ہو تو چھ ماہ کے اندر اندر سے کسی بھی ایوان کی رکنیت حاصل کر لینا چاہیے۔

چیف منسٹر کی معیاد عہدہ پانچ سال ہوتی ہے۔لیکن اس کا انحصار مقننہ میں اس کو حاصل تائید پر ہے۔اگر تائید ختم ہوتی ہے تو چیف منسٹر کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔چیف منسٹر اپنے طور پر بھی استعفیٰ دے سکتا ہے۔گورنر چیف منسٹر کو عہدہ اور رازداری کا حلف دلاتا ہے۔

3.7 چیف منسٹر کے فرائض واختیارات

ریاستی حکومت میں چیف منسٹر کی وہی طاقت اور حیثیت ہوتی ہے جو کہ مرکزی حکومت میں وزیر اعظم کی ہے۔چیف منسٹر اپنے وزراء کا انتخاب کرتا ہے۔ان میں قلمدانوں کو تقسیم کرتا ہے۔وہ جب چاہے کسی بھی وزیر سے استعفیٰ طلب کرتا ہے۔وہ گورنر اور وزراء کے درمیان رابطہ ہوتا ہے اسی لیے کوئی بھی وزیر چیف منسٹر کی اجازت کے بغیر گورنر سے ملاقات نہیں کر سکتا۔وہ کابینہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ہر منسٹر اپنی کارکردگی کے لیے چیف منسٹر کو انفرادی طور پر جوابدہ ہوتا ہے۔وہ مختلف وزارتوں اور محکموں کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔

چیف منسٹر ریاستی اسمبلی میں قائد ایوان ہوتا ہے۔چیف منسٹر کے مشورہ پر ہی گورنر ریاستی اسمبلی کے اجلاس طلب یا ملتوی کرتا ہے۔چیف منسٹر اسمبلی کو تحلیل کرنے کا مشورہ گورنر کو دے سکتا ہے۔اسمبلی کے نظام العمل (Time Table) کا تعین بھی چیف منسٹر ہی کرتا ہے۔اگر کوئی وزیر اسمبلی میں جواب دینے یا ایوان کو مطمئن کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو یہ چیف منسٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایوان کو مطمئن کرے۔

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان میں مرکزی حکومت کے خطوط پر ریاستوں میں پارلیمانی طریقہ حکومت کو قائم کیا گیا ہے۔ ریاست کا سربراہ گورنر ہوتا ہے جسے صدر مقرر کرتا ہے۔ گورنر کا عہدہ عزت و وقار کا ہوتا ہے۔ اس کا موقف ریاست میں وہی ہوتا ہے جو مرکز میں صدر کا ہے۔ حقیقی اختیارات چیف منسٹر اور اس کی مجلس وزراء کو حاصل ہوتے ہیں۔ چیف منسٹر اکثریتی جماعت کا لیڈر ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ ایوان کا قائد ہوتا ہے، وہ وزیروں اور گورنر کے درمیان ایک رابطہ ہوتا ہے۔ تمام عاملانہ اختیارات کو وہی استعمال کرتا ہے۔ ریاستی حکومت کی کارکردگی کا انحصار چیف منسٹر کی صلاحیت، شخصیت اور اس کی سیاسی قوت پر ہے۔

5 زائد معلومات

گورنر کو ہمیشہ دوسری ریاست سے لیا جاتا ہے۔ یعنی جس ریاست کا وہ باشندہ ہوتا ہے اسے وہاں کا گورنر نہیں بنایا جاتا بلکہ دوسری ریاست میں گورنر بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اسی لیے گورنر ریاست میں مرکز کے ایجنٹ اور نگران کار کے طور پر کام کرتا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

ودھان سبھا — ریاستی مقننہ کا ایوان زیریں

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا ایک سطر یا ایک جملے میں جواب دیجیے۔

1) گورنر کا تقرر کون کرتا ہے۔
2) گورنر کے عہدے کی معیاد کیا ہوتی ہے۔
3) گورنر کے متعلق کیا کہا جاتا ہے۔
4) گورنر چیف منسٹر کا تقرر کس طرح کرتا ہے۔
5) ریاستی اسمبلی میں قائد ایوان کون ہوتا ہے۔
6) چیف منسٹر کس کو جواب دہ ہے۔
7) ریاست میں سربراہ حکومت کون ہوتا ہے۔
8) انفرادی طور پر وزراء کس کو جواب دہ ہوتے ہیں۔

9) ریاستی وزراء میں قلمدانوں کی تقسیم کون کرتا ہے۔

10) وزیروں اور گورنر کے درمیان کون رابطہ کا کام کرتا ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا کم از کم 10 تا 15 سطر میں جواب دیجیے۔

1) ریاستی حکومت میں گورنر کے اختیارات کیا ہیں؟ لکھیے۔

2) گورنر کے دستوری موقف اور رتبے کو بیان کیجیے۔

3) ریاستی مجلس وزراء کے اختیارات کا جائزہ لیجیے۔

4) چیف منسٹر کے فرائض و اختیارات بیان کیجیے۔

5) ریاستی حکومت میں چیف منسٹر کے موقف کا جائزہ لیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

. خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) ریاست کا صدر عاملہ .... ہوتا ہے۔

2) مجلس وزراء .... کی خوشنودی تک اپنے عہدے پر برقرار رہتی ہے۔

3) ریاستی مقننہ کے منظورہ قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری .... پر ہے۔

4) ہنگامی قوانین کو .... کہتے ہیں۔

5) وزراء میں قلمدانوں کو تقسیم کرنے کا کام .... کرتا ہے۔

سبق 13 ریاستی مقنّنہ - ساخت فرائض واختیارات

State Legislature - Structure, Functions and Powers

1 سبق کا خاکہ
2 تمہید
3 سبق کا متن
3.1 ریاستی مقننہ کی ساخت
3.2 ریاستی مقننہ کے فرائض
3.3 ودھان سبھا اور ودھان پریشد کے درمیان تعلقات
3.4 ریاستی مقننہ کے حدود
4 سبق کا خلاصہ
5 زائد معلومات
6 فرہنگ اصطلاحات
7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ ریاستی مقننہ (قانون ساز جماعت) کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ ریاستی مقننہ کی نوعیت اور اس کے فرائض سے واقفیت ہوگی۔ ریاستی مقننہ کے دونوں ایوان کے درمیان تعلق پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

2 تمہید

مرکز میں قانون ساز ادارہ مقننہ (مرکزی پارلیمنٹ) کی طرح ہر ریاست میں بھی ایک قانون ساز ادارہ ہوتا۔ ہندوستان کی ریاستیں اپنے طور پر ایک ایوانی یا دو ایوانی مقننہ رکھنے کے لئے آزاد ہیں۔ جہاں پر دو ایوانی مقننہ ہوتی ہے وہاں ایک قانون ساز اسمبلی (Legislative Assembly) اور قانون ساز کونسل (Legislative Council) ہوتی ہے۔ قانون ساز اسمبلی کو ودھان سبھا اور قانون ساز کونسل کو ودھان پریشد کہتے ہیں۔

ودھان سبھا ایوان زیریں ہوتی ہے اور ودھان پریشد ایوان بالا ہوتی ہے جہاں ایک ایوانی مقننہ ہوتی ہے وہاں پر مقننہ کا ایک ہی ایوان ہوتا ہے، جسے ودھان سبھا کہتے ہیں۔ ریاستی مقننہ کی خواہش پر مرکزی پارلیمنٹ ریاست کے دوسرے ایوان کو ختم کر سکتی ہے، یا دوسرے ایوان کو قائم کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔ ہندوستان کی زیادہ تر ریاستوں میں مقننہ کا ایک ایوان ہی ہے۔

3 سبق کا متن

اب ہم ریاستی مقننہ کی نوعیت، ساخت اور اس کے فرائض و اختیارات کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

3.1 ریاستی مقننہ کی ساخت

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے ریاستی مقننہ ایک ایوانی یا دو ایوانی ہوتی ہے۔ اب ہم ریاستی مقننہ کے دونوں ایوانوں کی ساخت کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

ریاستی مقننہ اگر ایک ایوانی ہو تو ودھان سبھا اور ریاستی گورنر پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر دو ایوانی ہو تو ریاستی گورنر ودھان سبھا اور ودھان پریشد پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک ایوان مقننہ کو ہم ذیل کی شکل سے سمجھ سکتے ہیں۔

گورنر + | ودھان سبھا |

دو ایوانی مقننہ کی شکل اس طرح ہوگی

گورنر + | ودھان پریشد | ودھان سبھا |

ایوان بالا   نچلا ایوان

I ودھان پریشد یا قانون ساز کونسل

ودھان پریشد یا قانون ساز کونسل دو ایوانی مقننہ کا ایوان بالا ہوتا ہے۔ یہ ایک مستقل ایوان ہے۔ اسے عوام راست طور پر منتخب نہیں کرتے۔ اس کے اراکین کو ریاست کی مختلف ایجنسیاں اس طرح منتخب کرتی ہیں۔

1) 1/3 اراکین کو میونسپل کمیٹیوں، ضلعی بورڈ اور ریاست میں حکومت مقامی کے دوسرے اداروں جیسے گرام پنچایت وغیرہ کے اراکین مل کر منتخب کرتے ہیں۔

2) 1/3 اراکین کو ودھان سبھا کے اراکین منتخب کرتے ہیں اور یہ انتخاب غیر اراکین میں سے کیا جاتا ہے۔

3) ودھان سبھا کی جملہ اراکین کے 1/6 حصے کو ریاستی گورنر کی جانب سے نامزد کیا جاتا ہے، جن کا تعلق زندگی کے اہم شعبوں ادب، آرٹ، سائنس اور سماجی خدمات سے ہوتا ہے۔

4) جملہ اراکین میں سے 1/12 اراکین کو ریاست میں ہائیر سکنڈری اسکول اور کالج کے اساتذہ منتخب کرتے ہیں۔

5) جملہ اراکین کے 1/12 کو ریاست کے تعلیم یافتہ گرائجویٹ منتخب کرتے ہیں۔

ودھان پریشد کی معیاد : ودھان پریشد ایک مستقل ایوان ہے۔ اسے گورنر کی جانب سے کسی بھی صورت میں تحلیل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے اراکین جملہ چھ سالہ معیاد کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ جن میں سے 1/3 (ایک تہائی) اراکین ہر دو سال بعد اپنی چھ سالہ معیاد کے ختم پر سبکدوش ہوتے ہیں اور ان کی جگہ پر نئے اراکین کا دوبارہ انتخاب ہوتا ہے۔ ایک رکن اپنی معیاد کے اختتام کے بعد ایک سے زائد مرتبہ بھی منتخب ہوسکتا ہے۔ اس کے اجلاس کی صدارت کے لئے اراکین اپنے میں سے ایک کو بحیثیت صدر نشین منتخب کر لیتے ہیں۔

ودھان پریشد کے اراکین کی تعداد : ودھان پریشد کے جملہ اراکین کی تعداد متعلقہ ریاست کی ودھان سبھا کے جملہ اراکین کی تعداد کے 1/3 سے زیادہ اور چالیس سے کم نہیں ہوتی۔

اہلیت : ودھان پریشد کے رکن کے لیے ضروری ہے کہ

1) وہ ہندوستان کا شہری ہو۔

2) اس کی عمر 30 سال سے کم نہ ہو۔

3) ریاست کے کسی بھی حلقے کی فہرست رائے دہندگان میں اس کا نام ہو۔

4) وہ جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہو۔

5) وہ ایک سزا یافتہ مجرم نہ ہو۔

II ودھان سبھا یا قانون ساز اسمبلی

ودھان سبھا کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ریاستی عوام راست طور پر منتخب کرتے ہیں۔ ریاست کو آبادی کے لحاظ سے مختلف حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر حلقہ سے ایک نمائندہ راست منتخب ہوتا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ودھان سبھا کے اراکین کی تعداد زیادہ سے زیادہ 500 اور کم سے کم 60 ہوتی ہے۔ لیکن چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے قیام کے بعد سے اراکین کی تعداد کو مزید گھٹا کر 40 اور 30 کردیا گیا ہے۔ چنانچہ میزورم اور گوا اسمبلی کے اراکین کی تعداد 40 ہے جب کہ سکم کی 32 اور اروناچل پردیش اسمبلی کے اراکین کی تعداد 30 مقرر ہے۔ ریاستوں کی اسمبلی کے اراکین کی تعداد کا تعین وہاں کی آبادی کے لحاظ سے مرکزی پارلیمنٹ کرتی ہے۔

ودھان سبھا کی معیاد : ودھان سبھا کو عموماً پانچ سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ لیکن ریاستی گورنر کی جانب سے اُسے پانچ سال سے قبل بھی تحلیل کیا جاسکتا ہے اگر

1) ریاستی چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ) ایسا کرنے کے لئے مشورہ دے۔ یا

2) ریاست میں صدر راج کے نفاذ کے ذریعہ ریاستی نظم ونسق کو صدر جمہوریہ ہند اپنے ہاتھ میں لیں۔

اس کے علاوہ قومی ایمرجنسی کے نفاذ کی صورت میں ودھان سبھا کی معیاد میں ایک وقت میں ایک سال کا اضافہ کیا جاسکتا ہے اور ایمرجنسی کے خاتمہ کے بعد زیادہ سے زیادہ مزید چھ ماہ اس کی معیاد ہوتی ہے۔

اجلاس : ودھان سبھا کا اجلاس سال میں کم از کم دو مرتبہ ہوتا ہے اور کسی بھی صورت میں دو اجلاسوں کے درمیان چھ ماہ سے زیادہ کا وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔

اہلیت : ودھان سبھا کے رکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ

1) ہندوستان کا شہری ہو۔

2) اس کی عمر 25 سال سے زیادہ نہ ہو۔

3) اس کا نام ریاست کے کسی بھی حلقہ انتخاب کی فہرست رائے دہندگان میں ہو۔

4) وہ مرکزی اور ریاستی حکومت میں کسی بھی عہدہ پر نہ ہو۔

5) وہ جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

اسپیکر ودھان سبھا : ودھان سبھا کے اجلاس کی صدارت اور اس کی کارروائی چلانے کے لیے اراکین اپنے میں سے ایک کو اسپیکر منتخب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسپیکر کی غیر حاضری میں صدارت کے لیے ایک ڈپٹی اسپیکر کو بھی منتخب کرلیا جاتا ہے۔ عموماً اسپیکر کو حکمران جماعت اور ڈپٹی اسپیکر کو حزب مخالف جماعت (اپوزیشن) سے منتخب کرلیا جاتا ہے۔ اسپیکر کا اہم کام اجلاسوں کی صدارت کرنا

اور اس کی کارروائی چلاتا ہوتا ہے۔ وہ اجلاسوں کے نظام العمل (ٹائم ٹیبل) کو طئے کرتا ہے۔ صرف اُس کی اجازت سے ہی کوئی رکن تقریر کر سکتا ہے۔ تقریر میں صرف اسپیکر کو ہی مخاطب کیا جاتا ہے۔ اسپیکر ہی اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ آیا کوئی بل مالی بل ہے یا نہیں، وہ ضرورت پڑنے پر اجلاس میں رائے دہی کرواتا اور اس کا فیصلہ سناتا ہے۔ اُسی کی دستخط سے ودھان سبھا کے منظورہ بل ودھان پریشد یا گورنر کو بھیجے جاتے ہیں۔

3.2 ریاستی مقننہ کے فرائض

ریاستی مقننہ ریاستوں میں قانون سازی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ چنانچہ دستور ہند میں دیے گئے ریاستی موضوعات (State List) اور مشترکہ فہرست (Concurrent List) کے موضوعات پر اُسے قانون سازی کا اختیار ہے۔

اگر ریاستی مقننہ دو ایوانی ہو تو عام بل (مسودہ قانون) کو کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے اور ایک ایوان کی منظوری کے بعد دوسرے ایوان کو بھیجا جاتا ہے اگر کسی بل پر دو ایوانوں کے درمیان ٹکراؤ ہو تو اسمبلی کو ہی برتری حاصل ہوگی۔

3.2.1 قانون سازی کے فرائض (Legislative Functions)

ریاستی مقننہ متعلقہ ریاست کے لیے قانون ساز ادارہ ہوتی ہے۔ یہ ریاستی اور مشترکہ فہرست کے موضوعات پر قانون سازی کر سکتی ہے۔ مشترکہ فہرست کے کسی موضوع پر ریاستی مقننہ کا منظورہ قانون اُسی موضوع پر مرکزی پارلیمنٹ کے قانون سے ٹکراتا ہو تو مرکزی قانون نافذ ہوگا۔

اگر مقننہ دو ایوانی ہو تو عام بل کو کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی بل پر دو ایوانوں میں ٹکراؤ ہو تو ودھان سبھا (اسمبلی) کو ہی برتری حاصل ہوگی۔ ودھان پریشد کسی بل کی منظوری میں دیری تو کر سکتی ہے لیکن اُسے ختم نہیں کر سکتی۔ ودھان سبھا کے منظورہ قانون کو ودھان پریشد صرف تین ماہ تک روکے رکھ سکتی ہے۔ لیکن اگر ودھان سبھا دوسری مرتبہ اُسی بل کو منظور کرتی ہے ودھان پریشد ایسے بل کو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک روکے رکھ سکتی ہے۔ اس کے بعد یہ بل خود بہ خود منظورہ سمجھا جائے گا اور گورنر کی دستخط سے یہ قانون بن جائے گا۔

3.2.2 مالی اختیارات (Financial Functions)

ریاستی مالیہ پر ریاستی مقننہ کا پورا پورا کنٹرول ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس کی مرضی اور اجازت کے بغیر نہ تو کوئی محصول (Tax) عائد کیا جاسکتا ہے اور نہ تو پیسے خرچ کیے جاسکتے ہیں۔

مالی بل کے معاملے میں ودھان پریشد کے اختیارات کمزور ہیں۔ مالی بل کو صرف ودھان سبھا میں ہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ودھان پریشد مالی بل کو زیادہ سے زیادہ چودہ دن تک روکے رکھ سکتی ہے۔ اس مدت کے بعد اس بل کو منظورہ سمجھا جاتا ہے اور گورنر کی دستخط کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

3.2.3 عاملہ پر نگرانی

مرکزی پارلیمنٹ کی طرح ہی ریاستی مقننہ ریاستی عاملہ (حکومت) کو کنٹرول کرسکتی ہے۔ چنانچہ ریاستی حکومت اجتماعی طور پر مقننہ کو جوابدہ ہوتی ہے۔ مقننہ کے اراکین وزراء سے سوالات کرسکتے ہیں اور غیر تشفی بخش جواب کی صورت میں وزراء کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔ ودھان سبھا ریاستی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد منظور کرتے ہوئے ریاستی حکومت کو ہٹاسکتی ہے۔

3.2.4 انتخابی فرائض (Electoral Powers)

ریاستی ودھان سبھا مرکزی پارلیمنٹ کے ساتھ مل کر صدر جمہوریہ کا انتخاب کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی مقننہ ریاست کے لیے راجیہ سبھا کے اراکین کو بھی منتخب کرتی ہے۔ ودھان سبھا ودھان پریشد کے چند اراکین کو بھی منتخب کرتی ہے۔

3.3 ودھان سبھا اور ودھان پریشد کے درمیان تعلقات

ہر ریاست کے لیے ودھان سبھا تو لازمی ہے۔ جب کہ ودھان پریشد صرف اختیاری ہے۔ اگر ودھان سبھا 2/3 اکثریت سے قرارداد کی منظوری کے لیے ودھان پریشد کا مطالبہ کرتی ہے تو مرکزی حکومت اس ریاست میں ودھان پریشد کے قیام کی منظوری دیتی ہے۔ اسی طرح سے اگر ودھان سبھا 2/3 اکثریت سے ودھان پریشد کو برخواست کرنے کے لیے قرارداد منظور کرتی ہے تو مرکزی حکومت اس کو برخواست کرتی ہے۔ اس طرح ودھان پریشد کو ریاست میں دوسری سطح کا موقف حاصل ہوتا ہے۔

حکومت پر کنٹرول کے معاملے میں بھی ودھان پریشد کو کم تر اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ وہ تحریک اعتماد کے ذریعہ ریاستی حکومت کو ختم نہیں کرسکتی۔

عام مسودہ قوانین (بل) کے معاملے میں بھی پریشد کا اختیار معمولی ہے۔ اگر ودھان سبھا کسی بل کی منظوری کے لیے اصرار کرتی ہے تو ودھان پریشد اُسے ختم نہیں کرسکتی۔ البتہ اُس کی منظوری میں کسی قدر دیری کرسکتی ہے۔

مالی بل کو صرف ودھان سبھا میں ہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ودھان پریشد صرف چودہ دن تک روکے رکھ سکتی ہے اور اس مدت کے گزرنے کے بعد مالی بل کو منظورہ سمجھا جاتا ہے اور اُسے گورنر کی منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

3.4 ریاستی مقنّنہ کے حدود

عام حالات میں ریاستی مقننہ کو ریاستی فہرست اور مشترکہ فہرست پر قانون سازی کا مکمل اختیار ہے۔ لیکن ہمارے دستور بنانے والے ہر حالت میں ملک کا اتحاد چاہتے تھے، اس لیے ریاستی مقننہ کے قانون سازی کے اختیار پر چند پابندیاں یا تحدیدات بھی عائد کیے ہیں۔ چنانچہ، اگر راجیہ سبھا 2/3 (دو تہائی) اکثریت سے قرارداد منظور کرتے ہوئے کسی خاص ریاستی موضوع پر مرکزی پارلیمنٹ کی جانب سے قانون سازی کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ ایسی صورت میں پارلیمنٹ ریاستی موضوع پر بھی قانون سازی کرسکتی ہے۔ اسی طرح

ایک یا ایک سے زائد ریاستی اسمبلیاں اپنی قراردادوں کے ذریعہ پارلیمنٹ سے اگر درخواست کرتی ہیں تو پارلیمنٹ ان ریاستوں کے لیے ریاستی موضوعات پر بھی قانون سازی کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض معاملات میں ریاستی گورنر ریاستی مقننہ کے منظورہ مسودہ قانون کو صدر جمہوریہ ہند کی منظوری کے لیے روانہ کرسکتے ہیں۔ اس طرح ریاستی مقننہ کی قانون سازی مرکزی حکومت کی منظوری کے تابع ہوجاتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر کیے گئے معاہدات کی عمل آوری کے لیے مرکزی پارلیمنٹ ریاستی فہرست میں شامل کسی بھی موضوع پر قانون سازی کرسکتی ہے۔

اگر ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ ہو تو مرکزی پارلیمنٹ ریاستی فہرست کے کسی بھی موضوع پر قانون سازی کرسکتی ہے۔ اسی طرح ریاستی ایمرجنسی کی صورت پر ریاستی فہرست کے تمام موضوعات پر پارلیمنٹ قانون سازی کرتی ہے۔ مشترکہ فہرست کے موضوعات پر ریاستی مقننہ کو اگر چہ کہ قانون سازی کا اختیار ہے، لیکن مشترکہ فہرست کے اس موضوع پر مرکزی حکومت کا قانون ریاستی قانون سے ٹکراتا ہو تو مرکزی قانون کو برتری حاصل ہوگی۔ اس طرح ریاستی مقننہ کی قانون سازی پر کئی ایک تحدیدات و پابندیاں عائد ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

مرکز میں پارلیمنٹ قانون سازی کرتی ہے۔ ریاست میں ریاستی مقننہ قانون سازی کرتی ہے۔ ریاستی مقننہ کا ایک ایوان یا دو ایوان ہوسکتے ہیں۔ ریاستوں کے ایوان بالا کو ودھان پریشد کہتے ہیں۔ یہ ایک مستقل ایوان ہے۔ ایوان زیریں کو ودھان سبھا کہتے ہیں۔ اس کی معیاد پانچ سال ہوتی ہے۔ لیکن اسے اس معیاد کے اختتام سے قبل بھی تحلیل کیا جاسکتا ہے۔ ودھان سبھا کو ریاست کے عوام اپنے راست ووٹ کے ذریعے چنتے ہیں۔ ودھان سبھا کے اجلاسوں کی صدارت اور کارروائی چلانے کے لیے ایک اسپیکر کو منتخب کرلیا جاتا ہے۔ ریاستی مقننہ کئی فرائض انجام دیتی ہے، جیسے قانون سازی کے فرائض، مالی فرائض، عاملہ پر نگرانی کے فرائض، انتخابی فرائض وغیرہ۔ ریاستی مقننہ پر کئی ایک پابندیاں بھی ہوتی ہیں۔

5 زائد معلومات

اترپردیش، بہار، مہاراشٹرا، کرناٹک اور جموں و کشمیر میں مقننہ دو ایوان ہیں۔ دیگر تمام ریاستوں میں مقننہ ایک ایوان ہے، آندھراپردیش میں ودھان پریشد کو 1985ء میں برخواست کیا گیا۔ ودھان سبھا کے اجلاسوں کی صدارت چیرمین (صدرنشین) کرتا ہے۔ جو ایوان کا ہی منتخبہ ہوتا ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Bi-Cameral	بائیکیمرل	دوایوانی مقننہ
Uni-Cameral	یونی کیمرل	ایک ایوانی مقننہ

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک یا دو جملوں میں دیجیے۔

1) ودھان سبھا کے اجلاسوں کی صدارت کون کرتا ہے۔
2) ودھان سبھا کے ارکان کا انتخاب کس طرح ہوتا ہے۔
3) ودھان سبھا کے ارکان کی کم سے کم عمر کیا ہوتی ہے۔
4) ودھان پریشد کے ارکان کی کم سے کم عمر کیا ہوتی ہے۔
5) ان ریاستوں کے نام بتاؤ جہاں مقننہ کے دوایوان ہیں۔
6) ودھان سبھا کے چیرمین کا انتخاب کس طرح ہوتا ہے۔
7) ریاستی مقننہ کے مسودہ قوانین پر کس کی دستخط ضروری ہوتی ہے۔
8) ریاستی مجلس وزراء کس کو جوابدہ ہوتی ہے۔
9) ودھان پریشد کو مستقل ایوان کیوں کہا جاتا ہے؟
10) ودھان پریشد کے کتنے اراکین کو ودھان سبھا منتخب کرتی ہے۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا کم از کم 10 تا 15 سطر میں جواب دیجیے۔

1) ودھان پریشد کی بناوٹ کو تفصیل سے بیان کیجیے۔
2) ودھان پریشد اور ودھان سبھا کی رکنیت کے لیے ضروری شرائط لکھیے۔
3) اسپیکر ودھان سبھا کے فرائض پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
4) ریاستی مقننہ کے قانون سازی کے فرائض کے بارے میں ایک نوٹ لکھیے۔
5) ودھان پریشد پر ودھان سبھا کو کس طرح برتری حاصل ہے؟ بیان کیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) دوایوانی مقننہ دوایوانوں یعنی .... پر مشتمل ہوتی ہے۔

2) ودھان پریشد کے .... اراکین .... سال بعد سبکدوش ہوتے ہیں۔

3) ودھان سبھا کے اراکین کی زیادہ سے زیادہ تعداد .... ہوتی ہے۔

4) ودھان سبھا کا اجلاس سال میں کم از کم .... مرتبہ ہوتا ہے۔

5) ریاستی مقننہ .... فہرست پر قانون سازی کرتی ہے۔

7.4 صحیح جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1) ودھان پریشد کے اراکین کی معیاد ہوتی ہے۔

(1) 5 سال (2) 6 سال (3) 2 سال

2) ودھان سبھا کے دو اجلاسوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔

(1) 6 ماہ (2) 2 ماہ (3) 4 ماہ

3) ودھان پریشد کے جملہ اراکین کی تعداد اس سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

(1) 20 (2) 40 (3) 60

4) ودھان سبھا کے زیادہ سے زیادہ اراکین کی تعداد ہوتی ہے۔

(1) 500 (2) 300 (3) 400

5) ریاستی مقننہ قانون سازی کر سکتی ہے۔

(1) صرف ریاستی فہرست پر (2) صرف مرکزی فہرست پر (3) ریاستی اور مشترکہ فہرست پر

سبق 14 ریاستی عدلیہ - ہائی کورٹ

State Judiciary - High Court

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 ریاستی ہائی کورٹ ساخت اور اہلیتیں

3.2 ہائی کورٹ کے فرائض و اختیارات

3.2.1 ابتدائی اختیار

3.2.2 اپیل (مرافعہ) کا اختیار سماعت

3.2.3 دستور کی محافظ

3.2.4 بنیادی حقوق کی محافظ

3.2.5 مشاورتی فرائض

3.2.6 انتظامی فرائض

3.2.7 ریکارڈ کی عدالت

3.3 عدلیہ کی آزادی

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

پچھلے صفحات میں سبق 11 میں آپ نے مرکزی عدالتی نظام یا سپریم کورٹ کے متعلق پڑھا ہے۔اس سبق میں آپ ریاستی عدلیہ یعنی ہائی کورٹ کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

ہندوستان ایک وفاقی ملک ہے جہاں اختیارات مرکزی اور ریاستی حکومتوں میں تقسیم ہیں ۔ ہندوستان میں ایک مرکزی حکومت اور 28 ریاستی حکومتیں ہیں ہر ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت ہائی کورٹ کہلاتی ہے۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو سہولت کی خاطر حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 ریاستی ہائی کورٹ - ساخت اور اہلیتیں

ریاستی ہائی کورٹ ایک چیف جسٹس اور دوسرے ججس پر مشتمل ہوتی ہے۔ججس کی تعداد متعین نہیں، بلکہ پارلیمنٹ کو وقتاً فوقتاً اس کی تعداد کے تعین کا اختیار حاصل ہے۔اس کے علاوہ دو سالہ معیاد کے لیے عارضی یا اڈہاک ججس کا تقرر بھی ہوتا ہے۔ججس 62 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتے ہیں۔ہائی کورٹ کا جج بننے کے لیے ضروری ہے کہ

1) وہ ہندوستان کا شہری ہو۔
2) کسی عدالت میں بحیثیت جج کم از کم پانچ سال خدمات انجام دی ہوں۔
3) بحیثیت وکیل مسلسل دس سال تک کسی ہائی کورٹ میں بحیثیت وکیل کام کیا ہو۔
4) صدر جمہوریہ کی نظر میں وہ ایک ممتاز قانون داں ہو۔

صدر جمہوریہ ہند ججس اور چیف جسٹس کا تقرر کرتے ہیں ۔ چیف جسٹس کا تقرر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور متعلقہ ریاست کے مشورہ سے کیا جاتا ہے۔دیگر ججس کا تقرر متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے مشورہ سے کیا جاتا ہے۔

معیاد عہدہ اور تنخواہ : ریاستوں میں بھی عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے طویل عمر تک ملازمت کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ چنانچہ ہائی کورٹ کے ججس 62 سال تک خدمات انجام دیتے ہیں ۔ وہ اپنے طور پر بھی مستعفی ہوسکتے ہیں ۔ان کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں، لیکن ان کو ہٹانے کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہی ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ ججس یا چیف جسٹس کو ان کے ثابت غلط رویے یا نااہلی کی بنیاد پر مواخذہ کے ذریعہ علاحدہ کرسکتی ہے۔

ججس کی تنخواہوں میں حالیہ برسوں میں ہی اضافہ کیا گیا ہے، چنانچہ چیف جسٹس ہائی کورٹ کی تنخواہ ماہانہ 30,000 روپے اور دوسرے ججس کی تنخواہ ماہانہ 26,000 روپے مقرر ہے۔ اس کے علاوہ دیگر الاونس اور رہائش گاہ کی سہولت بھی حاصل ہوگی۔ دوران ملازمت ان کی تنخواہوں اور الاونس میں کمی نہیں کی جاسکتی۔ صرف دفعہ 360 کے تحت لگائی گئی مالی ایمرجنسی کے دوران ہی ان کی تنخواہوں میں کمی کی جاسکتی ہے۔ ججس کی تنخواہیں ریاست کے مجمد فنڈ سے دی جاتی ہیں۔ یہ فنڈ ریاستی مقننہ کے دائرہ کار سے باہر ہوگا۔

3.2 ہائی کورٹ کے فرائض واختیارات

ہائی کورٹ کے اہم فرائض واختیارات اس طرح ہیں :

3.2.1 ابتدائی اختیارات (Original Jurisdiction)

حسب ذیل معاملات میں ہائی کورٹ کو ابتدائی اختیار حاصل ہے

1) ریاستی مالیہ (State Revenue) اور اُس کی وصول سے متعلق معاملات میں ہائی کورٹس کو ابتدائی اختیارات حاصل ہیں۔ یعنی ان معاملات کے تصفیہ کے لیے شہری راست طور پر ہائی کورٹ سے رجوع ہوسکتے ہیں۔

2) بنیادی حقوق، طلاق، وصیت اور شادی سے متعلق قوانین کو راست ہائی کورٹ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

3) کلکتہ، ممبئی اور چینائی (مدراس) کی ہائی کورٹس کو تقریباً تمام دیوانی وفوجداری معاملات میں ابتدائی اختیارات حاصل ہیں۔

3.2.2 اپیل (مرافعہ) کا اختیار سماعت (Appellate Jurisdiction)

تمام دیوانی وفوجداری (Civil and Criminal) مقدمات میں نچلی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل (مرافعہ) کی جاسکتی ہے۔ دیوانی وفوجداری مقدمات میں ضلعی عدالت (District Court) کے فیصلوں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جاتی ہے۔ ہائی کورٹ مقدمہ کی شنوائی کے بعد یا تو ضلع عدالت کے فیصلوں کو باقی رکھتے یا اُن میں تبدیل وترمیم کرتے ہیں یا اُنھیں مکمل رد کردیتے ہیں۔

3.2.3 دستور کی محافظ (Custodian of the Constitution)

سپریم کورٹ کی طرح ہائی کورٹ بھی دستور کی محافظ ہے۔ چنانچہ یہ ریاستی قوانین پر نظر ثانی کرسکتی اور اس بات کی جانچ کرتی ہے کہ ریاستی قوانین دستور کی روح کے خلاف نہ ہوں۔ اگر یہ دستور کے خلاف ہوں تو اُنھیں مسترد قرار دے سکتی ہے۔

3.2.4 بنیادی حقوق کی محافظ (Guardian of the Fundamental Rights)

ہائی کورٹس شہریوں کو دیئے گئے بنیادی حقوق کی محافظت کا کام بھی انجام دیتی ہیں۔ کسی بھی فرد یا حکومتی عہدہ دار کی جانب سے

شہریوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی پر ہائی کورٹ مختلف پروانے (Writs) جاری کرتی ہے۔اس کے لیے متاثرہ فرد کو ہائی کورٹ سے رجوع ہونا پڑتا ہے۔

3.2.5 مشاورتی فرائض (Advisory Functions)

سپریم کورٹ کی طرح ہائی کورٹ بھی حکومت کو یا حکومتی محکموں وغیرہ کو قانونی اُمور پر رائے دیتی ہیں۔بشرطیکہ ایسی رائے ہائی کورٹ سے طلب کرے۔

3.2.6 انتظامی فرائض (Administrative Functions)

ہائی کورٹ سپریم کورٹ کی طرح تحت کی عدالتوں کے انتظامی اموری نگرانی کرتی ہے۔اس کے حدود میں کام کرنے والی تحت کی عدالتوں اور ٹربیونل پر نگرانی رکھتی ہے۔لیکن یہ کسی ایسی عدالت یا ٹربیونل پر نگرانی نہیں رکھ سکتی جو کہ کسی فوجی قانون کے ذریعہ قائم کی گئی ہو۔

3.2.7 ریکارڈ کی عدالت

سپریم کورٹ ہی کی طرح ہائی کورٹ کے تمام فیصلے ریکارڈ کے طور پر جمع ہوتے ہیں اور ان کی نظیر یا مثال تحت کی اور دوسری عدالتوں حتیٰ کہ دوسرے ہائیکورٹس میں بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

3.3 عدلیہ کی آزادی

سپریم کورٹ کے سبق میں ہم نے عدلیہ کی آزادی پر تفصیل سے بات کی ہے۔ہائی کورٹ کی آزادی کے لیے بھی وہی اقدامات کیے گئے ہیں۔جیسے جج کی ملازمت کا تحفظ، تنخواہ اور الاونس کی ضمانت، وظیفہ کے لیے لمبی عمر، آزادانہ فیصلے وغیرہ۔اس کے علاوہ ہائی کورٹ کی کارروائی پر ریاستی مقننہ کا کوئی کنٹرول یا دباؤ نہیں ہوگا۔(مزید تفصیلات کے لیے سپریم کورٹ کا سبق دیکھیے)

4 سبق کا خلاصہ

ہندوستان ایک وفاقی ملک ہے۔یہاں پر مرکز میں سپریم کورٹ اور ریاستی سطح پر ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے۔ہائی کورٹ کے فرائض و اختیارات وہی ہیں جو سپریم کورٹ کے ہیں لیکن ہائی کورٹ کا دائرہ عمل صرف ریاستی حدود کے لیے ہے۔ایک ہائی کورٹ ایک یا ایک سے زائد ریاستوں کا بھی احاطہ کرسکتی ہے۔

5 زائد معلومات

ایک ہائی کورٹ ایک سے زائد ریاستوں کا بھی احاطہ کرتی ہے۔چنانچہ گوہاٹی ہائی کورٹ، آسام، منی پور، میگھالیہ، تریپورہ،

میزورم اور ارونا چل پردیش کی ریاستوں کے لیے ہے۔اسی طرح پنجاب وہریانہ ہائی کورٹ پنجاب، ہریانہ اور مرکزی زیرانتظام علاقہ چنڈی گڑھ کے لیے ہے۔

6 نمونہ امتحانی سوالات

6.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا جواب ایک سطر یا ایک جملے میں دیجیے۔

1) ہائی کورٹ کے جج کتنی عمر تک خدمات انجام دیتے ہیں۔
2) ہائی کورٹ کے ججس کو کس طرح ہٹایا جاسکتا ہے۔
3) ہائی کورٹ کے ججس کا تقرر کون کرتے ہیں۔
4) چیف جسٹس ہائی کورٹ کی تنخواہ کیا ہے۔
5) ہائی کورٹ کے ابتدائی اختیار سے کیا مراد ہے۔
6) ریکارڈ کی عدالت سے کیا مراد ہے۔

6.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) ہائی کورٹ کی ساخت اور اہلیتوں پر ایک نوٹ لکھیے۔
2) ہائی کورٹ کے ابتدائی اور مرافعہ کے اختیارات پر ایک نوٹ لکھیے۔
3) ہائی کورٹ دستور اور بنیادی حقوق کا تحفظ کس طرح کرتی ہے مختصراً لکھیے۔
4) عدلیہ کی آزادی سے کیا مراد ہے لکھیے۔

سبق 15 انتخابات Elections

1 سبق کا خاکہ
2 تمہید
3 سبق کا متن
3.1 انتخابات کے معنی اور اہمیت
3.2 بالغ رائے دہی
3.3 انتخابات میں سیاسی جماعتوں کا رول
3.4 ضمنی انتخابات اور درمیانی مدت کے انتخابات
3.5 انتخابی کمیشن - بناوٹ
3.6 انتخابی کمیشن کے فرائض
4 سبق کا خلاصہ
5 زائد معلومات
6 فرہنگ اصطلاحات
7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

اس سبق میں آپ انتخابات اور انتخابی عمل کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ انتخابی کمیشن اور انتخابات میں سیاسی جماعتوں کے رول کے متعلق بھی معلومات حاصل ہوں گی۔

2 تمہید

انتخابات جمہوری نظام کی لازمی ضرورت ہیں۔ ان کے بغیر جمہوریت بے معنیٰ ہے۔ تمام جمہوری ممالک میں وقتاً فوقتاً انتخابات ہوتے رہتے ہیں جن میں بالغ رائے دہندے اپنی پسند اور مرضی کے اُمیدوار کو چنتے ہیں۔ چوں کہ جمہوری حکومت کو عوام کی، عوام سے اور عوام کے لیے کہا گیا ہے۔ اسی لیے انتخابات حکومت میں عوام کی شرکت کو یقینی بناتے ہیں۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 انتخابات کے معنیٰ اور اہمیت

انتخابات جمہوریت کا لازمہ ہیں۔ عوام اپنی پسند کے اُمیدوار کو چنتے ہیں اور اسے حکومت کرنے کا حق دیتے ہیں۔ مختلف جماعتوں اور آزاد امیدواروں کے درمیان مقابلہ میں رائے دہندے (Electorate) کسی ایک امیدوار کو چنتے ہیں اور اُس کی تائید میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ جس جماعت کے امیدوار زیادہ تعداد میں منتخب ہوتے ہیں وہ جماعت یا جماعتوں کا مجموعہ حکومت بناتے ہیں۔

حسب ذیل وجوہات کی بناء پر آج جمہوریت میں انتخابات کی بڑی اہمیت ہے۔

1) دور جدید میں جمہوریتیں وسیع علاقے کا احاطہ کرتی ہیں اور اس میں ایک بہت بڑی آبادی رہتی ہے جو تمام کی تمام حکومت میں حصہ نہیں لے سکتی۔ بلکہ یہ اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت میں حصہ لیتی ہے۔ ان نمائندوں کے انتخاب کے لیے انتخابات ضروری ہیں۔ اسی لیے آج کا دور نمائندہ جمہوریت کا دور کہلاتا ہے۔

2) انتخابات کے ذریعہ ہی عوام ایک ظالم اور بدعنوان وغیرہ مقبول حکومت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں اور اس کی جگہ ایک نئی مقبول حکومت کو چن سکتے ہیں۔

3) انتخابات کے خوف کی وجہ سے حکومت بہتر کام کرسکتی ہے انتخابات کی وجہ سے حکومت کو ہمیشہ اس بات کا ڈر لگا رہے گا کہ اگر وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرے تو عوام اسے ہٹا دیں گے۔ اس طرح حکومت پر انتخابات کے ذریعہ پر اثر نگرانی رکھی جاسکتی ہے۔

4) جمہوریت میں انتخابات کے بغیر کوئی حکومت وجود میں نہیں آسکتی۔ اسی لیے عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ "انتخابات نہیں تو

جمہوریت نہیں"۔

3.2 بالغ رائے دہی (Universal Adult Franchise)

اپنی مرضی یا پسند کے اظہار کے حق کو رائے دہی یا(Franchise) کہتے ہیں۔ یہ حق چوں کہ مملکت میں صرف بالغ افراد کو ہی دیا جاتا ہے اس لیے اسے بالغ رائے دہی کہتے ہیں۔ چنانچہ بلا امتیاز رنگ نسل و جنس تمام بالغ افراد کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ ہندوستان اور دنیا کے تمام ممالک میں یہ رائے دہی کی عمر 18 سال ہے۔ پہلے یہ عمر 21 سال تھی۔ رائے دہی کی عمر گھٹا کر 18 سال کرنے کی وجہ سے نہ صرف رائے دہندوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس سے ہمارا نظام حکومت مزید جمہوری ہو گیا ہے۔

بالغ رائے دہی کی خوبیاں : بالغ رائے دہی کی کئی ایک خوبیاں اس طرح سے ہیں :

1) بالغ رائے دہی کا اہم اصول "ایک فرد-ایک ووٹ ہے"۔ چنانچہ اس اصول کی وجہ سے سیاسی مساوات پیدا ہوتی ہے۔ امیر یا غریب، جوان اور بوڑھا، گورا یا کالا، عورت یا مرد، عالم یا جاہل ہر ایک کو ایک ووٹ کا حق ہوتا ہے۔ حکومت کے امور میں ہر ایک کی حصہ داری برابر ہوتی ہے۔

2) جمہوریت کو اگر ہم عوام کی حکومت کہتے ہیں تو بالغ رائے دہی کے اصول سے۔ جمہوریت کی یہ تعریف مکمل ہوتی ہے اور حقیقی معنوں میں عوامی و جمہوری حکومت بالغ رائے دہی سے قائم ہوتی ہے۔

3) بالغ رائے دہی حکومت کے اراکین میں سب کے سامنے ذمہ داری یا جواب دہی کا احساس پیدا کرتی ہے اور حکومت حقیقی معنوں میں عوامی قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے۔

خفیہ رائے دہی (Secret Ballot) : جمہوریت میں عوامی رائے خفیہ رائے دہی یا(Secret Ballot) کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے۔ رائے دہندے کو انتخاب کے لیے مرکز رائے دہی پر ایک انتخابی پرچہ (Ballot Paper) دیا جاتا ہے اور رائے دہندہ خفیہ طور پر پوری رازداری کے ساتھ اپنی پسند و مرضی کے امیدوار پر ایک نشان لگاتا ہے۔ چنانچہ رائے دہندہ پوری آزادی سے بلا خوف و خطر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے اور کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ کس رائے دہندے نے کس امیدوار کے حق میں اپنی رائے یا مرضی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ رائے دہندہ پر کوئی بیرونی دباؤ بھی نہیں ہوتا اور کسی سے اس کی دشمنی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے آج ساری دنیا میں خفیہ رائے دہی کا طریقہ رائج ہے۔

3.3 انتخابات میں سیاسی جماعتوں کا رول

جمہوریت میں جتنی انتخابات کی اہمیت ہے اتنی ہی سیاسی جماعتوں کی بھی اہمیت ہے۔ سیاسی جماعتیں جمہوریت کا حصہ ہیں۔ سیاسی جماعتیں عوامی رائے کو بیدار کرتے ہیں اور پر امن طور پر انتخابات کے ذریعہ اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ایک

ہی جماعت حکومت کرتی ہوتو ہم اسے حقیقی جمہوریت نہیں کہہ سکتے ۔ گزشتہ صدی میں دنیا نے جرمنی میں نازی جماعت اور اٹلی میں فاشسٹ جماعت کے آمرانہ اقتدار کو دیکھا ہے اور اس کو ناپسند کیا ہے، اسی لیے اب ساری دنیا میں ایک سے زائد جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتی ہیں۔ اس سے حقیقی جمہوری روح پیدا ہوتی ہے۔ انتخابات میں سیاسی جماعتوں کے علاوہ غیر جماعتی امیدوار بھی حصہ لیتے ہیں، سیاسی جماعتیں اپنے انتخابی نشان، انتخابی منشور (Election Manifesto) اور امیدوار کے ساتھ انتخابی میدان میں اترتے ہیں۔ جس سے رائے دہندوں کے لیے امیدواروں کو سمجھنے اور انھیں پہچان کر ووٹ دینے میں آسانی ہوتی ہے۔ عموماً رائے دہندے کسی سیاسی جماعت کے نشان کو دیکھ کر ووٹ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتیں انتخابات میں اپنے امیدوار کے حق میں منظم مہم چلاتی ہیں۔ اپنے امیدوار کے لیے انتخابی مواد (Election Material) جیسے پوسٹرس، ورقیے (پمفلٹ) اور بیانرس وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔

سیاسی جماعتیں انتخابات کے لیے اپنے امیدوار کو مقرر کرتی ہیں اور انتخابی منشور (Election Manifesto) کو جاری کرتی ہیں۔ چوں کہ سیاسی جماعت کا امیدوار اپنی جماعت کا مستقل نشان استعمال کرتا ہے اس لیے رائے دہندوں کو ووٹ دینے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ انتخابی منشور کی وجہ سے رائے دہندہ، جماعت کے نظریے اور مقصد اور اس کے پروگرام کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔

انتخابی عمل : انتخابی عمل انتخابات کے اعلان سے نتائج کے اعلان تک جاری رہتا ہے۔ ہندوستان میں صدارتی حکمنامے کے ذریعہ انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد الیکشن کمیشن انتخابات کی تواریخ اور پورے پروگرام کو طے کرتا ہے۔ پہلے نامزدگی کی تاریخ ہوتی ہے۔ اس کے بعد کاغذات نامزدگی کی جانچ کی جاتی ہے اور درست نامزدگی کے امیدواروں کی فہرست جاری کی جاتی ہے۔ دستبرداری کی تاریخ گزرنے کے بعد باقی ماندہ امیدواروں کے درمیان انتخاب کے لیے انتخابی مہم کا آغاز ہوتا ہے۔ ہر امیدوار اپنی تقاریر، جلسوں، پوسٹرس، جلوسوں اور گھر گھر مہم کے ذریعہ عوام کو اپنی امیدواری سے واقف کرواتا ہے اور ان سے اپنے حق میں ووٹ دینے کی اپیل کرتا ہے۔ انتخابی مہم کی تاریخ گزرنے کے بعد رائے دہی کے دن خفیہ رائے دہی کے ذریعہ رائے دہی ہوتی ہے اور مقررہ تاریخ کو ڈالے گئے ووٹوں کی گنتی کی جاتی ہے۔ بعض ووٹ ناقص رائے دہی یا قانونی مسائل و پیچیدگیوں کی وجہ سے مسترد بھی کیے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والے امیدوار کو منتخب قرار دیا جاتا ہے۔ انتخابی دھاندلیوں، یا کسی بھی مسئلے کے متعلق حریف امیدوار کو انتخابی عذرداری کے ذریعہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کے مطالبہ کا حق ہوتا ہے۔

3.4 ضمنی انتخابات اور درمیانی مدت کے انتخابات

اگر کوئی منتخبہ امیدوار استعفیٰ دے یا اس کا انتقال ہوجائے تو ایسی صورت میں وہ نشست خالی ہوجاتی ہے اور اس نشست پر انتخابی کمیشن دوبارہ انتخاب منعقد کرتا ہے۔ ایسے انتخاب کو ضمنی انتخاب کہتے ہیں، اس انتخاب کا طریقہ و عمل بھی وہی ہوتا ہے جو اوپر بتایا

گیا ہے۔

اگر پارلیمنٹ یا ریاستی اسمبلی کو مقررہ پانچ سالہ معیاد سے قبل تحلیل ہو تو نئے ایوان کی تشکیل کے لیے انتخابات منعقد کیے جاتے ہیں، ان انتخابات کو درمیانی مدت کے انتخابات کہا جاتا ہے۔ جنتا پارٹی کی حکومت کے زوال کے بعد 1980ء میں لوک سبھا کے انتخابات ہوئے۔ اسی طرح 1998ء اور 1999ء میں بھی پارلیمنٹ کے لیے درمیانی مدت کے انتخابات ہوئے۔

3.5 انتخابی کمیشن - بناوٹ

دستور کی دفعہ 324(1) میں کہا گیا ہے کہ "دستور کے تحت پارلیمنٹ اور ہر ریاست کی قانون ساز اسمبلی کے لیے ہونے والے تمام انتخابات، صدر اور نائب صدر کے عہدوں کے انتخابات، انتخابی فہرستوں کی تیاری اور ان کے انعقاد کا اہتمام اور نگرانی انتخابی کمیشن (Election Commission) کرے گا"۔ دفعہ 324 (2) تا (6) انتخابی کمیشن کی بناوٹ یا ترکیب پر مشتمل ہے۔ دفعہ 324(2) کے مطابق "انتخابی کمیشن ایک چیف انتخابی کمشنر اور دیگر انتخابی کمشنروں کی ایسی تعداد پر مشتمل ہوگا جس کا صدر وقتاً فوقتاً تعین کرے اور انتخابی

کمشنروں کا تقرر پارلیمنٹ کے بنائے گئے قوانین کے تابع ہوگا"۔

اس طرح انتخابی کمیشن ایک چیف الیکشن کمشنر اور وقتاً فوقتاً مقرر کیے جانے والے انتخابی کمشنروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انتخابی کمیشن کی مدد کے لیے صدر کو علاقائی کمشنرس کے تقرر کا اختیار بھی ہے۔ انتخابی کمشنرس اور علاقائی کمشنرس کی معیاد عہدہ کا تعین صدر جمہوریہ کریں گے۔ چیف انتخابی کمشنر کو عہدے سے ہٹانے کا طریقہ اور وجوہات وہی ہوں گی جو سپریم کورٹ کے کسی جج کو ہٹانے کے لیے ہے۔ کسی انتخابی کمشنروں اور علاقائی کمشنروں کو چیف انتخابی کمشنر کے مشورہ کے بغیر عہدے سے علحدہ نہیں کیا جاسکتا۔

3.6 انتخابی کمیشن کے فرائض

انتخابی کمشنر کا اہم فرض آزادانہ و منصفانہ انتخابات منعقد کرنا ہے۔ اس غرض کے لیے کمیشن انتخابی فہرستوں (Electoral Rous) کو تیار کرتا ہے۔ جس میں رائے دہندے کا نام، اس کے والد کا نام، عمر، جنس، پتہ وغیرہ کی واضح صراحت ہوتی ہے۔ انتخابی کمیشن حلقوں کی حد بندی یا ان کے حدود کا تعین کرتا ہے۔ یہ انتخابات کی تاریخ کا تعین، پرچہ نامزدگی کی جانچ، انتخابی علامتوں کا تعین، پرچہ رائے دہی (Ballot Paper) کی تیاری، انتخابات کا پرامن انعقاد، ضرورت ہو تو دوبارہ رائے دہی، امیدواروں کے انتخابی مصارف کی جانچ اور تنقیح اور نتائج کے اعلان کے لیے ذمہ دار ہے۔

4 سبق کا خلاصہ

انتخابات جمہوریت کا ایک اہم اور لازمی حصہ ہیں، انتخابات کے ذریعہ عوام اپنے نمائندے کو چنتے ہیں اور یہی نمائندے

حکومت تشکیل دیتے ہیں۔ بالغ رائے دہی ایک عالمگیر عمل ہے، چنانچہ بلاامتیاز رنگ ونسل اور جنس تمام بالغ افراد کو رائے دہی کا حق حاصل ہے، ہندوستان میں بھی رائے دہی کی عمر کو گھٹا کر 21 سال سے 18 سال کر دیا گیا ہے، رائے دہی خفیہ طریقے سے ہوتی ہے، جسے (Secrete Ballot) کہتے ہیں، اس کی وجہ سے ایک رائے دہندہ بلاخوف وخطر اپنی مرضی اور رائے کا اظہار کر سکتا ہے، انتخابات میں سیاسی جماعتوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، سیاسی جماعتیں انتخابات میں نظریاتی طور پر اپنے پروگرام اور پالیسیوں کا اعلان کرتے ہیں اور رائے دہندے اسی کی بنیاد پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انتخابات کی ذمہ داری ایک الیکشن کمیشن پر ہے۔

5 زائد معلومات

ہندوستان میں اس وقت الیکشن کمیشن ایک چیف الیکشن کمشنر اور دو کمشنرس پر مشتمل ہے۔ ریاست کے لیے کوئی علحدہ انتخابی کمیشن نہیں ہوتا۔ الیکشن کمیشن کے لیے کوئی علحدہ عملہ بھی نہیں، عام سیول سرونٹس کا عملہ ہی انتخابات میں الیکشن کمیشن کے عملے کے طور پر کام کرتا ہے

6 فرہنگ اصطلاحات

Ballot	بیالٹ	انتخابی پرچہ	رائے دہندوں کو ایک پرچہ دیا جاتا ہے جس پر امیدوار کے نام اور ان پر علامتی نشان ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک پر رائے دہندے کو نشان لگانا ہوتا ہے
Electorate	الکٹوریٹ	رائے دہندگان	رائے دہندوں کے مجموعہ کو رائے دہندگان کہا جاتا ہے
Election Manifesto	الیکشن مینفیسٹو	انتخابی منشور	ہر سیاسی جماعت انتخابات کے دوران اپنے پالیسی اعلان کو جاری کرتی ہے۔ اسے انتخابی منشور کہتے ہیں

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل سوالات کے جوابات ایک سطر یا ایک جملہ میں دیجیے۔

1) انتخابات کیوں ضروری ہیں۔

2) ہندوستان میں انتخابات کون منعقد کرتے ہیں۔

3) ہندوستان میں رائے دہی کی عمر کیا ہے۔

4) ہر رائے دہندے کو کتنے ووٹ کا حق ہوتا ہے۔

5) ضمنی انتخابات کسے کہتے ہیں۔

6) چیف الیکشن کمشنر کا تقرر کون کرتا ہے۔

7) انتخابی فہرست کسے کہتے ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب دس تا پندرہ سطروں میں دیجیے۔

1) انتخابات کے معنی اور اہمیت کو واضح کیجیے۔

2) بالغ رائے کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا خوبیاں ہیں۔

3) انتخابات میں سیاسی جماعتوں کا کیا رول ہے۔

4) انتخابی کمیشن کی بناوٹ اور فرائض بیان کیجیے۔

5) انتخابی عمل کے متعلق ایک نوٹ لکھیے۔

سبق 16 سیاسی جماعتیں Political Parties

1 سبق کا خاکہ

2 تمہید

3 سبق کا متن

3.1 سیاسی جماعت کی تعریف ومعنیٰ

3.2 سیاسی جماعتوں کی اہمیت ورول

3.3 جماعتی نظام

3.4 جمہوریت میں حزب مخالف (اپوزیشن جماعت) کا رول

3.5 قومی وعلاقائی جماعتیں - بنیادی فرق

3.6 ہندوستان کی اہم سیاسی جماعتیں

3.7 ہندوستان کی چند علاقائی جماعتیں

4 سبق کا خلاصہ

5 زائد معلومات

6 فرہنگ اصطلاحات

7 نمونہ امتحانی سوالات

1 سبق کا خاکہ

پچھلے اسباق میں آپ نے سیاسی جماعتوں اور انتخابات کا ذکر دیکھا ہے۔ اس سبق میں آپ سیاسی جماعتوں کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کریں گے۔

2 تمہید

پچھلے سبق میں آپ نے انتخابات کے متعلق پڑھا ہے۔ انتخابات اگر جمہوریت کا حصہ ہیں تو انتخابات کے لیے سیاسی جماعتیں ضروری ہیں۔ ان کے بغیر جمہوریت ممکن نہیں۔ جمہوری عمل کے لیے سیاسی جماعتیں ضروری ہیں۔ سیاسی جماعتیں عوام کے فکر و ذہن اور نظریات کو بناتے ہیں۔ اس طرح انسان مختلف گروہوں یا جماعتوں میں بٹ جاتے ہیں اور جمہوریت میں ان گروہوں کے درمیان اقتدار کے لیے رسہ کشی یا دوڑ دھوپ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتیں مزید کئی ایک اہم فرائض جمہوریت میں انجام دیتے ہیں، جس کے متعلق آپ اگلے صفحات میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

3 سبق کا متن

اس سبق کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

3.1 سیاسی جماعت کی تعریف و معنیٰ

ایک آزاد سماج میں یکساں ذہن، فکر و نظریہ رکھنے والے افراد ایک گروہ یا جماعت بناتے ہیں۔ اس طرح کسی بھی سماج میں کئی نظریاتی گروہ ہوتے ہیں۔ سماج میں کئی گروہ انجمنیں یا جماعتیں ہوتی ہیں، جیسے سماجی انجمنیں، معاشی انجمنیں، تہذیبی و تعلیمی انجمنیں اور سیاسی انجمنیں۔ ایک سیاسی انجمن یا سیاسی جماعت دوسری انجمنوں سے اس لیے مختلف ہوتی ہے کہ اس کا مقصد سیاسی قوت، اقتدار یا حکومت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ دوسری انجمنیں یا جماعتیں حکومت پر قبضہ جمانے کی طرف توجہ نہیں دیتی بلکہ وہ اپنے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتی رہتی ہیں۔

سیاسی جماعتوں کی تعریف مختلف مفکرین نے اس طرح سے کی ہے۔

پروفیسر لیکاک (Prof. Leacock) کے مطابق "سیاسی جماعت شہریوں کا کم و بیش ایک منظم گروہ ہے، جو ایک سیاسی اکائی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ وہ عوامی مسائل پر یکساں رائے رکھتے ہیں اور ایک مشترکہ مقصد کے لیے اپنے ووٹ کی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں"۔

ایڈمنڈ برک (Edmund Burk) کے الفاظ میں "سیاسی جماعت افراد کا ایک متحدہ گروہ ہے جو اپنی مشترکہ جدوجہد کے ذریعہ چند متفقہ سیاسی اصولوں پر قومی مفاد کو فروغ دیتا ہے"۔

میکیور (Maciver) کے مطابق "سیاسی جماعت ایک انجمن ہے جو چند اصولوں یا پالیسی پر منظم ہوتی ہے، جس کے ذریعہ سے دستوری طور پر وہ حکومت کو متعین کرسکنے کے قابل ہوتی ہے"۔

ان مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ

1) سیاسی جماعت کے اراکین میں اہم مسائل پر اتفاق رائے ہوتا ہے۔

2) نظریاتی بنیادوں پر عوام متحد ہوتے ہیں اور اپنی ایک تنظیم رکھتے ہیں۔ اس تنظیم کے بغیر نہ تو وہ متحد ہوسکتے ہیں اور نہ اپنی پالیسیوں کو روبہ عمل لاسکتے ہیں۔

3) سیاسی جماعت اپنے مقاصد کو پرامن اور دستوری طور پر حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

4) سیاسی جماعت عوامی مفادات کو فروغ دینے کا کام کرتی ہے۔

5) سیاسی جماعت اقتدار پر قبضہ جماتے ہوئے اپنے نظریات کو نافذ کرنا چاہتی ہے۔

6) سیاسی جماعت کی اہم خصوصیات مرکزی تنظیم اور نیچے تک اس کا تسلسل ہے۔

3.2 سیاسی جماعتوں کی اہمیت ورول

سیاسی جماعتوں کے بغیر جمہوریت بے معنی ہوتی ہے۔ جمہوریت کی کامیاب کارکردگی کے لیے سیاسی جماعتیں ضروری ہیں۔ چنانچہ جمہوریت میں سیاسی جماعتیں حسب ذیل رول ادا کرتی ہیں۔

3.2.1 انتخابات لڑنا

ہر سیاسی جماعت انتخابات میں حصہ لے کر اقتدار (حکومت) حاصل کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ سیاسی جماعت کے رہنما انتخابی مہم چلاتے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی جماعت کے ارکان (امیدوار) زیادہ سے زیادہ منتخب ہوں۔ اس کے لیے سیاسی جماعت پوری تیاری کے ساتھ انتخابی میدان میں اترتی ہے۔ پوسٹرس تیار کرتی ہے۔ بیانز لگواتی ہے۔ جلسے کرتی ہے اور جلوس نکالتی ہے۔ اپنے انتخابی نعروں (Slogans) اور انتخابی تقاریر اور انتخابی منشور (Election Manifesto) کے ذریعہ عوام سے ووٹ دینے کی اپیل کرتی ہے۔ لوگ اسی بنیادوں پر سیاسی جماعتوں میں تمیز کرتے ہیں اور اپنی پسند کی جماعت کو ووٹ دیتے ہیں۔ ایک آزاد امیدوار کے پاس نہ تو اتنے وسائل ہوتے ہیں اور نہ کام کرنے والوں کی طاقت ہوتی ہے۔ سیاسی جماعتیں اپنے کارکنوں کے ذریعہ ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ کر انتخابی مہم چلاتی ہیں اور ہر ایک کی کوشش انتخاب کو جیتنا ہوتا ہے۔

3.2.2 موزوں امیدوار کا انتخاب

ہر سیاسی جماعت انتخابات جیتنے کے لیے موزوں ترین امیدوار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انتخابات میں کھڑا کرتی ہے۔ وہ ہر حلقے کا جائزہ لیتی ہے اور وہاں کی ضروریات کے مطابق امیدوار کو کھڑا کرتی ہے۔ جیسے مثلاً اگر کسی حلقے میں خاتون رائے دہندوں کی تعداد

زیادہ ہو تو موزوں ترین خاتون امیدوار کو کھڑا کرتی ہے۔اسی طرح مذہب، ذات پات اور دیگر کئی باتوں کا خیال رکھتی ہے۔انتخابات میں حصہ لینے کے لیے پارٹی کے کئی کارکن امیدواری کا دعویٰ کرتے ہیں۔لیکن سیاسی جماعت اس میں سے کسی ایک موزوں ترین امیدوار کا انتخاب کرتی ہے اور اسے پارٹی کا ٹکٹ دیتی ہے۔اس طرح وہ پارٹی کے نمائندہ کے طور پر پارٹی کے نشان پر انتخاب لڑتا ہے۔

3.2.3 حکومت تشکیل دینا

چوں کہ ہر سیاسی جماعت کا مقصد حکومت پر قبضہ جمانا ہوتا ہے اسی لیے کوئی بھی سیاسی جماعت حکومت بنانے کے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتی۔اگر جماعت کو انتخابات میں واضح اکثریت مل جائے تو وہ خود سے حکومت تشکیل دیتی ہے، ورنہ وہ دوسری جماعتوں سے اتحاد کے ذریعہ حکومت بنانے کی کوشش کرتی ہے۔جیسے اس وقت بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) دوسرے جماعتوں سے تعاون لے کر حکومت بنائی ہے، اس طرح ہر سیاسی جماعت حکومت بنانے اور اس پر قائم رہنے کی کوشش کرتی ہے۔

3.2.4 حزب مخالف کے طور پر کام کرنا

ایسی جماعتیں جو انتخابات میں اکثریت حاصل نہیں کرتیں، یا اقتدار میں شامل نہیں ہوسکتیں حزب اختلاف (اپوزیشن جماعت) کے طور پر کام کرتی ہیں۔چنانچہ ایسی سیاسی جماعتیں حکومت پر کڑی نظر رکھتی ہیں۔حکومتی پروگراموں، پالیسیوں اور اقدامات کا جائزہ لیتی رہتی ہیں اور حکومتی خامیوں کی طرف حکومت اور عوام دونوں کو توجہ دلاتی ہیں۔حکومت کی خراب پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتی ہیں اور ضروری ہو تو وہ مقننہ (پارلیمنٹ) میں حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرتے ہوئے اسے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں۔وہ مقننہ میں حکومتی پالیسیوں کا جائزہ لیتی ہیں اور حکومت پر تنقید کرتی ہیں۔

3.2.5 رائے عامہ کی تشکیل

سیاسی جماعتیں عوام میں مختلف امور و مسائل پر رائے عامہ بناتی ہیں۔سیاسی جماعتیں اپنے جلسوں، جلوسوں، تقاریر اور پروپگنڈہ کے ذریعہ ملک کے مختلف مسائل پر عوامی رائے کو ہموار کرتی ہیں۔یہ کام حکومت کرنے والی جماعت اور حزب مخالف کی جماعت دونوں ہی کرتی ہیں۔کوئی بھی سیاسی جماعت عوامی تائید کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی، اس لیے وہ عوام سے مسلسل ربط میں رہنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

3.2.6 عوام میں سیاسی شعور کو بیدار کرتی ہیں

سیاسی جماعتیں عوام کو سیاسی مسائل سے واقف کرواتی رہتی ہیں اور عوام کی سیاسی تربیت کرتی ہیں۔اپنے جلسوں، تقاریر اور دیگر پروگراموں کے ذریعہ عوامی شعور کو بیدار کرتی ہے۔حکمران جماعت اپنے کارناموں سے عوام کو واقف کرواتی رہتی ہے تو مخالف جماعتیں حکومت کی ناکامیوں اور خرابیوں سے عوام کو واقف کرواتی رہتی ہیں۔اس طرح ایک عام آدمی میں بھی سیاسی ذہن بیدار ہوتا ہے۔

3.2.7 حکومت اور عوام کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیتی ہیں

ہر سیاسی جماعت حکومت اور عوام کے درمیان ایک رابطہ ہوتی ہیں۔ وہ حکومت اور عوام کو ایک دوسرے سے جوڑتی ہیں۔ سیاسی جماعت کے کارکن یا نمائندے عوام سے مسلسل ربط میں رہتے ہیں اس لیے وہ عوامی مسائل سے بہتر واقفیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ حکومت کو عوامی مسائل سے واقف کراتی ہیں۔ اسی طرح حکمران جماعت کے نمائندے حکومتی کارناموں سے عوام کو واقف کرواتی ہیں۔ چنانچہ یہ عوام اور حکومت کے درمیان رابطے یا تعلق کی ایک کڑی ہوتی ہیں۔

3.3 جماعتی نظام (Party System)

کسی ملک میں موجود سیاسی جماعتوں کی تعداد اور ان کی نوعیت کو جماعتی نظام کہتے ہیں۔ چنانچہ بعض ممالک میں ایک ہی جماعت ہوتی ہے تو بعض ممالک میں دو جماعتیں ہیں اور بعض ممالک میں کئی کئی جماعتیں ہیں۔ دنیا میں تین طرح کے جماعتی نظام ہیں۔

3.3.1 واحد جماعتی نظام (One Single Party System)

واحد جماعتی نظام میں صرف ایک ہی جماعت ہوتی ہے۔ یہ نظام صرف محدود جمہوریت کو پیش کرتا ہے۔ یہ ایک طرح سے آمریت (Dictator Ship) ہے۔ کیمونسٹ مملکتوں جیسے سویت یونین اور چین میں یہ نظام ہے (اب سویت یونین نہیں ہے) یہاں پر ایک جماعت کیمونسٹ پارٹی کی حکومت ہوتی ہے۔ کسی بھی قسم کی مخالفت کو برداشت نہیں کیا جاتا اور انتخابات صرف برائے نام ہوتے ہیں۔

3.3.2 دو جماعتی نظام (Two Party System)

اس نظام میں دو بڑی جماعتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ حکومت اور اقتدار کے لیے ساری جدوجہد ان ہی دو جماعتوں میں ہوتی ہے۔ ایک جماعت حکومت میں ہوتی ہے تو دوسری جماعت حزب اختلاف یا اپوزیشن میں ہوتی ہے۔ یہ طریقہ جماعت برطانیہ اور امریکہ میں ہے۔ برطانیہ میں دو بڑی جماعتیں ہیں ایک کا نام قدامت پسند جماعت یا (Conservative Party) ہے تو دوسری کا نام مزدور پارٹی یا (Lahour Party) ہے۔ اسی طرح امریکہ کی ایک سیاسی جماعت کا نام ڈیموکریٹک پارٹی (Democratic Party) ہے تو دوسری جماعت کا نام ری پبلکن پارٹی (Republican Party) ہے۔ سابق صدر امریکہ بل کلنٹن کا تعلق ڈیموکریٹک پارٹی سے تھا۔ موجودہ صدر جارج بش جونیر کا تعلق ری پبلکن پارٹی سے ہے۔ اس نظام دوسری چھوٹی موٹی جماعتیں بھی ہوسکتی ہیں، لیکن ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی۔ اس دو جماعتی نظام کو ساری دنیا میں بہترین سمجھا گیا ہے چوں کہ

1) اس طریقہ میں حکومت کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ چوں کہ کسی ایک پارٹی کو واضح اکثریت مل جاتی ہے اور وہ بغیر کسی الجھن

کے حکومت قائم کرتی ہے۔

2) اس طریقہ میں رائے دہندے کو ووٹ دینے کے لیے الجھن نہیں ہوتی۔ اس کے سامنے دونوں جماعت کے پروگرام اور پالیسی واضح رہتے ہیں اور وہ دونوں میں سے کسی ایک کو اپنا ووٹ دیتا ہے۔

3) اگر ایک جماعت حکومت چلانے میں ناکام ہوتی ہے تو دوسری جماعت آسانی سے متبادل حکومت بناتی ہے۔

3.3.3 کثیر جماعتی نظام (Multi Party System)

اگر کسی ملک میں دو سے زائد کئی جماعتیں ہوں تو اسے کثیر جماعتی نظام کہتے ہیں۔ یہ نظام دنیا کے کئی ممالک جیسے فرانس، اٹلی، ہندوستان وغیرہ میں ہے۔ اس نظام کی خوبی یہ ہے کہ رائے دہندے کے سامنے چناؤ یا انتخاب کے لیے دو سے زائد جماعتیں ہوتی ہیں اور کئی ایک جماعتوں میں سے وہ بہترین کا انتخاب کرتا ہے۔ یعنی رائے دہندے کے سامنے محدود انتخاب نہیں ہوتا۔ اس کے سامنے کھلا انتخاب ہوتا ہے اور اس میں کسی ایک جماعت کی من مانی نہیں چل سکتی بلکہ دوسری جماعتیں بھی حکمران جماعت کے ساتھ اقتدار میں یا تو شریک ہوتی ہیں یا نہیں تو پھر حکمران جماعت پر کسی نہ کسی طرح سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود کثیر جماعتی نظام کو سیاسی استحکام کے نقطۂ نظر سے بہترین مانا جاتا اس کی خامیاں اس طرح سے ہیں۔

1) کثیر جماعتی نظام میں حکومتیں عدم استحکام سے دوچار ہوتی ہیں اور ممکنہ طور پر اگر کسی ایک جماعت کو واضح اکثریت حاصل نہ ہو تو مختلف جماعتوں کو مل کر حکومت بنانا پڑتا ہے جنھیں مخلوط حکومت یا (Coalition Govt.) کہتے ہیں۔ دنیا میں مخلوط حکومتوں کا تجربہ کامیاب نہیں ہے۔ 1989ء میں ہندوستان میں بنی پہلی مخلوط حکومت جس کے وزیر اعظم وی۔ پی سنگھ تھے ناکام ہوگئی۔ یہ مختلف جماعتوں کی حکومت تھی، جس کو نیشنل فرنٹ کی حکومت کہا جاتا تھا۔ اس طرح 1996ء میں متحدہ محاذ یا (United Front) کی دو حکومتیں جس کے وزیر اعظم دیوے گوڑا اور آئی کے گجرال تھے ناکام ہوگئی۔ چنانچہ 1996 سے 1999ء تک ہندوستان میں تین انتخابات ہوئے۔

2) کثیر جماعتی نظام میں رائے دہندہ (ووٹر) الجھن کا شکار ہوتا ہے اور وہ یہ بہتر طور پر طے نہیں کر پاتا کہ کسے ووٹ دیا جائے اور کسے نہیں۔ کئی سیاسی جماعتیں اپنے اپنے پروگرام و پالیسی کے ساتھ رائے دہندے سے رجوع ہوتے ہیں اور ووٹ کی اپیل کرتے ہیں اور رائے دہندہ الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔

3) کثیر جماعتی نظام میں حکومت کوئی طاقتور پالیسی کو نہیں اپنا سکتی بلکہ اسے تمام جماعتوں کو خوش کرنا پڑتا ہے ورنہ اس کا وجود ہی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

4) کثیر جماعتی نظام میں "سیاسی کھیل" زوروں پر چلتا ہے، سیاست داں جماعتیں مفادات کو دیکھ دیکھ بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ "جوڑ توڑ" کی سیاست کی وجہ سے حکومتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔

3.4 جمہوریت میں حزب مخالف (اپوزیشن جماعت) کا رول

جمہوریت میں حزب اختلاف کی بڑی اہمیت ہے۔ وہ تمام سیاسی جماعتیں جو اقتدار (حکومت) میں شریک نہیں ہوتیں حزب اختلاف کی جماعتیں (Opposition Parties) کہلاتی ہیں۔ عموماً دوسری بڑی جماعت کو جو اقتدار (حکومت) میں شامل نہیں ہوتی اسے اہم مخالف جماعت کا موقف حاصل ہوتا ہے اور اس کے قائد کو حزب اختلاف کے رہنما کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ حکومت کی جانب سے اپوزیشن لیڈر کو کابینی درجہ کے وزیر کے مماثل سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس وقت (2001ء میں) کانگریس پارٹی اور مسز سونیا گاندھی کو یہ موقف حاصل ہے۔ تمام جمہوری ممالک میں اپوزیشن جماعتیں حسب ذیل اہم رول ادا کرتی ہیں۔

1) اپوزیشن جماعتیں حکومت کی من مانی اور آمریت (Dictatorship) کو روکتی ہیں اور اگر حکومت کے اقدامات سے شہریوں کے حقوق یا ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو تو اس کی مخالفت کرتی ہیں۔

2) یہ مقننہ کے اندر اور باہر حکومتی پالیسیوں پر تنقید کرتی ہیں اور وقفہ سوالات کے دوران حکومت سے سوالات و ضمنی سوالات کے ذریعہ کسی بھی مسئلہ پر حکومتی موقف پر وضاحت طلب کرتی ہیں۔

3) یہ حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد یا تحریک التواء (Adjournment Motion) پیش کرتے ہوئے حکومت پر دباؤ رکھتی ہیں اور اگر اپوزیشن کی یہ تحریکات کامیاب ہوتی ہیں تو حکومت ختم ہو جاتی ہے اور اپوزیشن جماعتوں کو خود حکومت بنانے کا موقع مل سکتا ہے۔ ورنہ پھر تازہ انتخابات کے ذریعہ نئی حکومت تشکیل پاتی ہے۔

4) اپوزیشن پارلیمنٹ کے باہر اپنے مظاہروں اور دوسرے پروگراموں کے ذریعہ رائے عامہ کو بیدار کرتی ہے۔ اس طرح حکومت پر دباؤ پڑتا ہے اور وہ اپنی غلط پالیسیوں کو ترک کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔

3.5 قومی و علاقائی جماعتیں - بنیادی فرق

ہندوستان جیسے بڑے ملک میں کل ہند اور علاقائی دونوں نوعیت کی جماعتیں ہیں۔ قومی جماعت وہ جماعت ہوتی ہے جس کی جڑیں پورے ملک میں پھیلی ہوتی ہیں۔ قومی جماعت کہلانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے چار سے زائد ریاستوں میں انتخابی کمیشن کی جانب سے تسلیم کیا گیا ہو۔ قومی جماعتیں قومی مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کرتی ہیں اور وہ ملک کے کونے کونے تک عوام کے مسائل پر توجہ دیتی اور ان کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ مرکز اور ریاستوں میں ان کی حکومتیں ہوں۔ ہندوستان کی کل ہند قومی جماعتیں یہ ہیں :

نام جماعت	نشان
1) انڈین نیشنل کانگریس	ہاتھ کا پنجہ
2) بھارتیہ جنتا پارٹی	کنول کا پھول

3) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا — درانتی اور دھان کی بالیاں

4) بہوجن سماج پارٹی — ہاتھی

5) جنتادل — چکر (بنڈی کا پہیہ)

کسی ایک علاقے میں مقبولیت رکھنے والی جماعت کو علاقائی جماعت کہتے ہیں۔اس کی پالیسیاں اور پروگرام بھی کسی ایک علاقے تک محدود ہوتی ہیں۔عموماً یہ جماعتیں علاقائی مسائل کو حل کرنے کے لیے ہی جدوجہد کرتی ہیں۔ان کی کوئی قومی بنیاد اور مقبولیت نہیں ہوتی۔پارلیمنٹ میں بھی یہ علاقائی مسائل پر ہی زیادہ توجہ دیتی ہیں۔

3.6 ہندوستان کی اہم سیاسی جماعتیں

ہندوستان کی اہم سیاسی جماعتوں کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی ابتداء اور ان کی پالیسیوں کا مطالعہ کریں۔ذیل میں چند اہم قومی سیاسی جماعتوں کے متعلق تفصیلات دی جارہی ہیں۔

3.6.1 انڈین نیشنل کانگریس

انڈین نیشنل کانگریس ہندوستان کی پہلی اور قدیم ترین سیاسی جماعت ہے۔اس کو 1885ء میں ایک انگریز سیول سرونٹ اے۔او۔ہیوم (A.O.Hume) نے قائم کیا تھا۔ڈبلیو۔سی۔بنرجی (W.C.Banergee) اس کے پہلے صدر تھے۔کانگریس پارٹی نے ہندوستان میں جدوجہد آزادی کا آغاز کیا تھا۔گاندھی جی کی قیادت میں کئی قومی رہنماؤں جیسے پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، سردار ولبھ بھائی پٹیل وغیرہ نے آزادی کی لڑائی لڑی اور بالآخر ملک آزاد ہوا۔آزادی کے بعد سے کانگریس پارٹی ہی اقتدار پر رہی۔مرکز اور ریاستوں میں کانگریس پارٹی ہی کی حکومت رہی۔پنڈت جواہر لال نہرو کے انتقال کے بعد لال بہادر شاستری وزیر اعظم بنے اور شاستری جی کے انتقال کے بعد محترمہ اندرا گاندھی وزیر اعظم بنیں اور 1977ء تک یہی وزیر اعظم تھیں۔1977ء میں ہوئے پارلیمنٹ کے چھٹے عام انتخابات میں کانگریس پارٹی اور وزیر اعظم اندرا گاندھی دونوں کو شکست ہوئی اور ہندوستان میں پہلی مرتبہ ایک غیر کانگریسی، جنتا پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔لیکن جنتا پارٹی پھوٹ کا شکار ہوئی اور 1980ء میں ہوئے درمیانی مدت کے انتخابات میں ایک بار پھر کانگریس پارٹی کو فتح حاصل ہوئی اور محترمہ اندرا گاندھی وزیر اعظم بن گئیں۔لیکن اب اس پارٹی کا نام بدل کر اندرا کانگریس رکھا گیا تھا۔1984ء میں محترمہ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد راجیو گاندھی کو وزیر اعظم بنایا گیا۔1989ء میں ہوئے نویں عام انتخابات میں کانگریس کو اکثریت حاصل نہیں ہوئی اور ایک بار پھر مرکز میں ایک غیر کانگریسی حکومت اقتدار پر آ گئی۔لیکن یہ حکومت بھی مستحکم ثابت نہیں ہوئی اور 1991ء میں درمیانی مدت کے انتخابات کروائے گئے۔ان انتخابات میں کانگریس پارٹی پھر اقتدار میں آ گئی۔1996ء میں ہوئے گیارہویں عام انتخابات میں مرکز میں پھر ایک بار غیر کانگریسی حکومت مرکز میں اقتدار پر آ گئی۔اس طرح اب تک کانگریس مرکز میں اقتدار سے دور ہے۔اس وقت محترمہ سونیا گاندھی اس پارٹی کی صدر ہیں۔اس پارٹی کا نشان ہاتھ ہے۔

کانگریس پارٹی جمہوریت اور اشتراکیت (Socialism) میں یقین رکھتی ہے اور وہ امیر و غریب کے درمیان فرق کو کم سے کم کرنا چاہتی ہے، اس کے علاوہ کانگریس پارٹی ایک سیکولر جماعت ہے جو کسی بھی مذہبی حکومت کے خلاف ہے وہ تمام مذاہب کے درمیان دوستی و بھائی چارگی میں یقین رکھتی ہے۔

کانگریس پارٹی معاشی ترقی کے لیے زراعتی و صنعتی ترقی دونوں کو لازمی سمجھتی ہے۔ وہ غربت کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ وہ خاندان کے کم از کم ایک فرد کو روزگار دلوانا چاہتی ہے۔

کانگریس پارٹی تمام ممالک سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتی ہے اور آپسی مسائل کو دوستانہ طور پر حل کرنے میں یقین رکھتی ہے۔ نئے بدلے ہوئے دنیا کے حالات میں وہ بیرونی سرمایہ کاری کو ضروری سمجھتی ہے۔

3.6.2 جنتادل (Janata Dal)

1989ء میں ایک نئی جماعت جنتادل کا قیام عمل میں آیا۔ یہ دراصل مخالف کانگریس افراد پر مشتمل ایک جماعت ہے۔ چنانچہ وی۔ پی سنگھ کی قیادت میں یہ پارٹی تمام مخالف کانگریس جماعتوں کو ملا کر ایک نیشنل فرنٹ (قومی محاذ) بنائی اور 1989ء کے انتخابات کے بعد اپنی حکومت قائم کی۔ لیکن آپسی انتشار کے باعث یہ حکومت ختم ہوئی اور 1991ء میں پھر ایک بار مرکز میں کانگریس پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ 1996ء کے انتخابات کے بعد دیوے گوڑا اور آئی کے گجرال وزیر اعظم بنے۔ لیکن جنتادل پھوٹ کا شکار ہوتی رہی۔ رام کرشنا ہیگڈے، دیوی لال، لالو پرساد یادو جیسے اہم قائدین اس جماعت سے الگ ہوئے اور اب یہ ایک معمولی پارٹی کے طور پر ہے جس کے صدر شرد یادو ہیں۔ اس کا نشان پہیہ یا چکر ہے۔

یہ جماعت غربت اور پسماندگی کو دور کرنے پر زور دیتی ہے، چنانچہ پسماندہ طبقات کو ملازمتوں میں 27% تحفظات دینے کے لیے منڈل کمیشن کی سفارشات کو روبعمل لانے کی کوشش کی۔ کام کے حق کو ایک بنیادی حق مانتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس حق کو دستور کے ذریعہ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ چھوٹے پیمانے کی گھریلو صنعتوں کو ترقی دیتے ہوئے معاشی ترقی پر زور دیتی ہے۔ یہ پارٹی چاہتی ہے کہ انتخابات میں دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لیے انتخابات کے اخراجات خود حکومت برداشت کرے۔ اس کے مطابق اقلیتی کمیشن کو دستوری موقف دیا جانا چاہیے۔ اس پارٹی نے آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن کو خود مختاری کے لیے اقدامات کیے تھے۔

3.6.3 بھارتیہ جنتا پارٹی (B.J.P)

بھارتیہ جنتا پارٹی کا قیام 1980ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس سے پہلے یہ جن سنگھ کے نام سے جانی جاتی تھی۔ 1996ء کے انتخابات میں پہلی مرتبہ 163 نشستیں پارلیمنٹ میں حاصل کی اور حکومت بھی قائم کی۔ لیکن واضح اکثریت کی تائید حاصل نہ ہونے کے سبب یہ حکومت 13 دن بعد ہی گر گئی۔ لیکن 1998ء کے انتخابات میں یہ دیگر 28 جماعتوں کے ساتھ مل کر حکومت بنائی۔ 1999ء کے انتخابات میں بھی یہ پارلیمنٹ کی سب سے بڑی جماعت کے روپ میں سامنے آئی اور دوسری جماعتوں سے مل کر قومی جمہوری اتحاد

(NDA) کے نام سے ایک محاذ قائم کی اور حکومت تشکیل دی۔اس کے موجودہ صدر جانم کرشنا مورتی ہیں۔اس کا نشان کنول کا پھول ہے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی انتخابات میں حکومت کی جانب سے اخراجات برداشت کرنے کی حامی ہے۔ یہ پارٹی کشمیر کے خصوصی موقف سے متعلق دستور کی دفعہ 370 کو نکال دینے کی حامی ہے۔اس پارٹی پر مذہب کی گہری چھاپ ہےاور وہ بھارت ماتا کو خراج ادا کرنے کے لیے ایودھیا میں رام مندر تعمیر کرنا چاہتی ہے۔یہ قومی شناخت، قومی یکجہتی اور قومی ورثے پر زیادہ زور دیتی ہے۔

3.6.4 کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (C.P.I)

کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا کانگریس کے بعد ہندوستان کی دوسری بڑی قدیم جماعت ہے۔1964ء میں اس کی تقسیم عمل میں آئی اور ایک نئی جماعت کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسٹ) (Marxsit) وجود میں آئی۔یہ جماعت سخت گیر کیمونسٹ نظریہ کی حامل ہے اور غربت کو ختم کرتے ہوئے امیری و غریبی کے فرق کو ختم کرنا چاہتی ہے۔14 سال سے کم عمر بچوں کو مفت ولازمی تعلیم، بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع اور کام کے حق کو بنیادی حق بنانے کی حامی ہے۔یہ جماعت تمام بیرونی سرمایہ کاری کو قومیانے کے حق میں ہے۔ بڑے زمینداروں کی زمین کو بے زمین مزدوروں میں تقسیم کرنا چاہتی ہے اور کسانوں کو تمام ممکنہ مدد دی جانی چاہیے۔ مزدوروں کے لیے کم از کم اجرت کا تعین چاہتی ہے۔یہ جماعت مخالف سامراج (Imperialist) اور اشتراکی (Socialist) ممالک سے قریبی تعلقات کی حامی ہے۔

3.6.5 بہوجن سماج پارٹی (B.S.P)

بہوجن سماج پارٹی پہلے اتر پردیش کی ایک علاقائی جماعت تھی۔1997ء میں یہ ایک قومی جماعت بن گئی۔اس کے صدر اور بانی کانشی رام ہیں۔یہ اتر پردش میں کچھ وقت کے لیے اقتدار میں بھی رہی ہے۔اس جماعت کا مقصد ہندوستان کے دلتوں کو متحد کرنا اور ہندوستان میں دلتوں کی حکومت قائم کرنا ہے۔یہ اقلیتوں کی حامی ہے۔اقلیتوں اور دلتوں کو متحد کر کے ایک طاقت بنانا چاہتی ہے۔

3.7 ہندوستان کی چند علاقائی جماعتیں

ہندوستان ایک بڑا ملک ہے۔جغرافیائی طور پر یہ مختلف حصوں میں منقسم ہے۔ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مختلف تہذیب ہے اور ہر علاقے کے اپنے مسائل ہیں۔اسی بات کے پیش نظر آزادی کے بعد ہندوستان میں وفاقی حکومت قائم کی گئی۔یعنی اختیارات کو مرکزی وریاستی حکومتوں میں تقسیم کیا گیا۔آزادی کے بعد لمبے وقت تک زیادہ تر ریاستوں میں قومی جماعت آل انڈیا نیشنل کانگریس کی ہی حکومت رہی۔لیکن سیاسی، سماجی، معاشی و کئی ایک علاقائی وجوہات کی بناء پر ریاستوں میں علاقائی جماعتیں پیدا ہوئیں۔جو دراصل قومی جماعتوں سے مایوسی کا نتیجہ تھیں۔حسب ذیل علاقائی جماعتیں اہم ہیں۔

3.7.1 دراوڑ امنترا کازگم (D.M.K)

جنوبی ہند کی اہم علاقائی جماعت (D.M.K) ہے۔ اسے ٹاملناڈو میں انادورائی نے قائم کیا تھا۔ یہ جماعت ذات پات کے نظام اور برہمنوں کی برتری کے خلاف ہے۔ یہ جماعت شروع سے ہی ریاستی خودمختاری کا مطالبہ کررہی ہے۔ 1967ء میں یہ پہلی بار ریاست ٹاملناڈو میں اقتدار میں آئی اور 1977ء تک اقتدار پر قائم رہی۔ 1974ء میں ڈی۔ یم۔ کے میں پھوٹ پڑی اور یم۔ جی۔ رام چندرن کی قیادت میں ایک نئی جماعت (AIADMK) کل ہندانا ڈوراڈی۔ یم۔ کے قائم ہوئی جو 1977ء کے انتخابات کے بعد ریاست ٹاملناڈو میں اقتدار میں آئی۔ رامچند رن کے انتقال کے بعد جے للیتا اس جماعت کی قائید اور چیف منسٹر بن گئیں۔ لیکن اس وقت ٹاملناڈو میں پھر ایک بار (D.M.K) کی حکومت ہے۔ اس کے صدر چیف منسٹر کروناندھی ہیں۔

3.7.2 اکالی دل (Akalidal)

اکالی دل پنجاب میں سکھوں کی ایک طاقتور قدیم سیاسی جماعت ہے۔ یہ جماعت بھی ڈی۔ یم۔ کے کی طرح ہی ریاستوں کی خودمختاری کی حامی ہے۔ 1967ء کے ریاستی انتخابات کے بعد اکالی دل نے پنجاب میں مخلوط حکومت تشکیل دی۔ 1977ء کے انتخابات کے بعد پنجاب میں جنتا پارٹی کے ساتھ مخلوط حکومت قائم کی۔ اس وقت پنجاب میں اکالی دل کی حکومت ہے اور یہ جماعت مرکز میں (N.D.A) سرکار کا ایک اہم حصہ ہے۔ اکالی دل میں ہمیشہ سے ہی اعتدال پسند اور انتہا پسند دو گروہ رہے ہیں اور ان دونوں کے تحت مقابلہ بھی رہا ہے۔ یہ جماعت مذہب اور سیاست میں کوئی فرق نہیں کرتی۔

3.7.3 تلگودیشم پارٹی (Telugu Desam Party TDP)

1982ء میں مشہور فلمی ستارے ین۔ ٹی راما راؤ نے اس جماعت کو قائم کیا تھا۔ یہ ایک مخالف کانگریس جماعت ہے۔ 1983ء میں یہ جماعت آندھرا پردیش میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ یہ جماعت تلگو تہذیب، زبان و تاریخ کو فروغ دینا چاہتی ہے۔ تلگودیشم کی حکومت نے عوامی فلاح و بہبود کے کئی کام کیے۔ خصوصاً سستی قیمتوں پر عوام کو اناج مہیا کیا اور ہندوستان میں تمام مخالف کانگریس سیاسی جماعتوں کو متحد کی۔ 1984ء اور 1995ء میں دو بار تلگودیشم پارٹی پھوٹ کا شکار ہوئی۔ پہلی بار 1984ء میں ین۔ ٹی۔ آر کے خلاف بغاوت ین۔ بھاسکر راؤ (جو کہ ین۔ ٹی۔ آر حکومت میں وزیر تھے) نے کی تھی اور وہ عارضی طور چیف منسٹر بنادیے گئے۔ لیکن ایک ماہ بعد بھی ڈرامائی طور پر ین۔ ٹی راما راؤ دوبارہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ 1989ء کے ریاستی انتخابات میں تلگودیشم کو بھاری شکست ہوئی اور کانگریس پارٹی ریاست میں دوبارہ اقتدار پر آئی۔ 1994ء کے ریاستی انتخابات میں ین۔ ٹی۔ راما راؤ نے پھر ایک بار کانگریس کو شکست دے کر تلگودیشم کی حکومت قائم کی۔ لیکن اس بار ان کے داماد چندرا بابو نائیڈو نے اور ان کے فرزندوں نے مل کر بغاوت کی اور ین۔ ٹی۔ آر کو چیف منسٹر کے عہدہ سے ہٹادیا۔ اس تلگودیشم پارٹی میں ایک اور پھوٹ ہوئی۔ ین۔ ٹی۔ آر کی بیوی لکشمی پاروتی اور چندرا بابو نائیڈو تلگودیشم پارٹی کے دو گروہوں کے صدور ہیں۔ لیکن لکشمی پاروتی کی تلگودیشم

جماعت اب ختم ہوگئی ہے اور چندرا بابو نائیڈو کی تلگودیشم ہی حقیقی تلگودیشم کہی جاتی ہے۔ تلگودیشم پارٹی کا نشان سیکل ہے۔ تلگودیشم پارٹی مرکز میں اب (N.D.A) حکومت کا اہم حصہ ہے۔

3.7.4 آسام گنا سنگرام پریشد (A.G.P)

اے۔ جی۔ پی 1985ء میں آسام میں قائم ہوئی۔ یہ جماعت آسام میں غیر مقامی باشندوں کے خلاف ہے۔ یہ جماعت دراصل دو طلبہ تنظیموں کا مجموعہ ہے۔ اس کا مطالبہ ہے کہ غیر مقامی باشندوں کو آسام سے نکال باہر کیا جائے اور آسام کی معاشی غربت کو ختم کیا جائے 1985ء میں مرکزی حکومت نے طلبہ تنظیموں سے ایک معاہدہ کی تا کہ غیر مقامی باشندوں کو ریاست سے نکالا جائے۔ معاہدے کے بعد دو طلبہ تنظیمیں (A.G.P) میں ضم ہوگئیں۔ پرفلا کمار مہنتا اس کے صدر اور آسام کے چیف منسٹر ہیں اور یہ جماعت بھی مخالف کانگریس ذہن رکھتی ہے۔

3.7.5 نیشنل کانفرنس (National Conference)

نیشنل کانفرنس جموں و کشمیر کی اہم سیاسی جماعت ہے۔ 1939ء میں شیخ عبداللہ نے اس جماعت کو قائم کیا تھا۔ شیخ عبداللہ کشمیر کے ہندوستان سے الحاق کے حامی تھے۔ نیشنل کانفرنس کشمیر کے علاحدہ دستوری موقف کے تحفظ کی حامی ہے۔ اس کے علاوہ اب نیشنل کانفرنس کشمیر کے لیے خودمختاری کا مطالبہ بھی کررہی ہے۔ گزشتہ انتخابات میں نیشنل کانفرنس انتخابات جیت کر حکومت تشکیل دی ہے۔ اس کے صدر کشمیر کے چیف منسٹر ڈاکٹر فاروق عبداللہ ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

سیاسی جماعتیں جمہوریت کے لیے لازمی ہیں۔ سماج کے کئی انجمنوں میں ایک انجمن سیاسی جماعت ہے۔ دیگر انجمنوں کے مقابلے میں سیاسی جماعت زیادہ منظم ہوتی ہے اور اس کا مقصد اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتے ہوئے دستوری طور پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں حکومت اور عوام کے درمیان ایک رابطہ ہوتی ہیں اور یہ عوام کے سیاسی شعور کو بلند کرتی ہیں۔ دنیا میں تین طرح کے جماعتی نظام پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں کثیر جماعتی نظام رائج ہے۔ اپوزیشن جماعتیں حکومت پر نگرانی رکھتی جس کی وجہ سے حکومت من مانی نہیں کرسکتی۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اس لیے یہاں قومی جماعتوں کے ساتھ ساتھ علاقائی سیاسی جماعتیں بھی ہیں۔ علاقائی سیاسی جماعتیں علاقائی خواہشات کو پورا کرتی ہیں۔ انڈین نیشنل کانگریس ہندوستان کی قدیم ترین جماعت ہے۔ یہ آزادی کے بعد سے کوئی چالیس سال تک حکومت کرتی رہی ہے، اب ہندوستان میں مخلوط حکومت ہے۔

5 زائد معلومات

برطانیہ میں دو سیاسی جماعت ہے۔ ایک سیاسی جماعت حکومت کرتی ہے تو دوسری اپوزیشن جماعت سایہ کی طرح حکمران جماعت پر نظر و نگرانی رکھتی ہے اور اس کے لیے اپوزیشن لیڈر بھی حکومت تشکیل دیتا ہے جسے "سایہ حکومت" (Shadow Govt.) کہتے ہیں۔ اپوزیشن کی سایہ حکومت کا وزیر متعلقہ حقیقی حکومت کے وزیر کے کام کاج پر نظر و نگرانی رکھتا ہے۔ اس طرح برطانیہ میں حقیقی حکومت کی ناکامی پر سایہ حکومت فوری و آسانی سے متبادل فراہم کرتی ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Election Manifesto	الیکشن مینفیسٹو	انتخابی منشور	ہر سیاسی جماعت انتخابات کے وقت اپنے پالیسی و پروگرام اور نظریہ کا اعلان تحریری طور پر کرتی ہے۔ اسے انتخابی منشور کہتے ہیں۔
Coalition Govt.	کولیشن گورنمنٹ	مخلوط حکومت	کئی جماعتوں کی جانب سے بنائی جانے والی حکومت
Dictatorship	ڈکٹیٹرشپ	آمریت	قانون سے ہٹ کر کی جانے والی من مانی حکومت
Socialism	سوشلزم	اشتراکیت	یہ ایک نظریہ ہے جو سرمایہ داریت کا مخالف ہے اور دولت و پیداوار کی سماجی ملکیت میں یقین رکھتا ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک لفظ یا جملہ میں دیجیے۔

1) سیاسی جماعت دوسری انجمنوں سے کس طرح مختلف ہوتی ہے۔
2) سیاسی جماعت کی اہم خصوصیت کیا ہوتی ہے۔
3) سیاسی جماعت ووٹ کی اپیل عوام سے کس طرح کرتی ہے۔
4) حزب اختلاف کسے کہتے ہیں۔
5) سیاسی جماعتیں عوام میں سیاسی شعور کس طرح بیدار کرتی ہیں۔
6) ایک جماعتی نظام کن ممالک میں رائج ہے۔

جماعت اب ختم ہوگئی ہے اور چندرا بابو نائیڈو کی تلگو دیشم ہی حقیقی تلگو دیشم کہی جاتی ہے۔ تلگو دیشم پارٹی کا نشان سیکل ہے۔ تلگو دیشم پارٹی مرکز میں اب (N.D.A) حکومت کا اہم حصہ ہے۔

3.7.4 آسام گنا سنگرام پریشد (A.G.P)

اے۔ جی۔ پی 1985ء میں آسام میں قائم ہوئی۔ یہ جماعت آسام میں غیر مقامی باشندوں کے خلاف ہے۔ یہ جماعت دراصل دو طلبہ تنظیموں کا مجموعہ ہے۔ اس کا مطالبہ ہے کہ غیر مقامی باشندوں کو آسام سے نکال باہر کیا جائے اور آسام کی معاشی غربت کو ختم کیا جائے 1985ء میں مرکزی حکومت نے طلبہ تنظیموں سے ایک معاہدہ کی تاکہ غیر مقامی باشندوں کو ریاست سے نکالا جائے۔ معاہدے کے بعد دو طلبہ تنظیمیں (A.G.P) میں ضم ہوگئیں۔ پرفلا کمار مہنتا اس کے صدر اور آسام کے چیف منسٹر ہیں اور یہ جماعت بھی مخالف کانگریس ذہن رکھتی ہے۔

3.7.5 نیشنل کانفرنس (National Conference)

نیشنل کانفرنس جموں و کشمیر کی اہم سیاسی جماعت ہے۔ 1939ء میں شیخ عبداللہ نے اس جماعت کو قائم کیا تھا۔ شیخ عبداللہ کشمیر کے ہندوستان سے الحاق کے حامی تھی۔ نیشنل کانفرنس کشمیر کے علاحدہ دستوری موقف کے تحفظ کی حامی ہے۔ اس کے علاوہ اب نیشنل کانفرنس کشمیر کے لیے خود مختاری کا مطالبہ بھی کررہی ہے۔ گزشتہ انتخابات میں نیشنل کانفرنس انتخابات جیت کر حکومت تشکیل دی ہے۔ اس کے صدر کشمیر کے چیف منسٹر ڈاکٹر فاروق عبداللہ ہیں۔

4 سبق کا خلاصہ

سیاسی جماعتیں جمہوریت کے لیے لازمی ہیں۔ سماج کے کئی انجمنوں میں ایک انجمن سیاسی جماعت ہے۔ دیگر انجمنوں کے مقابلے میں سیاسی جماعت زیادہ منظم ہوتی ہے اور اس کا مقصد اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتے ہوئے دستوری طور پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں حکومت اور عوام کے درمیان ایک رابطہ ہوتی ہیں اور یہ عوام کے سیاسی شعور کو بلند کرتی ہیں۔ دنیا میں تین طرح کے جماعتی نظام پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں کثیر جماعتی نظام رائج ہے۔ اپوزیشن جماعتیں حکومت پر نگرانی رکھتی جس کی وجہ سے حکومت من مانی نہیں کرسکتی۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اس لیے یہاں قومی جماعتوں کے ساتھ ساتھ علاقائی سیاسی جماعتیں بھی ہیں۔ علاقائی سیاسی جماعتیں علاقائی خواہشات کو پورا کرتی ہیں۔ انڈین نیشنل کانگریس ہندوستان کی قدیم ترین جماعت ہے۔ یہ آزادی کے بعد سے کوئی چالیس سال تک حکومت کرتی رہی ہے، اب ہندوستان میں مخلوط حکومت ہے۔

5 زائد معلومات

برطانیہ میں دو سیاسی جماعت ہے۔ایک سیاسی جماعت حکومت کرتی ہے تو دوسری اپوزیشن جماعت سایہ کی طرح حکمران جماعت پر نظر ونگرانی رکھتی ہے اور اس کے لیے اپوزیشن لیڈر بھی حکومت تشکیل دیتا ہے جیسے "سایہ حکومت" یا (Shadow Govt.) کہتے ہیں۔اپوزیشن کی سایہ حکومت کا وزیر متعلقہ حقیقی حکومت کے وزیر کے کام کاج پر نظر ونگرانی رکھتا ہے۔اس طرح برطانیہ میں حقیقی حکومت کی ناکامی پر سایہ حکومت فوری وآسانی سے متبادل فراہم کرتی ہے۔

6 فرہنگ اصطلاحات

Election Manifesto	الیکشن منفیسٹو	انتخابی منشور	ہر سیاسی جماعت انتخابات کے وقت اپنے پالیسی و پروگرام اور نظریہ کا اعلان تحریری طور پر کرتی ہے۔ اسے انتخابی منشور کہتے ہیں۔
Coalition Govt.	کولیشن گورنمنٹ	مخلوط حکومت	کئی جماعتوں کی جانب سے بنائی جانے والی حکومت
Dictatorship	ڈکٹیٹرشپ	آمریت	قانون سے ہٹ کر کی جانے والی من مانی حکومت
Socialism	سوشیلزم	اشتراکیت	یہ ایک نظریہ ہے جو سرمایہ داریت کا مخالف ہے اور دولت و پیداوار کی سماجی ملکیت میں یقین رکھتا ہے

7 نمونہ امتحانی سوالات

7.1 مختصر جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب ایک لفظ یا جملہ میں دیجیے۔

1) سیاسی جماعت دوسری انجمنوں سے کس طرح مختلف ہوتی ہے۔
2) سیاسی جماعت کی اہم خصوصیت کیا ہوتی ہے۔
3) سیاسی جماعت ووٹ کی اپیل عوام سے کس طرح کرتی ہے۔
4) حزب اختلاف کسے کہتے ہیں۔
5) سیاسی جماعتیں عوام میں سیاسی شعور کس طرح بیدار کرتی ہیں۔
6) ایک جماعتی نظام کن ممالک میں رائج ہے۔

7) دو جماعتی نظام کن کن ممالک میں رائج ہے۔
8) برطانیہ کی سیاسی جماعتوں کے نام کیا ہیں۔
9) امریکی سیاسی جماعتوں کے نام کیا ہیں۔
10) تلگو دیشم پارٹی کا انتخابی نشان کیا ہے۔
11) بہوجن سماج پارٹی کس نے قائم کی۔
12) ڈی۔ ایم۔ کے کس ریاست کی جماعت ہے۔
13) کانگریس پارٹی کے بانی کون ہیں۔
14) درمیانی مدت کے انتخابات کسے کہتے ہیں۔
15) مخلوط حکومت کسے کہتے ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) سیاسی جماعت کی تعریف کیجیے اور اس کی خصوصیات لکھیے۔
2) سیاسی جماعتوں کی کیا اہمیت ہے واضح کیجیے۔
3) جماعتی نظام کسے کہتے ہیں؟ لکھیے۔
4) جمہوریت میں حزب اختلاف کے رول پر روشنی ڈالیے۔
5) قومی و علاقائی جماعتوں کے فرق کو بتلاتے ہوئے اہم قومی و علاقائی جماعتوں کے نام لکھیے۔
6) انڈین نیشنل کانگریس پر ایک نوٹ لکھیے۔
7) جنتا دل اور اس کی پالیسیوں کو بیان کیجیے۔
8) تلگو دیشم پارٹی کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں لکھیے۔
9) DMK اور اکالی دل پر ایک نوٹ لکھیے۔
10) کثیر جماعتی نظام کی خامیوں کو بیان کیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) امریکہ میں .... جماعتی نظام ہے۔
2) بہوجن سماج پارٹی کا نشان .... ہے۔
3) ہندوستان میں .... جماعتی نظام ہے۔
4) .... میں ہندوستان میں پہلی بار مخلوط حکومت بنی۔
5) نیشنل کانفرنس کو .... نے قائم کیا تھا۔
6) .... ملک میں "سایہ حکومت" ہوتی ہے۔

7) دو جماعتی نظام کن کن ممالک میں رائج ہے۔
8) برطانیہ کی سیاسی جماعتوں کے نام کیا ہیں۔
9) امریکی سیاسی جماعتوں کے نام کیا ہیں۔
10) تلگودیشم پارٹی کا انتخابی نشان کیا ہے۔
11) بہوجن سماج پارٹی کس نے قائم کی۔
12) ڈی۔ یم۔ کے کس ریاست کی جماعت ہے۔
13) کانگریس پارٹی کے بانی کون ہیں۔
14) درمیانی مدت کے انتخابات کسے کہتے ہیں۔
15) مخلوط حکومت کسے کہتے ہیں۔

7.2 طویل جوابی سوالات

حسب ذیل میں سے ہر سوال کا جواب 10 تا 15 سطر میں دیجیے۔

1) سیاسی جماعت کی تعریف کیجیے اور اس کی خصوصیات لکھیے۔
2) سیاسی جماعتوں کی کیا اہمیت ہے واضح کیجیے۔
3) جماعتی نظام کسے کہتے ہیں؟ لکھیے۔
4) جمہوریت میں حزب اختلاف کے رول پر روشنی ڈالیے۔
5) قومی و علاقائی جماعتوں کے فرق کو بتلاتے ہوئے اہم قومی و علاقائی جماعتوں کے نام لکھیے۔
6) انڈین نیشنل کانگریس پر ایک نوٹ لکھیے۔
7) جنتادل اور اس کی پالیسیوں کو بیان کیجیے۔
8) تلگودیشم پارٹی کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں لکھیے۔
9) DMK اور اکالی دل پر ایک نوٹ لکھیے۔
10) کثیر جماعتی نظام کی خامیوں کو بیان کیجیے۔

7.3 معروضی سوالات

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1) امریکہ میں .... جماعتی نظام ہے۔
2) بہوجن سماج پارٹی کا نشان .... ہے۔
3) ہندوستان میں .... جماعتی نظام ہے۔
4) .... میں ہندوستان میں پہلی بار مخلوط حکومت بنی۔
5) نیشنل کانفرنس کو .... نے قائم کیا تھا۔
6) .... ملک میں "سایہ حکومت" ہوتی ہے۔